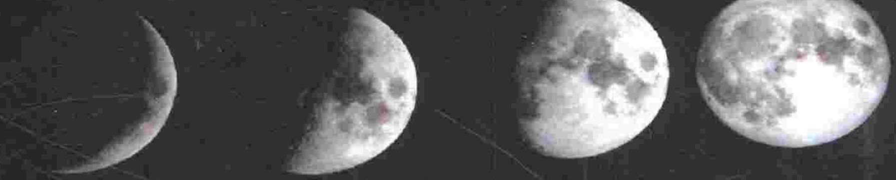

www.KitaboSunnat.com

# چاند پر اختلاف کیوں؟

(مسئلہ رویت ہلال، تحقیقی وتنقیدی جائزہ)

رانا محمد شفیق خان پسروری

(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com



# چاند پر اختلاف کیوں؟!

## رویت ہلال کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

www.kitabosunnat.com

رانا محمد شفیق خاں پسروری

(رکن: اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



520
مرکز ــ نمبر

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب: چاند پر اختلاف کیوں؟!

مؤلف: رانا محمد شفیق خاں پسروری

صفحات:

طبع: اول

قیمت:

کمپوزنگ: عتیق الرحمن (0302-6211176)

مطبع: فکس ڈاٹ پرنٹرز (شہباز عالم) رائل پارک لاہور
0300-4240426

## ملنے کے پتے

1 مرکزی دفاتر اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور 042-37729933
2 مکتبہ اہل حدیث پسرور ضلع سیالکوٹ 0300-4655411
3 مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور 042-37244973
4 مکتبہ اسلامیہ کوتوالی روڈ فیصل آباد 041-2631204
5 مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد برنس روڈ کراچی
6 فیض اللہ اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
7 مخزن علم الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

(تمام بڑے دینی کتب خانے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# انتساب

اپنے سوہنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے'

اپنے سوہنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اظہار عقیدت ومحبت کے بعد!

اپنے محسن ومربی' حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

اور والد گرامی

مناظر اسلام، حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام معنون کرتا ہوں۔

(رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ○ آمین!)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹- ج ماڈل ٹاؤن - لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین


| نمبر شمار | مضمون | صفحات |
|---|---|---|
| 1 | انتساب ............................ | 4 |
| 2 | ابتدائیہ ..... (رویت ہلال پر اختلاف کیوں؟) ............... | 9 |
| | سائنسی ایجادات سے فائدہ؟ ............................ | 14 |
| | غامدی صاحب سائنس کی نفی کرتے ہیں ............................ | 17 |
| 3 | ''پاکستان فورم'' میں مختلف علماء کرام کی آراء ............................ | 21 |
| | چاند کی حالتیں اور وقت رویت! ............................ | 23 |
| | گیارہ مہینے کمیٹی پر اتفاق، ایک مہینہ انکار ............................ | 27 |
| | مولانا عبدالمالک ............................ | 29 |
| | پروفیسر مقبول احمد قاضی (مرحوم) ............................ | 30 |
| | خلافت راشدہ میں الگ الگ عیدیں ............................ | 32 |
| | ڈاکٹر سرفراز نعیمی (مرحوم) ............................ | 33 |
| | مولانا محمد اکرم کاشمیری ............................ | 35 |
| | حافظ کاظم رضا نقوی ............................ | 36 |
| 4 | ایک اور فورم ............................ | 39 |
| | پروفیسر مقبول احمد قاضی (مرحوم) ............................ | 40 |
| | مفتی غلام سرور قادری (مرحوم) ............................ | 41 |
| | پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی ............................ | 41 |
| | ڈاکٹر راغب نعیمی ............................ | 42 |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



| | | |
|---|---|---|
| | علامہ سید فرحت حسین شاہ ........................ | 43 |
| 5 | پورے عالم اسلام میں ایک دن روزہ' ایک دن عید..؟ ................ | 45 |
| | حج اور عید وروزہ میں فرق؟.................................. | 52 |
| | رویت میں فرق کی حدود؟ ............................. | 55 |
| | سید عبدالقدوس ہاشمی (مرحوم) کے وقیع خیالات ................ | 60 |
| | شہر رمضان کیا ہے؟ ................................ | 67 |
| 6 | لطیفہ یا المیہ؟.................................... | 71 |
| 7 | پیدائش قمر ہے کیا؟.................................. | 73 |
| 8 | رویت ایک ماننے والوں سے سوال! ........................ | 79 |
| 9 | رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ........................ | 82 |
| 10 | رویت ہلال کے حوالے سے سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی رائے ....... | 92 |
| 11 | مسئلہ رویت ہلال.....(مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ)..... | 95 |
| | نوعیت مسئلہ ........................................ | 96 |
| | عہد صحابہ کی ایک نظیر................................ | 97 |
| | جلیل القدر علماء احناف کی رائے ........................ | 101 |
| | اختلاف مطالعہ کا اعتبار ہے یا نہیں؟ ....................... | 102 |
| | اختلاف مطالع کی بحث ............................ | 103 |
| | تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء (لکھنو) کا فیصلہ ................ | 109 |
| | علم فلکیات سے مدد لینا اور اہمیت دینا..؟ ..................... | 111 |
| | خیبر پختونخواہ والوں کا معاملہ ........................ | 112 |
| | لال مسجد والے مولانا عبداللہ مرحوم کا خط! ...................... | 113 |
| | پس چہ باید کرد؟................................... | 114 |
| | اثبات ہلال کے لیے کیلنڈر پر اعتماد..؟ ..................... | 115 |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




| | | |
|---|---|---|
| | قریبی ممالک کے مطالع پر عمل..؟ ............................ | 118 |
| | رویت کے اثبات میں گواہوں کی تعداد..؟ ............................ | 119 |
| | عادل کون..؟ ............................ | 122 |
| | کسی ملک/علاقے کا مطلع ابر آلود ہوتو؟ ............................ | 122 |
| | رویت ہلال کمیٹی کے لیے مشورے وآراء ............................ | 123 |
| | کمیٹی کی بہتری کے لیے اقدامات ............................ | 125 |
| | خلاصۂ مباحث ............................ | 128 |
| 12 | سائنس اور رویت ہلال ...... (لیفٹیننٹ کرنل فرحان شاہد کا مضمون) .... | 131 |
| | سائنسی حساب اور عینی شہادت میں فرق ............................ | 133 |
| | گرہن کی احتمال کے ساتھ پیش گوئی ............................ | 135 |
| | سائنس پر انحصار کا تنازع ............................ | 136 |
| | آئن سٹائن اور چاند ............................ | 137 |
| | رویت ہلال کا مسئلہ سائنسی سے زیادہ عمرانیات کا ہے! ............................ | 138 |
| 13 | نئے چاند کی پیدائش اور نظر آنے کی مدت (بعض سائنسی تحقیقات) ..... | 140 |
| | جامعہ فاروقیہ کے پروفیسر محمد حمزہ نعیم ............................ | 142 |
| | نیومون کیا ہے؟ ............................ | 143 |
| | ہلال کیا ہے؟ ............................ | 143 |
| | سورج گرہن اور نیومون ............................ | 144 |
| | ہلال نظر آنے کا امکان ............................ | 145 |
| | ہلال کی جسامت ............................ | 145 |
| | اختلاف مطالع کیا ہے؟ ............................ | 146 |
| | پروفیسر حسام الدین کی تحقیق ............................ | 149 |
| | چاند کی شکلیں ............................ | 151 |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




| | | |
|---|---|---|
| | چاند و سورج گرہن ............ | 151 |
| | رویت ہلال کب ممکن؟ ............ | 153 |
| | پروفیسر نازش حسن کی تحقیق! ............ | 155 |
| 14 | رویت ہلال' ایک تحقیقی جائزہ ..... (حافظ کلیم اللہ عمری کا وقیع مضمون) ... | 158 |
| | شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کی رائے ............ | 159 |
| | احادیث نبوی سے استدلال ............ | 162 |
| | صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کا تعامل ............ | 164 |
| | محدثین عظام کا نقطہ نظر ............ | 166 |
| | فقہاء کرام کی آراء ............ | 170 |
| | جمہور علماء کی رائے اور مساعی جمیلہ! ............ | 172 |
| 15 | ہر ملک کی اپنی ہی رویت ہے ..... (حدیث کریبؒ کا ایک مطالعہ) ..... | 175 |
| | مولانا مقبول احمد سلفی (بھارت) کی وقیع تشریح ............ | 175 |
| | تخریج حدیث اور ابواب کتب ............ | 177 |
| | حدیث کا مفہوم ............ | 180 |
| | حدیث پر چند اعتراضات اور جوابات ............ | 182 |
| | حدیث کریب کے اہم مستفادات ............ | 185 |
| | ہر بلد کی اپنی رویت پر اجماع ............ | 187 |
| | شیخ ابن باز اور علامہ البانیؒ کا فرمان ............ | 188 |


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ابتدائیہ

## (رؤیت ہلال پر اختلاف کیوں؟!)

رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر ہر سال پاکستان میں مسئلہ رؤیت ہلال' درپیش ہوتا ہے۔ ملک کے بعض علاقوں میں رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک دن پہلے روزہ رکھا جاتا اور عید منائی جاتی ہے۔

اِمسال بھی عید الفطر کے موقع پر ایک بار پھر یہی اختلاف اُبھر کر سامنے آیا۔ جبکہ سوشل میڈیا پر اس کو خوب اُچھالا گیا۔ اس اہم مسئلہ پر سال ۲۰۰۹ء میں ہم نے تفصیلی مضمون شائع کیا تھا۔ جبکہ اس سال اس معاملہ میں مفتی پوپلزئی صاحب سے زیادہ موجودہ حکومت کے وفاقی وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے شدت اور انتشار کی فضاء پیدا کردی' بہانہ انہوں نے بھی مفتی پوپلزئی صاحب کے اختلاف ہی کا بنایا اور یہ کہہ کر کہ ''چاند کی رؤیت کے حوالے سے رؤیت ہلال کمیٹی (مفتی منیب) اور مفتی پوپلزئی کے درمیان اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اس سے قوم ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جاتی ہے اس لیے' اس اختلاف کو سائنسی بنیادوں پر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا۔''

پھر اس مسئلہ کا حل یوں پیش کیا کہ ''وزارت سائنس پانچ سال کے لیے قمری کیلینڈر بنا کر دے گی' جس میں روزوں اور عیدین کا ابھی سے تعین کر دیا جائے گا۔''

وفاقی وزیر نے اختلاف دور کرتے کرتے، وفاقی حکومت ہی کی بنی ''سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی'' اور اس کے چیئرمین جناب مفتی منیب صاحب کو نشانے پر رکھ لیا اور بیانات سے ایسی فضا بنا دی کہ قوم کا ذہنی انتشار ختم ہونے یا کم ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بجائے مزید بڑھ گیا اور اس میں رمضان المبارک کے اختتام پر اس وقت صورت حال یوں مضحکہ خیز بن گئی کہ جب وفاق میں قائم حکومت ہی کی پارٹی کی (کے پی کے کی) صوبائی حکومت نے وزیر سائنس کے بنائے کیلنڈر اور بڑے بڑے بیانات کے بر خلاف و برعکس مفتی پوپلزئی صاحب کے اعلان کے مطابق 28 روزوں کے بعد ہی عید الفطر منانے کا اعلان کر دیا۔

اس صورت حال پر وفاقی وزیر سائنس اور صوبائی وزراء ایک دوسرے کا مذاق بھی اڑاتے رہے۔ وفاقی وزیر سائنس نے میڈیا پر برملا کہا کہ ''جب چاند پیدا ہی نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس کے نظر آنے کے (سائنسی بنیادوں پر) امکانات تھے تو کے پی کے والوں نے چاند ہونے پر جھوٹ بولا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ ہونا چاہیے۔'' کے پی کے' کے صوبائی وزیر اطلاعات' وفاقی وزیر سائنس پر ''مفتی'' کی پھبتی کستے اور قہقہے لگاتے رہے۔

''مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی'' وفاقی حکومت کی بنائی ہوئی اور سرکاری کمیٹی ہے جس کے موجودہ چیئرمین مفتی منیب صاحب ہیں جبکہ اس کمیٹی میں تمام مسالک کے مسلمہ نمائندے موجود ہیں۔ اسی طرح محکمہ فلکیات اور موسمیات کے ماہرین بھی موجود ہیں۔ تمام صوبوں میں اس کی زونل کمیٹیاں موجود ہیں اور ان کی بھی حیثیت سرکاری ہے۔ یعنی یہ کمیٹی حکومت پاکستان کی نمائندہ ہوتی ہے جو ہر قمری مہینے کی رؤیت اور تقویم کا باقاعدہ اعلان کرتی ہے اور اسی کے اعلان پر پورے پاکستان میں اعتماد کیا جاتا ہے۔

جبکہ مفتی پوپلزئی صاحب کی کمیٹی کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں۔ اس کے باوجود خیبر پختونخواہ کی صوبائی حکومت نے اپنی پارٹی کی وفاقی حکومت ہونے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



باوجود مرکزی اور صوبائی رؤیت ہلال کمیٹیوں کی بجائے مسجد قاسم جان کی نجی کمیٹی کے اعلان کو اہمیت دی' یہ واقعتاً اچنبھے کی بات ہے۔ (بعض لوگ اس کے پس منظر میں کسی سیاسی مفاد کی بھی بات کرتے ہیں!)

مفتی منیب صاحب' بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف ان کے مسلک کے باعث ان کی چیئرمینی پر تنقید کرنا مناسب نہیں' ان کے اس حوالے سے فیصلہ اور اعلانات صرف ان کے اپنے نہیں ہوتے بلکہ تمام مسالک کے مسلمہ نمائندوں کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے مفتی پوپلزئی صاحب اور مفتی منیب صاحب کو صرف دو شخصیات یا دو مسالک کے باہمی اختلاف کا نام دینا' بالکل مناسب نہیں۔

پشاور مسجد قاسم جان کے مفتی پوپلزئی صاحب اور ان سے پہلے ان کے والد گرامی بھی مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی سے ہمیشہ اختلاف کرتے اور روزے وعید ایک دن پہلے ہی مناتے رہے ہیں۔ مفتی منیب صاحب تو اب چیئرمین ہیں اور بریلوی ہیں' مسجد قاسم جان والے تو دیوبندی چیئرمینوں کے دور میں بھی اسی طرح اختلاف کرتے رہے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ' مولانا احترام الحق تھانوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد عبداللہ (لال مسجد والے) رحمہ اللہ کے ادوار میں بھی معاملہ یہی تھا۔

اصل میں پشاور کی مسجد قاسم جان والے مفتی پوپلزئی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ ''رؤیت'' کا ہے ہی نہیں' ان کا معاملہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول کا ہے (جو رد المحتار میں ہے) کہ ''مغرب میں چاند نظر آ جائے تو تمام اہل مشرق کے لیے کافی ہوگا۔''

(اس فقہی مسئلہ پر آئندہ صفحات میں بعض جید حنفی دیوبندی اور بریلوی علماء کرام کی گفتگو موجود ہے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ پشاور مسجد قاسم جان والے' حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول کی بنیاد پر سعودی عرب کے چاند پر اپنے فقہی رجحان کے باعث' پورے پاکستان اور دیگر حنفی علماء کرام کی واضح ترین اکثریت کے برخلاف وبرعکس ایک دن پہلے روزہ اور عید کا اعلان کر دیتے ہیں۔

''پاکستان فورم'' میں ہمارے ایک سوال کے جواب میں جید حنفی علماء کرام نے فرمایا تھا کہ ''پشاور والے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس ایک قول کے باعث ایک دن پہلے (اور سعودی عرب کے چاند کے مطابق) اعلان کر دیتے ہیں جبکہ ہم پورے پاکستان والے ''صاحبین'' کے قول پر عمل کرتے ہیں۔''

میں یہ سمجھتا ہوں کہ پشاور والے اور دیگر حنفی علماء کرام حضرت امام صاحب کے قول کو سمجھنے میں (شاید) غلطی پر ہیں جبکہ حضرت امام صاحب کا قول بھی ٹھیک اور برمحل ہے کہ ''سورج کا مغرب اور ہے اور چاند کا مغرب اور ہوتا ہے۔''

سورج مشرق سے نکل کر جس مغرب میں غروب ہوتا ہے چاند اسی مغرب سے نکلتا ہے' یعنی سورج کا مغرب درحقیقت چاند کا مشرق ہوتا ہے۔''

اگر حضرت امام صاحب کے قول کی اس طرح توجیہ وتوضیح کر لی جائے تو معاملہ بھی سمجھ میں آ سکتا ہے اور اختلاف بھی ختم ہو سکتا ہے۔

بہرحال جناب مفتی پوپلزئی صاحب اور ان کے ساتھی' درحقیقت مغرب (سعودی عرب) کے چاند کو اہمیت دیتے ہیں اور کوئی بات نہیں۔ پورے پاکستان کے لوگ [لکل بلد رؤیتھم] یعنی ''ہر علاقے کی اپنی رؤیت'' کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ ہمارے لوگ بالخصوص میڈیا والے' اس فقہی معاملے سے بے خبر ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ چاند کے مسئلے پر' اس اختلاف کو دو مفتیوں کی جنگ قرار دے کر مذہبی طبقات

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اور عناصر کا مذاق اڑانا اور نت نئی کہانیاں شروع کر دیتے ہیں۔

وفاقی وزیر سائنس (جو پہلے وزیر اطلاعات تھے اور جنہیں خبروں میں رہنے کا ڈھنگ آتا ہے۔) نے بھی مسلمہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے چیئرمین مفتی منیب صاحب اور مفتی پوپلزئی کی لڑائی بنا دیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس کو خوب ابھارا۔ بعد ازاں قوم کو ''مژدہ'' سنایا کہ اس لڑائی اور اختلاف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے گا اور قمری کیلنڈر بنانے کا اعلان کر دیا۔ یعنی پہلے تمام مکاتب فکر کی متفقہ و معتمد علیہ' مرکزی ہلال کمیٹی سے صرف پشاور کے لوگ ہی (اپنے فقہی رجحان کے باعث) اختلاف کرتے تھے اور اب وفاقی وزیر سائنس نے بھی حکومتی اہم ذمہ داری کے باوصف اختلاف کرنے کا ''باقاعدہ'' اعلان واقدام کر دیا۔

رؤیت ہلال کے حوالے سے' دینی اکابر نے خوب کام کیا ہے اور یہ معاملہ بھی دین و مذہب ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ مذہب بیزار لوگ اس حوالے سے مذہبی و دینی طبقات کا مذاق اڑانے کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں؟!

دینی اکابر کو قدرت نے ذہن رسا اور فہم وادراک سے خوب نوازا ہے وہ خلاف عقل کوئی اقدام کر ہی نہیں سکتے۔

جہاں تک ''قمری کیلنڈر'' بنانے کا تعلق ہے تو یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں۔ یہ ہر دور میں بنتا رہا ہے۔ ہمارے ہاں ہر جنتری اور ڈائری میں ''قمری کیلنڈر'' شائع ہوتے ہیں مدارس میں باقاعدہ ''تقویم'' کے حساب وکتاب کی تعلیم موجود ہے۔ سعودی عرب اور دیگر عرب ممالک میں قمری کیلنڈر بنے ہوئے ہیں۔ پورا سال قمری کیلنڈر ہی پر معمولات زندگی اور دفتری معاملات چلتے ہیں۔ پھر بھی وہ ''رؤیت ہلال'' کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



باقی اس معاملے میں سائنس کے نام پر مذہبی روایات وشعائر اور دینی طبقات کی تضحیک کرنا' دین کی خدمت کی غرض سے نہیں ایسی باتیں زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں جو دینی تعلیمات اور روایات سے ناواقف اور دینی لحاظ سے بے عمل ہوتے ہیں۔ (آج کل سوشل میڈیا کو جھوٹ اور گمراہ کن پروپیگنڈے کے لیے جس طرح استعمال کیا جارہا ہے وہ اپنی جگہ ایک المیہ اور نہایت افسوس ناک معاملہ ہے۔)

بعض لوگوں نے پھبتی کسی کہ سائنسی ایجادات استعمال کرنے والے' عینک لگانے اور گھڑی باندھنے والے' چاند کی رؤیت کے لیے' سائنسی ترقی سے کیوں بھاگتے ہیں؟!

''رؤیت ہلال'' کی خاطر عینک سے بھی بڑھ کر' محکمہ موسمیات وفلکیات کی سب سے بڑی دوربین سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ سائنسی ایجادات سے کوئی انکار نہیں کرتا مگر معاملہ رؤیت کا ہے اور رؤیت میں جو بھی چیز معاون ہو قبول کر لی جاتی ہے۔ اسی طرح نمازوں کے لیے گھڑی کا وقت اصل نہیں۔ اصل سورج ہے اس کے مطابق جو اندازا ہوا اس کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ اگر اصل گھڑی ہو تو پھر موسم سرما وگرما میں نماز کے اوقات الگ الگ کیوں ہوتے ہیں؟ جبکہ گھڑی تو وہی ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں روزوں کے سحری وافطاری کے اوقات میں مختلف شہروں میں فرق کیوں ہوتا ہے جبکہ گھڑی سب کے پاس ہوتی ہے اور پورے ملک میں ٹائم زون بھی ایک ہی ہے؟

یہاں اصل سائنسی ایجاد گھڑی نہیں' بلکہ شرعی احکام ہیں کہ جن کے باعث لاہور' کراچی' گوادر' کوئٹہ وغیرہ کے سحر وافطار میں ایک ہی ملک اور ایک ہی ٹائم زون ہونے کے باوجود اختلاف وقت موجود و مسلمہ ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسلام دین فطرت ہے‘ یہ پڑھے لکھے کا بھی دین ہے اور عام آدمی کا بھی دین ہے۔ اسی طرح محلات اور سائنس کدوں میں رہنے والوں کا بھی دین ہے اور جنگلات پہاڑوں اور بیابانوں میں رہنے والوں کا بھی دین ہے۔ اس لیے اس کی عبادات و تعلیمات کو عین فطرت کے مطابق اور آسان رکھا گیا ہے۔ عبادات کو سورج اور چاند کے مطابق اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ دونوں قدرتی مظاہر‘ ہر ایک کو آسانی سے نظر آتے رہتے ہیں۔ سورج تو ہر روز ایک ہی انداز سے طلوع و غروب ہوتا ہے‘ اس لیے روزانہ کی عبادت نماز کے اوقات اس کے مطابق ہیں اور چاند کا دور ایک مہینے میں مکمل ہوتا ہے اور ایک عام انسان بھی اس کی گنتی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پر کر سکتا ہے۔ (ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر پندرہ پور اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں پر پندرہ پور اور یوں دونوں ہاتھوں کے تیس پوروں پر قمری مہینے کو گننا بہت ہی آسان ہے۔) www.kitabosunnat.com

نئے چاند کی پیدائش 29 دن 12 گھنٹے کے بعد ہوتی ہے۔ پیدائش کے بعد وہ اپنے مدار پر قریباً 20 سے 30 گھنٹے بعد دکھائی دے گا۔ اب جو چاند پیدا ہی نہیں ہوا یا اس کو پیدا ہوئے چند گھنٹے گزرے ہیں وہ نظر کہاں سے آئے گا؟

اس سال بھی جب خیبر پختونخواہ کے ذمہ داران (وزراء) نے مفتی پوپلزئی صاحب کے ''اعلان عید'' کی حمایت کی تو وفاقی وزیر سائنس صاحب نے جواب و تردید میں فرمایا تھا: ''چاند دوپہر قریباً تین بجے پیدا ہوا تھا وہ نظر آ ہی نہیں سکتا تھا‘ کے پی کے والوں نے کہاں سے دیکھ لیا؟ ان پر جھوٹ بولنے پر مقدمہ ہونا چاہیے۔''

وفاقی وزیر سائنس صاحب نے بات واضح کر دی کہ ''چاند کی پیدائش تو ہو چکی ہے مگر پیدائش کے باوجود اس کا ایک خاص وقت تک نظر آنا محال ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہی بات خود وزیر صاحب کے موقف کے خلاف بھی جاتی ہے کہ ''سائنسی ایپ'' میں چاند کی پیدائش کا تو معلوم ہو جائے گا مگر نظر آنے کے لیے خاص وقت کے بعد دیکھنا تو بہر حال ضروری ہے۔

چاند کی پیدائش کے 20 سے 30 گھنٹے بعد ہی چاند نظر آتا ہے۔اس سال بھی عید الفطر کے چاند کی رؤیت تقریبا ساڑھے 28 گھنٹے بعد ہوئی ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اگر چاند زمین کے قریب ہو تو پیدائش کے 17 گھنٹے بعد بھی انسانی نظر میں آ سکتا ہے۔لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو تو 24 گھنٹے بعد بھی انسانی نظر میں نہیں آتا۔

یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ دوسرے دن کے چاند کا سائز دیکھ کر بعض افراد کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ حکومتی اداروں (رؤیت ہلال کمیٹی وغیرہ) سے ایک دن کی غلطی ہو گئی ہے کیونکہ انہیں چاند (ہلال) کا سائز کچھ بڑا نظر آ رہا ہوتا ہے۔(عملا یہ بات درست نہیں)

ہوتا یہ ہے کہ اگر پہلے دن چاند کی پیدائش کو 15' 16 گھنٹے تک بھی ہوئے ہوں تو وہ انسانی نظر میں نہیں آئے گا۔ اس طرح دوسرے دن کا چاند 40 (16+24) گھنٹے کا ہو جائے گا جو بڑا ہی ہو گا۔ 29 دن والے مہینے کی نسبت 30 دن والے مہینے کا چاند بڑا دکھائی دے گا۔

روزے اور عیدین بھی عبادات ہی ہیں اور ہر عبادت کا طریق وسلیقہ حضرت شارع علیہ السلام نے سکھایا اور بتایا ہے اس کو کسی کی خواہش یا مرضی پر نہیں چھوڑا جا سکتا اور نہ ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

روزوں اور عید کے چاند کے حوالے سے اگر میڈیا چٹخارے دار تبصرے وتجزیے نہ کرے تو اتنا شور کبھی نہ مچے اور اگر بعض حکومتی عناصر اپنے سیاسی یا دین بیزار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


رویوں سے اختلاف کو نہ اُبھاریں اور نہ ہی ہوا دیں تو ذہنی انتشار کی کیفیت بھی پیدا نہ ہو۔

وفاقی وزیر سائنس نے ''قمری کیلنڈر'' اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہ اس پر اسلامی تعلیمات کے مطابق روشنی ڈال سکے۔ اس پر کونسل میں بحث ہوگی تو ہم بھی اپنا حصہ (رکن ہونے کی حیثیت میں) ضرور ڈالیں گے۔ مگر ایک بات ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وفاقی وزیر سائنس نے ''قمری کیلنڈر'' کے روبہ عمل ہونے کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس اگر بھیجنا ہی تھا تو (بلاوجہ) مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی اور اس میں موجود علماء کرام پر ناروا فقرے چست کرنے اور دینی روایات پر کھلے انداز میں تبصروں کی کیا ضرورت تھی؟

ضمناً ایک بات اور عرض کروں کہ وفاقی وزیر سائنس نے رویت ہلال کمیٹی کے ارکان اور ملک بھر کے علماء کرام کے مقابل جناب جاوید غامدی کی تعریف کرتے ہوئے ان کو ماننے کی بات کی جبکہ غامدی صاحب اپنے رسالے ''اشراق'' کی حالیہ اشاعت (جون 2019ء) میں سائنسی علوم کی مکمل نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جہاں تک سائنسی حساب کتاب کا تعلق ہے، اس کو بنیاد بنانا شریعت کی رو سے مردود ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[اِنَّا أمةٌ أُمیةٌ لا نکتب و لا نحسب الشھر ھکذا وھکذا یعنی مرۃ تسعة و عشرین و مرۃ ثلاثین.]

''''ہم ان پڑھ لوگ ہیں، ہم نہ تو لکھتے ہیں اور نہ ہی اندازہ مقرر کرتے ہیں۔ مہینہ یا تو اس طرح ہوتا ہے یا اس طرح، یعنی کبھی انتیس دن اور کبھی تیس دن۔'' (بخاری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


یہ حدیث دراصل فصاحتِ بیان کا ایک انداز ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم حساب کتاب نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دور میں تمام لوگوں سے زیادہ روشن فکر تھے اور وہ زکوۃ، عشر، خراج کا حساب کیا کرتے تھے اور ستاروں کی مدد سے سفر میں سمت کا تعین بھی کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ دراصل چاند کو آنکھ سے دیکھنے کی اہمیت اور حساب کتاب کے ذریعے چاند کی رویت کے اندازے لگانے کی ممانعت پر دلالت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی یہ حدیث چاند کو دیکھے بغیر روزے شروع کرنے سے منع کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

[لا تصوموا حتى تروا الهلال و لا تفطروا حتى تروه، فإن غمّ عليكم فاقدروا له.]

''تم (لوگ) روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور تم سب افطار (عید) نہ کرو جب تک کہ اسے نہ دیکھ لو اور اگر یہ بادلوں کی وجہ سے نہ دکھائی دے تو اس کا اعتبار کرو (یعنی گنتی پوری کر لو)۔''
(بخاری و مسلم)

یوں حدیث کے مطابق پوری امت مسلمہ میں سے کس نہ کسی کو چاند دیکھنا لازمی ہے محض علم فلکیات کی بنا پر رمضان یا عید نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ اسلام نے اللہ کے احکامات کو محض چند ماہر فلکیات کا مرہونِ منت نہیں بنایا بلکہ ہر مسلمان چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ چاند کو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



دیکھ کر اللہ کے احکامات کی اتباع کرسکتا ہے۔''

غامدی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

''ہر سال ہم اس بیماری سے دوچار ہوتے ہیں جبکہ حکومت نے اس مسئلے کو اسلامی طریقے کے مطابق چاند کی رویت کے ذریعے حل کرنے کی بجائے سپارکو جیسے اداروں کو یہ ہدایات جاری کیں کہ وہ سائنسی حساب کتاب کو بنیاد بنا کر اس مسئلے کا فیصلہ کریں، یعنی ایسا طریقہ جو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے براہِ راست متصادم ہے۔''

ہم نے ''رویت ہلال'' کے حوالے سے اختلاف پر گذشتہ برسوں روزنامہ پاکستان میں کئی فورم کیے اور کئی مضامین لکھے۔ اب جبکہ بعض حکومتی عناصر نے ''چاند'' کے مسئلہ پر اپنے اپنے چاند چڑھانا شروع کردیئے ہیں اور دین بیزار طبقے نے کھل کر دینی روایات وتعلیمات پر ناگفتہ بہ تبصرے شروع کررکھے ہیں تو ہم نے مناسب سمجھا کہ اپنے فورموں اور مضامین میں سے بعض کو افادۂ عام کے لیے (کتابی شکل میں) شائع کردیا جائے۔ (عید کی تعطیلات کے باعث اس کی اشاعت میں چند دن دیر ہوئی ورنہ اسے کئی روز پہلے شائع کرنے کا پروگرام تھا۔)

اسی مسئلہ پر معروف عالم دین مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کا ایک دقیع مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔ اسی طرح ہمارے روزنامہ پاکستان کے سنڈے میگزین میں جناب لیفٹیننٹ کرنل فرحان شاہد کا ایک اہم مضمون شائع ہوا تھا وہ اور نئے چاند کی پیدائش کے حوالے سے چند تحقیقات کو بھی شامل کیا جارہا ہے۔ نیز بھارت کے مولانا مقبول احمد سلفی اور مولانا کلیم اللہ عمری مدنی کے وقیع مضامین بھی شامل کتاب ہیں۔ جبکہ سب سے اہم رابطہ عالم اسلامی کا اس مسئلے پر اعلامیہ ہے جو دنیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



بھر کے نامور علماء وفقہاء کی طویل ترین بحث ومباحثہ کے بعد جاری ہوا تھا (اس کے ہوتے ہوئے اس مسئلہ پر اختلاف کرنا عبث اور نادانی کے علاوہ کچھ نہیں۔)

امید کامل ہے کہ اختلافی معاملہ کو سمجھنے میں ہماری یہ کاوش ممد ومعاون ہوگی۔

والسلام

رانا محمد شفیق خاں پسروری

12 جون 2019ء

چاند کسی کا ہو نہیں سکتا
چاند کسی کا ہوتا ہے
چاند کی خاطر ضد نہیں کرتے
اے میرے اچھے انشا چاند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہر سال رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر پاکستان میں اختلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ خصوصاً KPK کے بعض علاقوں میں (بالخصوص مسجد قاسم جان پشاور کے مفتی پوپلزئی اور ان کے ہم ذہن) باقی ملک سے پہلے روزے رکھے اور عید منائی جاتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ سارا سال باقی تمام مہینوں کے چاند اور اسلامی تاریخ کا تعین حکومت کی قائم کردہ ''رؤیت ہلال کمیٹی'' کے فیصلوں پر اعتبار کرتے ہوئے کیا جاتا ہے، مگر رمضان المبارک اور عید الفطر کے چاند کے حوالے سے اختلاف ابھر آتا ہے۔ ہر سال یہ اختلاف واقع ہوتا ہے۔ مگر اس سال یہ اختلاف، میڈیا، خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بہت اچھالا گیا۔ چند برس پہلے (روزنامہ پاکستان کے ''پاکستان فورم'' میں) ہم نے جامعہ اشرفیہ کے مولانا مفتی عبدالرحمٰن اشرفی رحمہ اللہ سے سوال کیا تھا کہ ''آخر کیا وجہ ہے کہ صوبہ سرحد (کے پی کے) کے مخصوص علاقوں کے بعض علماء ہی ہر سال رمضان المبارک اور عید الفطر کے چاند پر اختلاف کرتے ہیں؟'' تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ **اصل بات یہ ہے کہ جو زیادہ سختی سے امام ابوحنیفہؒ کی بات مانتے ہیں، وہ چاند کی ''رؤیت'' کے حوالے سے انہی کے قول کو مانتے ہیں، جبکہ ہم اور پاکستان کی اکثریت ''رؤیت'' کے معاملہ میں ''صاحبین'' (امام حنیفہ کے دو شاگردوں یعنی حضرت امام ابویوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ) کے قول کو مانتے ہیں۔** حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ **''مغرب والوں کی رؤیت مشرق والوں کے لیے قابلِ قبول ہوگی۔''** صوبہ سرحد (کے پی کے) کے یہ مخصوص علماء کرام سعودیہ کے چاند کو امام صاحب کے قول کے مطابق قبول کر کے اُسی کے مطابق حکم جاری کرتے ہیں، جبکہ ہم اپنے ملک کی ''رؤیت'' کا اعتبار کرتے ہیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ملک کے اکثریتی علماء کرام اور شیوخ کا فتویٰ اسی کے مطابق ہے‘‘۔

اسی طرح چند برس پہلے جب اختلافِ رائے ہوا اور ہم نے ’’پاکستان فورم‘‘ میں مختلف علمی ودینی شخصیات کو گفتگو کی دعوت دی تو یہاں بھی ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم، مولانا محمد اکرم کاشمیری، مولانا عبدالمالک ایم این اے (اور فون پر مولانا فضل رحیم) نے مولانا مفتی عبدالرحمٰن اشرفی کی بات کی تصدیق وتائید کی۔ بلکہ ایک بزرگ نے کہا کہ ’’اگر صوبہ سرحد میں ان لوگوں نے چاند واقعتاً دیکھ لیا ہوتا اور ذمہ داران کو دکھا دیا ہوتا تو بھلا مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کو شہادت قبول کرنے میں کیا مضائقہ ہوسکتا تھا، اصل بات یہی ہے کہ یہ مخصوص علماء کرام اپنے مخصوص فقہی نزاع کو پورے پاکستان سے منوانے کے لیے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی سے اختلاف کرتے ہیں‘‘۔

’’رؤیت ہلال‘‘ کے حوالے سے ایک اور بات جو کی جاتی ہے کہ سائنسی علوم سے پتہ کیا جاسکتا ہے کہ چاند آج موجود ہوگا یا نہیں ’’تو پھر اس کمیٹی میں علماء کو بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں رائے زنی کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شریعت اسلام نے جن معاملات کا مدار چاند ہونے پر رکھا ہے اُس میں چاند کا وجود فوق الافق کافی ہے یا اُس کا قابلِ رؤیت ہونا اور عام آنکھوں سے دیکھا جانا ضروری ہے۔

شرعی حیثیت سے اس کا جواب معلوم کرنے سے پہلے ایک بات کو تو ہر لکھا پڑھا انسان جانتا ہے کہ چاند کسی وقت اور کسی دن معدوم تو ہوتا نہیں، اپنے مدار میں کہیں نہ کہیں موجود ہوتا ہے اس کے لیے نہ انتیس تاریخ شرط ہے، اور نہ تیس، وہ اٹھائیس تاریخ کو اور اس سے پہلے بھی فضاء کے کسی بلند افق سے ایسی دوربینوں کے ذریعہ دیکھا جاسکتا ہے جو آفتاب کی شعاعوں کو انسانی نگاہ کے درمیان حائل نہ ہونے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com


دیں۔مسئلہ اگر صرف وجود کا ہوتا تو 29 یا 30 کی بحث ہی ختم تھی ،اس سے بدیہی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ ان تمام معاملات میں جس چیز کا اعتبار شرعاً کیا گیا ہے وہ چاند کا افق کے اوپر موجود ہونا نہیں بلکہ اس کا قابلِ رؤیت ہونا اور عام آنکھوں سے دیکھا جانا اور اس پر صرف رمضان یا عید ہی کا مدار نہیں ،شریعتِ اسلام کے ہزاروں معاملات اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ نکاح ، طلاق ، عدت وغیرہ کے مسائل پر اس کا بڑا اثر پڑتا ہے۔قدیم اسلامی دور کی طرح اگر ملک میں اسلامی تاریخیں رائج ہوں جیسا کہ سعودی عرب میں اب بھی رائج ہیں یہ مسئلہ ایک تاریخ بدلنے کا مسئلہ بن جاتا ہے جس سے ملک بھر کے سارے معاملات اور مقدمات اور دفاتر سب ہی متاثر ہوتے ہیں۔ اس کو سرسری تقریب یا تہوار سمجھ کر کسی دن بھی منالینا کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ انتیس تاریخ کو چاند ہونے یا نہ ہونے اور اس کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ بھی کسی تہوار یا قومی تقریب کا وقت متعین کرنے کا مسئلہ نہیں بلکہ ایک عبادت کے ختم اور دوسری کے شروع ہونے کا مسئلہ ہے۔مثلاً رمضان کی انتیس کو چاند ہوجانے کے معنی یہ ہیں کہ روزے اور رمضان کی عبادت ختم ہوگئی اور اس وقت سے عبادت عید کے احکام 'نیز حج کے مہینے شروع ہو گئے جس کا بہت سے احکام پر اثر پڑتا ہے۔

اس لئے دیکھنا یہ چاہیے کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ نے چاند ہونا کس کو قرار دیا اور نہ ہونا کس کو کہا؟ آیا چاند کا صرف افق پر' موجود ہونا شرعی احکام میں کافی تسلیم کیا جائے گا یا عام انسانی آنکھوں سے دیکھنے پر اُس کے ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔یعنی رمضان یا عید کرنے کے لئے چاند کا صرف وجود کافی ہے یا شہود اور رؤیت ضروری ہے......اس کے فیصلے کے لئے دیکھیے رسول کریم ﷺ کے ارشادات کیا ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حدیث کی سب سے بڑی مستند کتاب جو اعتماد میں قرآن کے بعد دوسرا درجہ رکھتی ہے یعنی صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور عید کے لئے افطار اس وقت تک نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو حساب لگا لو (یعنی حساب سے تیس دن پورے کرلو) اسی کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''مہینہ (یقینی) انتیس راتوں کا ہے اس لئے روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک (رمضان کا) چاند نہ دیکھ لو۔ پھر اگر تم پر چاند مستور ہو جائے تو (شعبان) کی تعداد تیس دن پورے کر کے رمضان سمجھو۔'' (بخاری جلد اول 256)

یہ دونوں حدیثیں حدیث کی دوسری سب تمام مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں جن پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا۔ دونوں میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا دارو مدار چاند کی رؤیت پر رکھا ہے۔ لفظ رؤیت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے۔ جس کا معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں۔ اس کے سوا اگر کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت نہیں مجاز ہے۔ اس لئے حاصل اس ارشاد نبوی کا یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ اصل مسئلہ چاند کا اُفق پر وجود نہیں بلکہ رؤیت ہے۔ اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رؤیت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

حدیث کے اس مفہوم کو اسی حدیث کے آخری جملہ نے اور زیادہ واضح کر دیا جس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر چاند تم سے مستور اور چھپا ہوا رہے یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں تو پھر تم اس کے مکلّف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ یا آلاتِ رصد یہ اور دُور بینوں کے ذریعہ اُس کا وجود دیکھو' بلکہ فرمایا [فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ] یعنی اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو تیس (۳۰) دن پورے کر کے مہینہ ختم سمجھو۔ اس میں لفظ غُمَّ خاص طور سے قابلِ نظر ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی عربی محاورہ کے اعتبار سے بحوالہ قاموس وشرح قاموس یہ ہیں:۔

''لفظ [غُمَّ الْهِلَالُ عَلَى النَّاسِ] اُس وقت بولا جاتا ہے جبکہ ہلال کے درمیان کوئی بادل یا دوسری چیز حائل ہو جائے اور چاند دیکھا نہ جا سکے۔'' (تاج العروس)

جس سے معلوم ہوا کہ چاند کا وجود خود آنحضرت ﷺ نے تسلیم کر کے یہ حکم دیا ہے کیونکہ مستور ہو جانے کے لئے موجود ہونا لازمی ہے، جو چیز موجود ہی نہیں اس کو معدوم کہا جاتا ہے۔ محاورات میں اس کو مستور نہیں بولتے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ چاند کے مستور ہو جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی سبب پیش آئے۔ بہرحال جب نگاہوں سے مستور ہو گیا اور دیکھا نہ جا سکا تو حکم شرعی یہ ہے کہ روزہ وعید وغیرہ میں اُس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ کچھ صحابہ کرامؓ عمرہ کے لئے نکلے، راستہ میں چاند پر نظر پڑی تو چاند کا سائز بڑا اور روشن دیکھ کر آپس میں گفتگو ہوئی۔ بعض نے کہا کہ یہ دو رات کا چاند ہے۔ بعض نے کہا تین رات کا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم نے اس کو اول کس رات میں دیکھا، بتلایا گیا کہ فلاں شب میں رؤیت ہوئی تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:۔ ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس کو رؤیت کی طرف منسوب فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے اس لئے یہ اس رات کا چاند سمجھا جائے گا جس میں اس کی رؤیت ہوئی ہے۔"
(مسلم جلد ۱۱۶۱)

اس سے حقیقت واضح ہوگئی کہ یہاں مسئلہ چاند کے وجود کا نہیں بلکہ اُس کے عام نگاہوں کے لئے قابل رؤیت ہونے کا ہے۔ دور بین کے ذریعہ شمسی شعاعوں سے مستور چاند کو دیکھ لینا یا بذریعہ ہوائی جہاز پرواز کر کے بادلوں سے اوپر جا کر چاند کو دیکھ لینا عام رؤیت کہلانے کا مستحق نہیں اور کسی چیز کا قابلِ رؤیت ہونا یا دیکھا جانا یہ مسئلہ نہ سائنس کا ہے نہ محکمہ موسمیات وفلکیات سے اس کا کوئی علاقہ ہے۔ یہ عام واقعاتی معاملہ ہے' اگر کوئی شخص ایک معین وقت اور معین جگہ میں کسی واقعہ کے دیکھنے کا مدعی ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اُس وقت وہاں موجود تھے' ہم نے یہ واقعہ نہیں دیکھا تو اس کا فیصلہ نہ محکمہ موسمیات کے پاس جانے کی چیز ہے نہ محکمہ فلکیات وریاضیات سے اس کا کوئی تعلق ہے، اس کا فیصلہ اسلامی عدالتوں میں قاضی شرعی اور عام حکومتوں میں کوئی جج ہی کر سکتا ہے جو شاہدوں کے حالات اور بیانات کو پرکھ کر معتبر یا غیر معتبر شہادت کو پہچانے گا۔" رؤیت ہلال کے حوالے سے "پاکستان فورم" میں چند برس پہلے ہی مسئلہ پر بحث ہوئی جسے ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں مسلمان عید الفطر منانے پر پوری طرح متفق نہیں ہو پا رہے۔ اس حوالے سے چاند دیکھنے پر مسلسل اختلاف چلا آ رہا ہے حتیٰ کہ برطانیہ اور امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں بھی دو دو عیدیں ہو جاتی ہیں۔ وطن عزیز میں بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ ملک کی بھاری ترین اکثریت نے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان پر عید کی، جبکہ بعض قبائلی علاقوں میں رؤیت کے مطابق عید سعودی عرب کے ساتھ منائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دو عیدوں کی وجہ سے ملک کے اندر اختلاف اور کنفیوژن پیدا ہوا تو جگ ہنسائی بھی ہوئی اور ایک مرتبہ پھر یہ بحث چھڑ گئی کہ عید ایک ہی روز کیوں نہیں منائی جا سکتی جبکہ دور جدید میں یہ سہولت موجود ہے کہ چاند کی ایک ایک سیکنڈ ہی نہیں سیکنڈ کے ہزارویں حصہ کی حرکت کا حساب بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی نے سائنسی اداروں کا تعاون تو حاصل کیا لیکن ترجیح رؤیت ہی کو دی گئی کہ اسلام کی منشاء یہی ہے۔ اس حوالے سے عامتہ المسلمین کے اندر بھی بحث چل رہی ہے اور عمومی رائے یہ ہے کہ اگر سائنس کے حساب پر مکمل بھروسہ اور اعتماد کیا جانا مقصود نہیں تو یہ اہتمام ضرور کر لیا جائے کہ عید کا چاند دیکھنے کے لئے اجلاس اس شہر میں کیا جائے جہاں کے بارے میں بتایا جائے کہ وہاں چاند نظر آنے کا امکان زیادہ ہے۔

اس حوالے سے ایک نکتہ نظر یہ بھی ہے کہ **سال کے بارہ مہینے چاند کا اعلان مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کرتی ہے' گیارہ مہینوں کے لئے تو یہ اعلان من وعن تسلیم کر لیا جاتا ہے' اختلاف صرف اور صرف عید الفطر کے چاند پر ہی کیوں ہوتا ہے؟** اس الجھن کو سلجھانے کے لئے اور رؤیت کی صحیح اور شرعی حیثیت کو عوام تک پہنچانے کیلئے روزنامہ پاکستان (میں ہم) نے مستند علماء دین کا فورم کیا تاکہ رؤیت کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جائے۔ شرکاء نے مجموعی طور پر رائے دی کہ رؤیت ہلال کمیٹی کو پورے ملک میں وسعت دی جائے اور پھر ہر جگہ کے ذمہ داروں کو چاند دیکھنے کا پابند کیا جائے، ماہرین فلکیات کی رائے کے مطابق جہاں چاند نظر آنے کا امکان ہو وہاں مرکزی اجلاس رکھا جائے مگر اعلان چاند دیکھ کر یا چاند دیکھنے کی مصدقہ اطلاعات کے بعد ہی کیا جائے، شریعت کے مطابق چاند کی پیدائش یا موجود ہونے کی کوئی حیثیت نہیں، اصل حیثیت اور اعتبار چاند کے نظر آنے کا ہے، رمضان کے چاند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیلئے ایک عادل گواہ اور عید کے چاند کیلئے دو عادل گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، یہ گواہی تب معتبر ہوگی جب مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہو اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر جمع کثیر یعنی اتنے افراد کی گواہی ضروری ہوگی کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا ممکن نہ ہو، بعض فقہاء نے کم از کم تعداد 10 بتائی ہے، اس بار جو 2 عیدیں ہوئیں ہیں ان میں چاند نظر آنے یا نہ آنے سے زیادہ دخل سعودیہ کے چاند کے ساتھ عمل کے نظریہ کا ہے۔ حنفی علماء میں بعض امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق سعودیہ کے چاند کا اعتبار کر کے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں جبکہ اکثر حنفی علماء اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کہ جنہیں ''صاحبین'' کہا جاتا ہے کی رائے پر عمل کر کے اپنے ملک کے چاند کے مطابق روزہ رکھتے اور عید مناتے ہیں، رؤیت ہلال کمیٹی نے اعلان کرنے میں بہت جلدی کی، اس سے شکوک وشبہات پھیلے، اسے چاہیے کہ وہ اتنی جلدی اعلان نہ کیا کرے۔ متدین افراد بالخصوص علماء کی اگر گواہی مل جائے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے۔ چاند دیکھنے میں ماہرین فلکیات سے بھی مدد لینی چاہیے۔ میڈیا نے اختلاف کو زیادہ اچھالا، حالانکہ ہر سال سرحد کے وہ حنفی علماء جو سعودیہ کے چاند کا اعتبار کرتے ہیں ایک یا دو روز قبل عید ادا کر لیتے ہیں، جو لوگ پوری دنیا میں ایک ہی دن عید منانے کی بات کرتے ہیں، وہ جہالت کی بات کرتے ہیں۔ آئندہ مرکزی اور صوبائی وزونل کمیٹیوں کی ایک مشترکہ میٹنگ ہو اور اس میں معاملات صاف کر لیے جائیں، تاکہ اسلام اور اسلامی شعائر کی تضحیک کا امکان ختم ہو جائے۔ ان خیالات کا اظہار مختلف دینی شخصیات اور جید علماء کرام نے ''پاکستان فورم'' میں ''رؤیت ہلال، اختلاف کیوں؟'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اظہار خیال کرنے والی شخصیات میں مولانا عبدالمالک ایم این اے، ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمہ اللہ، پروفیسر مقبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



احمد قاضی رحمہ اللہ، مولانا محمد اکرم کاشمیری اور حافظ کاظم رضا نقوی شامل تھے۔

## مولانا عبدالمالک

معروف عالم دین، اتحاد العلماء کے صدر اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما مولانا عبدالمالک ایم این اے نے کہا کہ ''ملک میں دو عیدوں کا ہونا دراصل مختلف سطح کی ہلال کمیٹیوں کے باہمی رابطے کے فقدان کی وجہ سے ہوا ہے۔ دونوں طرف سے عجلت سے کام لیا گیا، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی نے چاند نظر نہ آنے کا اعلان بھی بہت جلد کر دیا اور سرحد کی زونل کمیٹی نے بھی مرکزی کمیٹی کو قائل کرنے کی بجائے جلدی کی۔ شریعت میں رؤیت ہلال فرض کفایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مرکزی حکومت نے اس کا انتظام کر کے مرکزی کمیٹی بنا دی، صوبائی حکومت اس فرض کفایہ میں مرکز کی معاونت کر رہی ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ شریعت نے رمضان اور عید کی رؤیت میں سختی نہیں رکھی، ہمیں بھی سختی نہیں کرنی چاہیے۔ مطلع ابر آلود ہو تو ایک فرد کی روزے رکھنے کے لیے اور دو افراد کی عید کیلئے گواہی کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو وہاں ایسی گواہی معتبر ہے جس میں کسی کو شک نہ رہے، ایک جگہ رؤیت ثابت ہو جائے تو پورے ملک میں ایک عید ہوگی۔ سعودی عرب اور پاکستان کے جید علماء کی تحقیق ہے کہ ایک اسلامی ملک میں ایک جگہ چاند نظر آیا تو پورے ملک کا ایک ہی مطلع شمار ہوگا۔'' بہرحال چاند نظر آ جائے تو فوری اعلان کیا جا سکتا ہے، مگر جب نظر نہ آئے تو اتنی جلدی اعلان نہیں ہونا چاہیے۔ مرکزی اور زونل دونوں قسم کی کمیٹیوں میں باہمی اعتماد ہونا چاہیے۔ حکومت کا فرض ہے کہ دونوں پر اثر انداز ہونے والوں کو درمیان میں ڈالے اور آئندہ رمضان سے قبل معاملات سلجھا لے۔ **بعض لوگ سعودی عرب کے بارے میں تاثر پھیلاتے ہیں کہ وہاں تقویمی کیلنڈر کے مطابق ہی اعلان کیا**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جاتا ہے لیکن میرے ذاتی علم میں ہے کہ وہاں بھی رؤیت کا اہتمام کیا جاتا ہے، وہاں کے علماء کا بھی فتویٰ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور رؤیت کے بغیر اعلان نہیں کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بارہا کیلنڈر کے حساب کو رؤیت کی وجہ سے تبدیل اور رد بھی کیا ہے۔ آئندہ رمضان سے پہلے پہلے مرکزی اور زونل کمیٹیوں کی مشترکہ میٹنگ ضروری ہے، اس میں ایسے علماء کرام کو بھی جو اصلاحی کردار ادا کر سکیں، شریک کرنا چاہیے۔ رابطہ اور نگرانی کے سسٹم کو مضبوط کیا جائے تا کہ یہ عذر باقی نہ رہے کہ ''اب اجلاس ختم ہو چکا یا اعلان کیا جا چکا، اب تبدیلی ممکن نہیں۔'' کمیٹی کو پورے ملک میں پھیلایا جائے، ہر جگہ چاند دیکھنے کا باقاعدہ اہتمام ہو۔ بہر حال عیدیں مختلف بھی ہو جائیں تو فرق نہیں پڑتا۔ میڈیا اس مسئلہ کو بلا وجہ نہ اچھالے۔ اسی طرح جو ایک روز پوری دنیا میں عید کی بات کرتے ہیں، وہ عجیب بات کرتے ہیں، ایسا ہونا خارج از امکان ہے کہ مطلع کا اختلاف موجود ہے اور تمام دنیا ان کی وجہ سے مختلف اوقات کے مطابق زندگی گزار رہی ہے۔

## پروفیسر مقبول احمد قاضی (مرحوم)

معروف دینی اسکالر اور ماہر تعلیم پروفیسر مقبول احمد قاضی رحمہ اللہ نے کہا کہ ''اس بار ملک میں دو عیدوں کا ہونا قابل افسوس اور باعث ندامت امر ہے، اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے، اس میں سب سے زیادہ افسوس کا پہلو یہ ہے کہ علماء نے اس حوالے سے بلا ضرورت اور بلا فائدہ خواہ مخواہ بدنامی اور بے حرمتی کا موقع پیدا کر دیا۔ **صوبہ سرحد میں چاند نظر آنے یا نہ آنے کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وہاں چاند نظر آیا ہوا ہوتو بھلا مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی اس کو کیوں قبول نہ کرے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ وہاں وہ علماء باقی پاکستان سے قبل روزے رکھتے**

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اور عید مناتے ہیں، جو امام ابو حنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق مغرب والوں کی رؤیت کو تمام مشرق والوں کیلئے معتبر سمجھتے ہیں' چنانچہ وہ سعودی عرب کی رؤیت کا اعتبار کر کے کہتے ہیں چاند نظر آ گیا جبکہ باقی تمام علماء جن میں حنفی علماء کی اکثریت بھی شامل ہے، اپنے ملک کی رؤیت کا ہی اعتبار کرتی ہے اور اسی کے مطابق روزے رکھتی اور عید مناتی ہے۔ رؤیت ہلال کمیٹی ایوب خان دور میں بنی تھی۔ میرا ذاتی مؤقف ہے کہ بعد میں جو بھی حکمران آئے، انہوں نے اس کو بحال رکھا اور اس کی حیثیت محض مولوی پال اسکیم کی ہے۔ بلاشبہ علماء کرام اس ملک کی ایک نظریاتی قوت ہیں۔ حکمرانوں نے اس کمیٹی سے عوامی تاثر ابھارنے کیلئے کہ حکومت اسلام کی خدمت کر رہی ہے، ملک میں کسی رؤیت ہلال کمیٹی کی ضرورت نہیں، جب سے بنی ہے انتشار بڑھا ہے۔ جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو شرعی طور پر اعتبار رؤیت یعنی چاند نظر آنے کا ہے، چاند کی پیدائش یا چھوٹے بڑے ہونے کا نہیں۔ یہی بات امام مسلمؒ نے بھی لکھی ہے۔ اسی طرح شریعت نے مطلع کے مختلف ہونے کو قبول کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حنفی علماء کے درمیان تضاد فکر موجود ہے' وہ یوں کہ شافعی اور احناف کے درمیان رؤیت ہلال کا اختلاف ہی بنیادی ہے۔ شافعی ایک مطلع کو ایک ہی علاقہ تسلیم کرتے ہیں کسی اور علاقے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ امام ابو حنیفہ ایک مطلع کو سب علاقوں کیلئے تسلیم کرتے ہیں، اسی بناء پر چھٹی صدی ہجری میں دمشق میں شافعی اور احناف کے درمیان مطلع کے اختلاف کے حوالے سے اس قدر شدید تصادم ہوا کہ کئی لوگ مرتد ہو گئے۔ اب بھی احناف علماء کرام امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں جنہیں صاحبین کہا جاتا ہے کے اقوال پر الگ الگ فتویٰ دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ مغرب کی رؤیت مشرق والوں کیلئے کافی ہے چنانچہ صوبہ سرحد کے بعض علماء اس کے مطابق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سعودی عرب کی رؤیت پر عمل کر کے ایک دو دن قبل روزہ اور عید منا لیتے ہیں جبکہ صاحبین کے قول کو ماننے والے حنفی علماء کرام اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہیں اور اس وقت پاکستان میں ان علماء کی کثرت ہے جو صاحبین کے قول کو مان رہے ہیں۔ سعودی عرب والے ایک دن عید اس لیے کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک حدیث مسلم کے مطابق چاند نظر نہ آنے پر تقویمی حساب سے مدد لی جا سکتی ہے۔ میرا موقف بھی یہی ہے کہ رؤیت ہلال کیلئے سائنسی آلات اور ماہرین سے مدد لی جا سکتی ہے۔ ہمیں سعودی عرب کے ساتھ عید منانے کی بجائے اپنے مطلع کا اعتبار کرنا چاہیے اور اپنے ذرائع سے مدد لینی چاہیے۔ اگر مجبوراً کمیٹی بنانی ہی ہے تو سلجھے ہوئے معتدل مزاج ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو ذہنی و مادی تحفظات سے بالا ہوں۔ دوسرے کمیٹی کو پورے ملک میں وسعت دی جائے۔ پوری دنیا میں ایک عید کی بات کرنے والے بے علمی اور جہالت کی بات کرتے ہیں۔ چاند کے حوالے سے علماء کرام کی تضحیک کرنے والے زیادتی کرتے ہیں۔ عید میں اتحاد کی بات کر کے دین کے احکام کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ **خلفاء راشدین کے دور میں شام اور مدینہ میں الگ الگ عیدیں ہوئی تھیں تو کون سا قومی یکجہتی کو نقصان پہنچا تھا؟ یہ عبادت ہے، جو الگ الگ ہو سکتی ہے، ویسے بھی ملک میں کس معاملہ میں یکجہتی ہے؟ جن معاملات پر یکجہتی ہونی چاہیے ان پر توجہ نہیں دی جاتی اور اس غیر اہم معاملہ کو بہانہ بنا کر دین کے واضح احکامات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ پہلے بھی دو عیدیں ہوتی تھیں مگر اس طرح میڈیا ٹرائل نہیں کیا جاتا تھا۔** سرحد کے بعض علماء اپنے فقہی مسلک کے مطابق سعودی عرب کی رؤیت پر عمل کرتے تھے، اب بھی کر رہے ہیں۔ رؤیت کی کوئی بات نہیں اگر سرحد میں رؤیت ہو اور وہ ثابت ہو جائے تو پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


بھلا مرکزی سطح پر کیوں قبول نہ کی جائے گی؟ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہی یہ ہے کہ ''ہر کلمہ گو مسلمان عادل ہے'' اسی لیے نکاح، طلاق اور مالی معاملات میں ہر مسلمان کی گواہی قبول کی جاتی ہے، اسی طرح رؤیت کے معاملہ میں بھی قبول کی جائے گی۔

## ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی (مرحوم)

معروف عالم دین اور جامعہ نعیمیہ کے (سابق) ناظم ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمیؒ نے کہا کہ عید کا تعلق زمینی حقائق اور فلکیات کے ساتھ ہے، اسلام کے ایام، مہینوں کا تعلق چاند کے نکلنے اور سورج کے غروب وطلوع کے ساتھ ہے اور یہ اوقات عبادات کا بھی احاطہ کرتے ہیں۔ وقت دنیا میں ایک ہی نہیں ہوتا، خالق کائنات کا منشاء ہے کہ کائنات میں ہر وقت کسی نہ کسی مقام پر عبادت ہوتی رہے۔ مشرق میں سورج طلوع پہلے ہوتا ہے اور رات بعد میں آتی ہے، مغرب میں غروب پہلے ہوتا ہے اور طلوع بعد میں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سعودیہ میں رات ہوتی ہے تو مشرق یعنی جاپان وغیرہ میں دن ہوگا۔ پاکستان اور سعودیہ میں دو گھنٹے کا فرق ہے، پاکستان میں سورج دو گھنٹے پہلے غروب ہوگا، سعودیہ میں بعد میں، ایک چاند کی پیدائش اور اس کی رؤیت یعنی اس کے نظر آنے میں 18 سے 20 گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔ جب چاند 18 یا 20 گھنٹے کا ہو چکا ہوتا ہے تو نظر آتا ہے، پاکستان میں چاند کو پیدا ہوئے اگر اتنا عرصہ نہیں ہوا تو وہ نظر نہیں آئے گا، البتہ یہ ہوتا ہے کہ جب سعودیہ میں نظر آئے تو اس کو پیدا ہوئے مقررہ عرصہ ہو چکا ہو چنانچہ وہ نظر آجائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ چاند تب نظر آئے گا جب وہ اس زاویہ پر ہو کہ جہاں زمین سے دیکھا جا سکے، ہمارا موقف ہے کہ جس جگہ چاند نظر آنے کا امکان ہو، رؤیت ہلال کمیٹی کا اجلاس بھی وہاں رکھا جایا کرے۔ پہاڑوں کی نسبت ساحلی علاقوں میں نظر آنے کا زیادہ امکان ہے مگر اعلان رؤیت یعنی چاند نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آنے کے بعد ہی کیا جائے۔ چاند دیکھنے کیلئے سائنسی آلات سے مدد لی جا سکتی ہے۔

باقی جو حضرات پوری دنیا میں ایک ہی دن عید منانے کی بات کرتے ہیں وہ پہلے پوری دنیا میں طلوع و غروب ایک ہی وقت کر کے دکھائیں پھر اس طرح کی بات کریں۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ چاند کا ہونا یا چھوٹا بڑا ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اصل حکم چاند نظر آنے کا ہے اور حدیث میں واضح ہے کہ "اگر بادل یا گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو 30 کی گنتی پوری کر لی جائے۔" اصل بات چاند نظر آنا ہی ہے۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو اعلان نہیں کرنا چاہیے، البتہ چاند دیکھنے کیلئے سائنسی آلات سے مدد لی جا سکتی ہے۔ نظم و نسق، امت مسلمہ کی وحدت اور عبادات میں یکجہتی کیلئے اور انتشار سے بچنے کی خاطر علماء کرام نے ایک ملک میں ایک ہی دن عید منانے کی رعائت دی ہے۔ **سرحد میں ایسے حنفی علماء ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق سعودی عرب کے چاند پر عمل کرتے ہیں جبکہ اکثر علماء "صاحبین" کے قول پر عمل کر کے اپنے ملک کی رؤیت پر اعتبار کرتے ہیں۔** مختلف ایام میں عید منانے کی ایک وجہ سعودی کیلنڈر ہے، سعودیہ والے خود تو اس کیلنڈر میں رؤیت کے مطابق تبدیلی کرتے رہتے ہیں مگر ان کا اعلان باقی لوگوں تک نہیں پہنچ پاتا اور وہ کیلنڈر ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہمارے حنفی علماء کے نزدیک چاند دیکھنے کے حوالے سے فتویٰ "صاحبین" کے قول پر ہے، امام ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں۔ جبکہ سرحد کے چند علماء کرام صاحبین کے قول پر عمل کر کے اپنے ملک کے مطلع کو الگ قرار نہیں دیتے اور سعودی عرب میں ایک روز پہلے نظر آنے والے چاند کا اعتبار کرتے ہیں۔ ان چند علماء کو اپنے ملک کی اکثریت کی پیروی کرنی چاہیے اور وہ مسلمان جو غیر مسلم ممالک یورپ وغیرہ میں رہتے ہیں وہ اپنے قریب ترین ملک کی رؤیت کا اعتبار کریں یا پھر اپنی کوئی متفقہ "رؤیت ہلال کمیٹی"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بنا کر اس کے اعلانات کے مطابق عمل کریں، تاکہ غیر مسلموں تک وحدت امت کا پیغام پہنچے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ یہاں بھی ''رؤیت ہلال کمیٹی'' کو صرف سفارشی نہ بنایا جائے بلکہ احکام نافذ کرنے کے اختیارات بھی دیئے جائیں۔

## مولانا محمد اکرم کاشمیری

معروف عالم دین اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے رجسٹرار مولانا محمد اکرم کاشمیری نے کہا کہ چاند دیکھنے کا مسئلہ بالکل واضح ہے، کوئی شک نہیں۔ ایک ہے چاند کا وجود اور ایک ہے چاند نظر آنا۔ شریعت نے چاند دیکھنے کی بات کی ہے۔ جب تک چاند نظر نہ آئے، خواہ وہ افق پر موجود ہی ہو، روزے اور عید نہیں ہو سکتی۔ روزے رکھنے اور عید منانے کیلئے چاند نظر آنا ضروری ہے۔ ماہرین فلکیات کہتے ہیں چاند موجود ہے یا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہو جائے گا، یہ سب باتیں وجود علی الافق کی ہیں۔ شریعت نے روزے رکھنے اور عید منانے کا حکم چاند کی موجودگی پر نہیں نظر آنے پر رکھا ہے۔ دوسرا مسئلہ ہے مطلع کے مختلف ہونے کا جس طرح سورج نکلنے کے مطالع اور اوقات دنیا میں مختلف ہیں، اسی طرح چاند کے مطالع اور اوقات دنیا میں مختلف ہیں، ان مطالع کے مختلف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، اختلاف یہ ہے کہ کیا الگ الگ مطلع کا الگ الگ اعتبار کیا جائے یا نہیں، اس پر ائمہ کے درمیان واضح اختلاف ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے کہ ہر 500 میل کے بعد مطلع بدل جاتا ہے، ہم قائل ہیں کہ ایک ملک میں کہیں بھی چاند نظر آ جائے تو پورے ملک میں اسی کے مطابق عید ہو گی، البتہ بعض حضرات نے ظاہر پر فتویٰ دیا ہے کہ مطلع کا مختلف ہونا معتبر نہیں۔ ان کے نزدیک جہاں کہیں بھی چاند ہو اور شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو وہ اس پر عمل کرتے ہیں، سرحد میں بھی اس طرح کے علماء موجود ہیں جو سعودیہ کے چاند پر روزے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رکھنے اور عید منانے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو رمضان کے چاند کیلئے ایک اور عید کے چاند کیلئے دو عادل مسلمانوں کی گواہی کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو جم غفیر یعنی 10 سے زیادہ لوگ جو مختلف سمتوں سے تعلق رکھتے ہوں کی گواہی ضروری ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پورے ملک کی ایک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی ہو، پھر صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں ہوں اور وہ شرعی شہادت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں۔ عیدیں، کھیل کود کے تہواروں کی طرح نہیں بلکہ عبادت کا موقع ہیں، عبادت کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کے احکامات ماننے سے ہے، جب واضح ہو گیا کہ وہ فرماتے ہیں، چاند دیکھ کر روزے رکھو اور عید مناؤ، تو پھر جہاں نظر آئے وہ عمل کرے جہاں نظر نہیں آئے وہ عمل نہ کرے۔ **ویسے لادین قسم کے لوگ ایک عید منانے کی بات کر کے علماء کرام کی تضحیک کیوں کر رہے ہیں؟ ایک عید کی ان کو اتنی فکر کیوں ہے؟ یہ عبادت ہے، اگر ایک سے زائد ہو تو کیا ہے؟ جب نماز کے اوقات مختلف ہیں تو عید میں ایک سے زیادہ میں کیا ہے؟** ہم قائل ہیں کہ ایک ملک میں ایک عید ہو لیکن اگر کوئی مطلع مختلف ہونے کا اعتبار کرتا ہے تو پھر اس کا مذاق مناسب نہیں۔

## حافظ کاظم رضا نقوی

معروف شیعہ عالم اور جامعہ قرآن واہل بیت کے پرنسپل حافظ کاظم رضا نقوی نے کہا کہ ہمارے نزدیک انسان خود چاند دیکھے یا ایسا گروہ بنائے کہ جس کے کہنے پر یقین واطمینان ہو جائے یا دو عادل مرد بتائیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو چاند سے متعلق شرعی احکام جاری ہوں گے۔ منجموں کی پیشن گوئی یا چاند کے دیر سے غروب ہونے یا بلند ہونے سے بھی اسلامی مہینے کی تاریخوں کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ہاں عیدوں کے حوالے سے اختلاف اس لیے اچھالا جا رہا ہے کہ یہاں عامۃ المسلمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عید کو عبادت کی بجائے عام تہوار کی طرح منانے کے منتظر رہتے ہیں، اگر وہ اس کو عبادت سمجھتے تو اس اختلاف کو ابھارا نہ جاتا۔ ہمارے نزدیک بھی چاند کے ہونے کی نسبت چاند کی رؤیت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ اختلاف دور ہوسکتا ہے، اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور وہ ایک عید کا اعلان کر دے تو اس کی پابندی ضروری ہے۔ ہمارے ہاں حکومت اگرچہ مسلمانوں کی ہے مگر ہے غیر اسلامی کہ یہاں اصولوں پر عمل نہیں ہوتا۔ رؤیت کی گواہی کے حوالے سے ایسی شخصیات پر اعتبار کیا جائے جو دینی ہوں اور وہ مکمل تحقیق اور تسلی کے بعد گواہی دیں۔ ایک بار پھر واضح کر دوں "اعتبار چاند کے ہونے کا نہیں، چاند کے نظر آنے کا کیا جائے گا۔" چاند دیکھنے کیلئے سائنس سے مدد لی جا سکتی ہے مگر یقین ہو کہ چاند نظر آ گیا ہے مثلاً چاند کے حوالے سے ماہرین فلکیات بتاتے ہیں کہ فلاں جگہ مختصر وقت کیلئے چاند نظر آئے گا، لہٰذا ان مقامات پر چاند دیکھنے کیلئے کمیٹی کا اجلاس وہاں رکھ لیا جائے تو مناسب ہے تا کہ چاند دیکھنے میں آسانی اور یقین حاصل ہو۔ اجلاس جہاں بھی ہو عید کا اعلان رؤیت کے بعد ہی کیا جائے۔ سعودی عرب کے ساتھ عید اور روزے نہیں ہو سکتے کہ اعتبار اپنی رؤیت کا ہوگا۔ رؤیت کا ایک ہونا ایک ملک کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک مطلع ہونے کی وجہ سے ہے، اسی طرح پوری دنیا میں ایک ہی دن عید کی بات کرنے والے جہالت کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔ دنیا میں ایک ہی وقت کہیں دن ہوتا ہے کہیں رات ہوتی ہے، وقت کے اتنے بڑے اختلاف کے ہوتے ہوئے ایک ہی دن پوری دنیا میں عید کی بات کرنے والوں کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ ہماری تجاویز ہیں کہ رؤیت ہلال کمیٹی کو پورے ملک میں پھیلایا جائے، ہر جگہ چاند دیکھنے کا اہتمام ہو، وہاں کے جید علماء اور زعماء کو نمائندگی دی جائے، کمیٹی ان کی شہادت کو قبول کرنے کی پابند ہو اور اعلان کرنے میں اتنی عجلت کا مظاہرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہ کرے۔ خصوصاً چاند نظر نہ آنے کا اعلان جلدی نہ ہو۔ ایسے ہی اگر معقول گواہیاں میسر آجائیں تو انہیں بلا وجہ اور مذہبی تعصب سے رد نہ کیا جائے۔"

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امسال بھی عید الفطر کے چاند پر اختلاف ہوا، اور شدت سے ہوا، اس پر بھی ''پاکستان فورم'' میں مختلف مسالک کے جید علماء کرام کو بلایا گیا جنہوں نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چاند کے نظر آنے کے حوالے سے اختلاف کی حیثیت علمی تھی، جس کو بازاری بنایا جا رہا ہے۔ فقہائے احناف نے اس سلسلے میں 3 قول لکھے ہیں ایک یہ کہ ہر علاقے کی اپنی رؤیت ہے دوسرا کہ ایک ماہ کی پیدل مسافت تک کے علاقے میں کہیں چاند نظر آجائے تو اسی علاقے کے دوسروں کے لئے کافی ہوگا جبکہ تیسرا قول ہے کہ مغرب میں کسی ملک میں بھی چاند نظر آجائے تو تمام مشرق والوں کے لئے کافی ہوگا۔ اس لحاظ سے مغرب کے کسی بھی ملک، سعودی عرب خاص نہیں، کے چاند کا مشرق والوں کو اعتبار ہوگا۔ ہمارے ہاں پہلے قول پر زیادہ عمل ہے، تیسرے پر کم لوگ عمل کرتے ہیں۔ جگہ جگہ عید کا ہونا اسلام کا حسن ہے، عید اور روزہ عبادت ہے اور عبادت پر لڑائی جھگڑا کرنا صحیح ومناسب نہیں۔ مطلع کا اختلاف فطری معاملہ ہے، اس لئے چاند کی رؤیت کا مختلف ہونا فطری ہے۔ خود رسول پاک ﷺ کے دور میں مکہ اور مدینہ میں رؤیت مختلف ہوئی، حجتہ الوداع کے موقع پر مکہ میں حج 9 ذوالحجہ جمعتہ المبارک کے روز تھا جبکہ مدینہ میں 9 ذوالحجہ ہفتہ کے روز تھا، سعودی عرب کے ساتھ عید منانے کی بات صحیح نہیں۔ جن لوگوں نے یہ بات کی ہے کیا وہ اپنی سیاست اور نظریات کو سعودی عرب کے مطابق کرنے کو تیار ہیں؟ چاند دیکھنے کے لئے سائنسی آلات کی مدد بھی لی جائے، ان ملے جلے خیالات کا اظہار مختلف علماء کرام نے ''پاکستان فورم'' میں گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ گفتگو کرنے والوں میں پروفیسر مقبول احمد قاضی، مفتی غلام سرور قادری، پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی، علامہ راغب نعیمی، علامہ فرحت حسین شاہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


پروفیسر سعید احمد خان شامل تھے۔

## پروفیسر مقبول احمد قاضی (مرحوم)

معروف دینی اسکالر، پروفیسر مقبول احمد قاضی نے کہا کہ رؤیت ہلال کے مسئلے پر یہ تو سنا تھا کہ مطلع کے اختلاف کی وجہ سے احناف اور شوافع میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض اوقات یہ اختلاف لڑائی جھگڑے کا باعث بھی بنتا تھا، علامہ شامی نے رؤیت ہلال کے مسئلے پر ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں دمشق میں حنفی وشافعی مسالک کے درمیان چاند کے مسئلے پر اتنا فساد ہوا کہ کئی مسلمان مرتد ہو گئے۔ اب صورت حال عجیب ہے کہ خود حنفی علماء کرام آپس میں ہی الجھ پڑے ہیں اور افسوناک بات یہ ہے کہ انہوں نے اس علمی مسئلے کو بازاری بنا دیا ہے، رؤیت کے معاملے میں دو باتیں بنیادی ہیں، رسول پاکؐ نے ''رؤیت ہلال'' کے مسئلے میں ہی فرمایا، ''ہم ان پڑھ امت ہیں حساب نہیں کر سکتے، مہینہ 29 یا 30 کا ہوگا'' دوسرے نے فرمایا کہ ''شک والے دن روزہ رکھنا بھی جائز نہیں اور شک والے دن عید بھی جائز نہیں'' لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید منانے کا حکم بتا رہا ہے کہ روزہ اور عید یقین کے ساتھ ہونا چاہیے، آنکھ کے ساتھ چاند دیکھنا یقین کا ذریعہ ہے اس لئے تمام وہ ذرائع جو چاند کے بارے یقین پیدا کر دیں وہ اختیار کر لینے چاہیے خواہ وہ علم الحساب کے ہوں یا سائنس کے۔ جہاں تک سعودی عرب کے ساتھ عید منانے کا تعلق ہے تو یہ بلا جواز بحث شروع کی گئی ہے کیونکہ برصغیر کی پوری تاریخ میں، جب سے یہاں مسلمان آئے ہیں کسی مسلک یا فرقے کے علماء کرام نے نہیں کہا کہ عید سعودی عرب کے ساتھ منائی جائے۔

## مفتی غلام سرور قادری (مرحوم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معروف دینی اسکالر مفتی غلام سرور قادری نے کہا کہ ''اس موضوع پر 3 اقوال ہیں، پہلا قول کہ ہر شہر کی رؤیت الگ ہوگی، صرف دیکھنے والے کی اپنے شہر تک ہوگی، دوسرا قول کہ اگر ایک شہر میں چاند نظر آیا تو ایک مہینے کی پیدل مسافت تک کے علاقے میں واقع بستیوں والوں کے لئے کافی ہوگا، تیسرا قول ہے کہ اہل مغرب کی اہل مشرق کے لئے رؤیت کافی ہوگی، اس میں مغرب سے مراد جغرافیائی اعتبار سے مغرب ہوگا، سعودی عرب مراد نہیں بلکہ سعودی عرب سے آگے بھی واقع ممالک مغرب اقصیٰ یعنی مراکش وغیرہ، تو وہاں کے لوگوں نے دیکھ لیا تو مشرق والوں کے لئے بھی کافی ہوگا یعنی مراکش میں دیکھا گیا چاند خود سعودی عرب والوں کے لئے بھی کافی ہوگا۔ **فتاوی شامی کے مطابق حنفی فقہاء اس تیسرے قول کے قائل ہیں۔ فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر وغیرہ نے اسی قول کو فقہاء احناف کا حتمی قول قرار دیا ہے،** شرعی اعتبار سے پاکستان، افغانستان اور سعودی عرب کا الگ الگ ہونا اور حکمرانوں کا الگ الگ ہونا حرام ہے، اس بندر بانٹ کا شرعاً کوئی جواز نہیں، اس قول کے مطابق پاکستان کی رؤیت ہلال کمیٹی کی ضرورت نہیں رہتی۔ مفتی منیب الرحمان کی بات کہ ہر ملک کی اپنی رؤیت ہے، غلط ہے، وہ صحیح بات نہیں کر رہے۔

## پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے رہنما اور دینی اسکالر پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی نے کہا مطلع کا مختلف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر علاقے کی رؤیت الگ ہوگی، خود رسول پاک کا فرمان کہ ''چاند دیکھ کر روزے رکھو'' اسی طرف نشاندہی کرتا ہے، جس طرح مشرق سے مغرب کی طرف چلتے جائیں تو ہر جگہ پر نماز کے اوقات مختلف ہیں، ہر وقت کہیں نہ کہیں مالک کائنات کی عبادت ہو رہی ہے۔ یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسلام کا حسن ہے کہ ہر علاقے کے لئے اسی کی مناسبت سے عبادت کا وقت مقرر رہے، روزہ اور عید بھی اس کی عبادت ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان سعودی عرب کے ساتھ عید منائیں تو یہ بات درست نہیں البتہ ایک ملک میں کسی بھی جگہ چاند نظر آنے کی صورت میں ایک ہی عید ہوگی، چاند دیکھنے کے لئے آنکھ کے ساتھ ساتھ سائنسی آلات سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

## ڈاکٹر راغب نعیمی

ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم کے صاحبزادے اور جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر راغب نعیمی نے کہا کہ ''اختلاف مطالع کا احناف کے ہاں 3 اقوال ہیں، ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث کریب کے حوالے سے اختلاف مطالع اور ہر شہر کی اپنی رؤیت کا اعتبار کرتے ہیں، 130 سے 140 کلومیٹر کے فاصلے پر چاند کے مطلع میں تبدیلی ہو جاتی ہے، پرانے زمانے میں جبکہ سلطنت اسلامی ایک ہوتی تھی، مثلاً سلطنت عثمانیہ میں اگر ایک جگہ چاند نظر آتا تو پوری سلطنت میں اطلاع کر دی جاتی تھی، 1919ء تک یہی طریقہ رہا پھر سلطنت کے حصے بخرے ہوئے اور ممالک الگ وجود میں آنے لگے، خلافت کی مرکزیت ختم ہوگئی، آج کل کے معروضی حالات میں ہر ملک کے نظام قضا الگ ہونے سے شہادت رؤیت کا اہتمام الگ ہونا چاہیے، **ہر ملک کی رؤیت اسی ملک کے لئے کافی سمجھی جائے، سعودی عرب کی رؤیت کا نظام قضا کے الگ ہونے کے باعث معتبر نہیں ہوگا۔ اگر پوری دنیا میں نظام قضا ایک ہو تو ایک ہی رؤیت پر ایک ہی روز عید اور روزے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے چونکہ اب ہر ملک کا نظام قضا الگ ہے اس لئے ہر ملک کے نظام قضا کے مطابق اس کا فیصلہ ہونا چاہیے** اور وہ فیصلہ دوسرے کسی ایسے ملک کے لئے حجت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہوگا جہاں کا نظام قضا اپنا ہے، اسی طرح نظام قضا کا مقرر کردہ فرد ہی رؤیت کا اعلان کرسکتا ہے کوئی دوسرا نہیں، پاکستان میں مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی ہی پاکستان کے نظام قضا (حکومت) کی مقرر کردہ ہے وہی چاند نظر آنے یا نظر نہ آنے کا فیصلہ و اعلان کرسکتی ہے کوئی اور نہیں۔

## پروفیسر سعید احمد خان

معروف دینی اسکالر اور ادارہ سعید القرآن کے مہتمم پروفیسر سعید احمد خان نے کہا ''رؤیت ہلال کے ضمن میں بنیاد رسول اکرمؐ کے فرامین ہیں، آپ کا فرمان کہ ''روزہ چاند دیکھ کر رکھو......'' یہ قیامت تک کے لئے ہے، جب تک اہل اسلام ایک مرکز پر نہیں آتے، تب تک اس فرمان کی روشنی میں ہر علاقے کے لوگ اپنی رؤیت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ او آئی سی کو چاہیے کہ وہ ایسا نظام وضع کرے جو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے کافی ہو، سعودی عرب ایک الگ اکائی ہے۔ سعودی عرب کی ہر نماز ٹی وی پر دکھائی جاتی ہے تو کیا ہر نماز ان کے ساتھ پڑھی جائے گی؟

## علامہ سید فرحت حسین شاہ

منہاج القرآن علماء کونسل کے مرکزی ناظم اور دینی اسکالر سید فرحت حسین شاہ نے کہا کہ چاند دیکھنے کے حوالے سے اختلاف تب ہوتا ہے کہ جب ہم رؤیت بالبصر یعنی آنکھ سے دیکھنے تک محدود کردیں، رؤیت بالحاسہ یعنی حواس خمسہ سے رؤیت بھی مدنظر رہنی چاہیے، رؤیت ہلال کے سلسلے میں جدید علوم و آلات سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے، سائنسی علوم و نالج کا اعتبار ضروری ہے۔ چاند دیکھنے کے لئے آنکھ، دوربین، رصدگاہوں اور علم الحساب سے کام لیا جاسکتا ہے۔ یہ کہنا کہ سعودی عرب کے ساتھ عید منائی جائے تو خود سعودی عرب میں کئی دور گزر چکے ہیں، ان کے عوام صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اعلان پر اعتبار کر لیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اعلان کرنے والوں نے خود چاند دیکھا یا حساب لگا کر اعلان کیا اور محض فلکیاتی فارمولا کو کام میں لائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پورے عالمِ اسلام میں ایک دن روزہ اور ایک ہی دن عید؟

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

[صوموا لروئيته وأفطروا لرؤيته فان غم عليكم فاكلموا عِدة شعبان ثلاثين] (متفق عليه)

''کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو! اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو، اور عید الفطر مناؤ، سو اگر تم پر آسمان غبار آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو (پھر رمضان کے روزے رکھنا شروع کرو)'' (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

یہ حدیث بے شک عام ہے اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے ہے لیکن جغرافیائی لحاظ سے ہر ملک، بلکہ ایک ہی ملک کے مختلف شہروں میں سورج کے طلوع و غروب میں فرق واختلاف ہے' کہیں چار گھنٹے پہلے سورج طلوع ہوتا ہے اور کہیں دو گھنٹے پہلے، اسی طرح کہیں چھ گھنٹے بعد سورج غروب ہوتا ہے اور کہیں اس سے کم و بیش، سو اختلاف مطالع ایک حقیقت ہے، اس کا انکار کوئی سمجھ دار و ہوشمند آدمی نہیں کر سکتا۔ اختلاف مطالع کی حقیقت سمجھنے اور مان لینے کے بعد یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ رؤیت ہلال ہر ملک بلکہ ایک ہی ملک کے مختلف شہروں و علاقوں میں مختلف ہوگی، ایک ہی وقت اور ایک ہی رات میں چاند کا دیکھا جانا ممکن نہیں بلکہ مختلف علاقوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ممالک میں مختلف اوقات یا راتوں میں چاند دیکھا جائے گا اور ہر ایک ملک یا علاقہ والے اپنے ہاں کی رؤیت کے مطابق روزہ رکھیں گے اور رؤیت کے مطابق ہی عید منائیں گے۔ یہی شرعی حکم ہے، چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اس بات کی تصدیق وتوضیح ہو جاتی ہے:

عن كريب قال: قدمت الشام، واستهل على هلال رمضان وانا بالشام فرأيت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في آخر الشهر فسألني ابن عباس ثم ذكر الهلال فقال متى رايتم الهلال؟ فقلت: رايناه ليلة الجمعة، فقال: انت رايته؟ فقلت نعم ورآه الناس، وصاموا، وصام معاوية۔ فقال: لكنا راينا ليلة السبت، فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين، اونراه، فقلت: الا تكتفي برؤية معاوية وصيامه؟ فقال: لا هكذا امرنا رسول الله ﷺ (رواه احمد و مسلم والترمذي وقالا الترمذي: حسن، صحيح غريب، والعمل على هذا الحديث عند اهل العلم ان لكل بلا رؤيتهم)

حضرت کریبؒ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام آیا اور شام میں موجودگی کے دوران ہی ماہ رمضان کے چاند کے طلوع کا وقت آ گیا۔ چنانچہ میں نے وہاں جمعہ کی رات کو چاند دیکھا، پھر ماہِ رمضان کے آخر میں مدینہ منورہ آ گیا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے ماہ رمضان کا چاند کب دیکھا تھا؟؟ میں نے عرض کیا کہ ہم نے چاند جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تو نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا، جی ہاں! میں نے خود دیکھا تھا:۔ اور لوگوں نے بھی دیکھا تھا، سب لوگوں نے روزہ رکھ لیا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین نے بھی (اس کے مطابق) روزہ رکھ لیا۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے تو (مدینہ منورہ میں) ہفتے کی رات کو چاند دیکھا (اور اس کے مطابق روزہ رکھا) ہم تو برابر روزے رکھ رہے ہیں اور تیس روزے پورے کریں گے یا ۲۹ کو چاند دیکھ لیں گے (تو روزے ختم کر دیں گے) سو میں نے عرض کیا آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور روزہ رکھنے کا اعتبار نہیں کریں گے؟؟ انہوں نے فرمایا: ''ہمیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح (اپنے علاقہ کی رؤیت کے مطابق روزہ رکھنے اور عید کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسند احمد، صحیح مسلم وترمذی شریف)

امام ترمذیؒ اس حدیث کو حسن صحیح اور غریب بتانے کے بعد فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اس حدیث پر عمل ٹھیک و درست ہے اور یہ کہ ہر شہر اور ملک وعلاقہ والوں کے لیے اپنی اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

تابعین میں سے امام عکرمہؒ، امام قاسمؒ بن محمد، سالمؒ، تبع تابعین میں سے اسحاقؒ، احناف کے نزدیک بھی صحیح اور شافعیہ کے ہاں بھی مختار بات یہی ہے کہ ہر شہر و علاقہ والوں کے لیے صرف اسی علاقہ کی رؤیت معتبر ہے' دوسرے علاقہ وشہر والوں کی رؤیت لازم نہیں۔ (فقہ السنہ)

صاحب فتح العلام فرماتے ہیں کہ زیادہ قریبی بات یہ ہے کہ ہر شہر وعلاقہ اور جو اس کے قرب و جوار کے علاقے اسی سمت و جہت میں ہوں، کی رؤیت مقبول و معتبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔(فتح العلام شرح بلوغ المرام)

اختلاف مطلع ایک حقیقت ہے، وحدت ملت کی دلیل صرف عید ہی کو تصور کرنا حقائق کے مطابق نہیں۔ اگر ڈھا کہ کا مطلع کراچی سے مختلف ہے تو ان لوگوں کو عید منانے پر کیوں مجبور کیا جائے؟؟ مسلمان بحمداللہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کا عید ایک دن منانا ممکن نہیں اور نہ ہی یہ وحدت شرعاً مطلوب ہے۔ حجاز، مصر اور شام میں عید جمعہ کو ہو تو وحدت ملت کو کچھ نقصان نہیں۔ ڈھا کہ میں چاند نظر نہ آنے کی وجہ سے اگر عید اتوار کو ہو تو اس میں وحدتِ ملت کو کون سا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ وحدت ملت اس میں ہے کہ ملت کے احکام وقواعد کی صحیح پابندی کی جائے! دانشمندی یہ ہے کہ جب اتنی دور کے منطقہ (علاقہ) میں چاند نظر نہیں آیا تو معاملہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ (مختصر اًفتاویٰ سلفیہ، مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ)

فقہائے حنفیہ میں سے علامہ زیلعیؒ اور علامہ کاسانیؒ صاحب 'البدائع والصنائع'' وغیرہ جن کی جلالتِ شان فقہائے حنفیہ میں مسلم ہے، نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کو معتبر قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

هذا اذا كانت المسافة بين البلدتين قريبة لاتختلف فيها المطالع فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احد البلدين حكم الآخر لأن مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فى كل بلد ان مطلع بلادهم دون الآخر وحكى من ابى عبدالله بن ابى موسى الفرير انه استفتى فى اهل اسكندرية ان الشمس تغرب بها ومن على منارتها يرى الشمس بعد ذلك بزبان كثير فقال: يحل لاهل البلد الفطر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


ولا یحل لمن علی رأس المنارة اذ کان یری الشمس لأن مغرب الشمس یختلف کما یختلف مطلعها فیعتبر فی اهل کل موضع مطلعه(البدائع والصنائع ج ۲ ص ۸۳)

کہ اگر دو شہروں وعلاقوں کے درمیان مسافت قریب (یعنی ۲۴ فرسخ =۷۲ میل یا اس سے کم ہو تو مطلع مختلف نہیں ہوگا۔ اور اگر فاصلہ دور دراز (جیسے شام اور مدینہ کے درمیان) ہو تو پھر کسی شہر کا حکم دوسرے شہر وعلاقہ پر لاگو نہیں ہوگا۔ کیونکہ دور دراز کے ممالک وعلاقوں کے مطلع مختلف ہوتے ہیں پس ہر شہر والے کے لیے ان کے شہر کا مطلع معتبر ہوگا۔ دوسرے دور دراز شہروں کا معتبر نہیں ہوگا۔ چنانچہ ابوعبداللہ بن ابی موسیٰ الفریدؒ سے مروی ہے کہ اُن سے اہل اسکندریہ (مصر) کے بارہ میں فتویٰ پوچھا گیا کہ اسکندریہ میں سورج غروب ہوتا ہے اور اس کے کافی وقت کے بعد منارہ (بستی) والے سورج دیکھ رہے ہوتے ہیں تو انہوں نے جواباً فرمایا: (اسکندریہ) والوں کے لیے افطار کرنا حلال ہے لیکن منارہ والوں کے لیے حلال نہیں۔ جب کہ وہ سورج کو دیکھ رہے ہوں کیونکہ: سورج کا غروب اس کے طلوع کی طرح مختلف ہوتا ہے یعنی مغرب (غروب کی جگہ اور وقت) اور مطلع (طلوع ہونے کی جگہ اور وقت) مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر مقام وعلاقہ والوں کے لیے اپنے مطلع کا اعتبار ہوگا اور علامہ زیلعیؒ کی عبارت اس طرح ہے:

والاشبه ان یعتبر لأن کل قوم مخاطبون بما عندهم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


وانفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار وكلما تحركتِ الشمس درجة فتلك طلوع فجر لقوم وطلوع شمس لآخر وغروب بعض ونصف الليل لغيرهم (زيلعي ج ١ ص ٣٢١)

کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا زیادہ قریب ومشابہ ہے۔ کیونکہ ہر قوم اپنے ماحول کے لحاظ سے مخاطب ہے۔ سورج کی شعاع مختلف علاقوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے، جب سورج ایک درجہ حرکت کرتا ہے تو وہ کسی قوم وعلاقہ والوں کے لیے طلوعِ فجر کا وقت ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں وعلاقہ کے لیے سورج نکلنے کا وقت ہوتا ہے' اسی طرح غروب کا وقت کہیں ہوتا ہے اور کہیں آدھی رات ہوتی ہے۔

قرآن وسنت میں یہ بات نصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ انتیس دن سے کم اور تیس دن سے زائد نہیں ہوتا۔ بلاد بعید اور مشرق ومغرب کے فاصلوں میں اگر اختلاف مطلع مطلقاً نظر انداز کر دیا جائے تو اس نص قطعی کے خلاف یہ لازم آجائے گا، کسی شہر میں اٹھائیس (۲۸) کو بعید ملک سے اس کی شہادت پہنچ جائے کہ آج وہاں چاند دیکھ لیا گیا ہے تو اگر اس شہر کو دوسرے کے تابع کیا جائے تو اس کا مہینہ اٹھائیس کا رہ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شہر میں رمضان کی تیس (۳۰) تاریخ کو کسی بعید ملک کے متعلق بذریعہ شہادت یہ ثابت ہو جائے کہ آج وہاں (۲۹) تاریخ ہے اور اگر چاند نظر نہ آیا تو کل وہاں روزہ ہوگا اور اتفاقاً چاند نظر نہ آیا تو ان کو اکتیس روزے رکھنے پڑیں گے اور مہینہ ۳۱ کا قرار دینا پڑے گا۔ جو نص قطعی کے خلاف ہے۔ اس لیے ناگزیر ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے، اگر کہا جائے کہ ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صورت میں جہاں اٹھائیس (۲۸) تاریخ کو مہینہ ختم کرنا پڑا وہاں یہ کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے ایک دن بعد مہینہ شروع کیا ہے، لہٰذا ایک دن کا روزہ قضا کریں۔ اسی طرح جہاں تیس (۳۰) تاریخ پر بھی مہینہ ختم نہیں ہوا وہاں یہ قرار دیا جائے گا وہاں لوگوں نے مہینہ ایک دن پہلے شروع کر دیا تھا تو مہینہ کا پہلا روزہ غلط ہوا۔ اس طرح مہینوں کے دنوں کا نص قطعی کے خلاف گھٹنا بڑھنا لازم نہیں آتا تو جواب یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے باضابطہ شہادت کے مطابق مہینہ شروع کیا ہے تو دور کی شہادت کی بنا پر خود مقامی شہادت یا رؤیت کو غلط یا جھوٹا قرار دینا عقلاً معقول ہے نہ شرعاً جائز۔ اس لیے یہ توجیہہ غلط ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم، از علامہ شبیر احمد عثمانی حنفی)

امام نووی، شافعی، ابن عباس مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

[لکن ظاهر حدیثه انه یرده لهذا وانما رده لان الروایة لا یثبت حکمها فی حق البعید]

یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انہوں نے ایک کی شہادت ہونے کی وجہ سے رَد نہیں کیا۔ بلکہ اس وجہ سے رد کیا کہ دُور والوں کے حق میں حکم رؤیت ثابت نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب یہی ہوا کہ دُور والے کی شہادت معتبر نہیں اور یہی بات راجح ہے کہ ایک ملک کی شہادت دوسرے ملک کے لیے کافی نہیں کیونکہ شام دوسرا ملک ہے اور مدینہ منورہ دوسرے ملک کا شہر ہے۔ جب ایک جگہ دُوسری جگہ سے اتنی دُور ہو کہ رؤیت ہلال میں فرق پڑ سکتا ہو تو اس صورت میں ایک جگہ کی رؤیت کا دوسری جگہ اعتبار نہیں ہوگا۔ جیسے بمبئی اور دہلی یا مدراس و دہلی کے مطلع میں، اس طرح کراچی اور پشاور یا بنوں کوہاٹ وغیرہ کے درمیان فاصلہ کافی ہے اور مطلع کا کافی فرق ہے' ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



درمیان ۳۰ منٹ سے ۴۵ منٹ کا غروب وطلوع شمس میں فرق بھی واضح ہے، لہٰذا ان کی رؤیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

**رمضان یا عیدالفطر کسی ملک یا نسل کے تہوار نہیں ہیں، یہ سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے یکساں اہم ہیں۔ کوئی ملک یا چند ممالک اس کے لیے تقویم کیسے بنا سکتے ہیں اور سب مل کر بھی اگر بنائیں تو وہ تقویم ساری دنیا کے لیے قابلِ قبول کس طرح ہوگی؟؟** یہ سب باتیں سوچ کر ہی کوئی تجویز پیش کی جاسکتی ہے۔

**حج ایک جگہ ہوتا ہے۔ لیکن رمضان اور عید تو ہر جگہ ہوتی ہیں' ایک کو دوسرے پر قیاس کیسے کیا جا سکتا ہے۔** حج کے لیے اگر مقامی مطلع کو سامنے رکھ کر کوئی فیصلہ کر لیا جائے۔ **تو وہاں کے سب لوگ اسے قبول بھی کرلیں گے اور وہاں کے لیے صحیح بھی ہوگا، لیکن وہی تاریخ و وقت انڈونیشیا اور فیجی کے لیے بھی صحیح ہوگا، نہ صرف ضروری نہیں بلکہ ازروئے حساب اکثر ناممکن ہوگا۔**

یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے منجم کے حساب کو قابل اعتبار قرار نہیں دیا' ملاحظہ فرمالیں۔ فقہ کی تمام بڑی بڑی کتابوں میں یہ تصریح مذکور ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۶ ص ۶۵ ۔ ازمولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانویؒ لاہور)

مذکورہ بالا دلائل وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ رمضان وعیدین ساری دنیا یا عالمِ اسلام یا عالم عرب میں ایک دن اور ایک تاریخ کو نہیں ہو سکتے۔ یہ عقلاً وشرعاً ناممکن ہے اور غیر مطلوب بھی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے علامہ شیخ عبداللہ بن حمید سابق رئیس الاشراف الدینی بالحرم المکی کا رسالہ ملاحظہ ہو۔)

شرعاً تمام مسلمانوں کیلئے وہ جہاں کہیں کے ہوں یہ حکم نبویؐ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



[صوموا لرؤيته وافطروا لرويته، فان غم عليكم فاكملوا عدة شعبان ثلاثين متفق عليه۔ وفي رواية لها: لا تصوموا حتى تروا الهلال، ولا تفطروا حتى تروه، فان غم عليكم فاقدروا له۔ وفي رواية قال: الشهر تسع وعشرون ليلة، فلا تصوموا حتى تروه، فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلاثين] متفق عليه

کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ لو اور چاند دیکھ کر افطار کر لو یعنی عید مناؤ، اور اگر تم پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو، صحیح بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ چاند دیکھے بغیر (ماہ رمضان کے) روزے مت رکھو اور نہ افطار کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور اگر بادل چھائے ہوئے ہوں تو اندازہ یعنی گنتی پوری کر لو، اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مہینہ (کبھی) انتیس کا ہوتو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ابوالبختریؒ کہتے ہیں کہ ہم عمرہ کے لئے نکلے، پس جب بطن نخلہ وادی میں اترے تو ہم نے بغور چاند دیکھا اور ایک دوسرے کو دکھایا، تو بعض لوگوں نے کہا کہ تیسری رات کا ہے، اور کچھ لوگوں نے رائے زنی کی کہ دوسری رات کا ہے، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور یہ چاند دیکھنے کا واقعہ اور لوگوں کا اس پر تبصرہ بتایا، تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم نے کس رات یہ چاند دیکھا تھا؟؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے جواباً عرض کیا کہ فلاں فلاں رات کو ہم نے چاند دیکھا تھا، سو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ان الله امده للرؤية فهو لليلة رايتموه (صحيح مسلم، باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیان ان الاعتبار بکبر الھلال وصغرہ]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۲۹ تاریخ کو چاند ضرور کہیں نہ کہیں نظر آتا ہے لیکن جس مقام پر چاند نہیں نظر آتا وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن کی تاخیر ہوجاتی ہے۔ جس مقام پر چاند تاخیر سے نظر آیا وہاں شعبان ۳۰ دن کا شمار ہوگا' اور جہاں تاخیر نہیں ہوئی، وہاں شعبان ۲۹ دن کا شمار ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پوری دنیا میں ہر اسلامی مہینہ کہیں ۲۹ دن کا ہوگا اور کہیں ۳۰ دن کا ہوگا کہیں رمضان ۲۹ دن کا اور کہیں رمضان ۳۰ دن کا ہوگا۔ آخری دن کا فیصلہ چاند کی رؤیت کے مطابق ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدرت الٰہی سے ہر مقام ایک اکائی ہے اور اس اکائی کی حد اس کا قرب وجوار ہے کیونکہ مطلع صاف ہونے کے باوجود اس اکائی میں چاند نظر نہیں آتا اور حکمت الٰہی یہ بھی ہے کہ ۲۹ کا چاند ایک دو یونٹوں کے علاوہ وہ بقیہ بہت سارے یونٹوں میں نظر نہیں آئے گا۔ لیکن جہاں کہیں چاند ۲۹ کو نظر نہ آئے وہاں شریعت کے مطابق ۳۰ دن پورے کرنے ہوں گے۔

قرب وجوار کی خاص شرعی حد متعین نہیں لیکن وہاں کی رؤیت تسلیم کی جائے گی۔ چنانچہ حدیث مبارک میں مذکور ہے کہ دو اعرابی (دیہاتی) آئے اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ انہوں نے کل گذشتہ شام چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو افطار کرنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد، بسند حسن) دوسری روایت میں اس طرح مروی ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عید کے چاند پر بادل چھا گئے (اور ہم نہیں دیکھ سکے) تو ہم نے دوسرے دن صبح روزہ رکھا، سو دن کے آخری وقت میں ایک قافلہ آیا اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے کل گذشتہ چاند دیکھا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ افطار کرلیں اور دوسرے دن صبح عید کی نماز کے لئے مصلی میدان میں نکلیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(مسند احمد بسند حسن، ابوداؤد ونسائی بسند صحیح)

اس سے معلوم ہوا کہ پا پیادہ یا اونٹ و خچر پر ایک دن کے سفر کی مسافت وہ اس شہر والوں کے لئے مضافات اور قرب و جوار ہے جہاں کی شہادت و رؤیت مقبول ہے، شہر والے اس بنیاد پر روزہ رکھیں گے رمضان کے روزے اور عید الفطر بھی اتنی مسافت کی بنیاد پر منائیں گے اور جہاں قرب و جوار سے چاند دیکھنے کی شہادت نہ آئے تو پھر تیس کی تعداد روزے اور افطار کے لئے پوری کرنا ہوگی۔ مدینہ کی رؤیت، مکہ والوں کے لئے معتبر نہیں کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قرب و جوار نہیں ہیں۔ اگر دونوں جگہ چاند نظر آ جائے تو دونوں اپنے ہاں کی رؤیت کا اعتبار کریں گے۔ چنانچہ سیدنا حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[عهد الينا رسول الله ﷺ أن ننسك للرؤية فان لم نره وشهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما] (ابوداؤد، کتاب الصوم، بسند صحیح) www.kitabosunnat.com

ہم سے اللہ کے رسول ﷺ نے عہد لیا کہ ہم چاند دیکھ کر فرائض اسلام ادا کریں، اگر ہمیں چاند نظر نہ آئے اور دو معتبر آدمی چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں تو ان کی شہادت کی بنیاد پر ہم فرائض اسلام ادا کریں۔

ہر شہر و علاقہ کی رؤیت صرف اسی شہر و علاقہ والوں کے لئے معتبر ہے، شام اور مدینہ کی رؤیت بھی ایک دوسرے شہر والوں کے لئے معتبر نہیں الا یہ کہ دونوں مقامات پر ایک ہی شام میں چاند نظر آ جائے پھر ایک ساتھ عید و رمضان کی ابتداء کریں گے وگرنہ اپنے اپنے علاقہ کی ہی رؤیت معتبر ہوگی۔ چنانچہ سیدنا کریب رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث نے انہیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام (دمشق دارالحکومت) میں کسی کام کی غرض سے بھیجا، کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں پہنچ کر وہ کام کر دیا، پھر فرماتے ہیں: ''میں نے شام میں جمعہ کی شب کو رمضان کا چاند دیکھا، پھر اسی مہینہ کے آخر میں مدینہ لوٹ آیا تو وہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے وہاں شام میں چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا جمعہ کی رات کو تو انہوں نے پھر پوچھا کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہاں' اور لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سب لوگوں نے روزہ رکھا تھا اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا تھا' پس ہم چاند کو دیکھ لیں گے یا پورے تیس روزے رکھ لیں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں سمجھتے؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا تھا، ہم تو چاند دیکھ لیں گے یا تیس دن پورے کریں گے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ اور شام جن کے درمیان تقریباً چھ سات سو میل کا فاصلہ ہے ایک ہی ملک شمار ہوتے تھے لیکن رؤیت ہلال میں اختلاف کی وجہ سے عیدین اور رمضان کی ابتداء وانتہا مختلف ہوتی تھی اور ہر شہر وعلاقہ کی علیحدہ علیحدہ رؤیت تسلیم کی جاتی تھی۔ اس طرح مکہ ومدینہ جن کے درمیان تقریباً پانچ سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے ایک ہی ملک بلکہ ایک ہی صوبہ حجاز کے شہر ہونے کے باوجود رؤیت مختلف تھی اور اسی کے اعتبار سے رمضان وعیدین منائے جاتے تھے۔ پاکستان اور سعودی عرب ودیگر اہم اسلامی ممالک کے درمیان ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہے وہاں کی رؤیت پاکستان والوں کے لئے کیسے معتبر ہوسکتی ہے؟ یہ شریعت اسلامیہ کی منشاء و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حکمت کے خلاف ہوگا، اگر سعودیہ وغیرہ کے ساتھ پاکستان والے صوم وافطار کریں گے، نمازیں ہم ایک وقت میں نہیں پڑھتے، طلوع وغروب میں بہت فرق ہے‘ عام طور پر پاکستان وسعودیہ میں دو گھنٹوں کا فرق ہے اور ہمارے نماز عشاء کے دو گھنٹے بعد اہل مکہ ومدینہ نماز عشاء اداء کرتے ہیں۔

حدیث مذکور پر صحیح مسلم میں امام نوویؒ نے اس طرح باب باندھا ہے:

[لكل أهل بلد رؤيتهم]

اسی طرح امام ترمذیؒ نے اس حدیث سے یہی ثابت کیا ہے کہ ہر شہر اور علاقے کی اپنے ہاں کی رؤیت معتبر ومقبول ہے اور اہل علم کا بھی یہی مسلک تحریر کیا ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے کہ ہر شہر کی رؤیت جدا ہے اور اپنے شہر کی رؤیت معتبر ہے۔ صرف قرب وجوار کی شہادت معتبر ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل دونوں سے ثابت ہے اور اس کی شریعت میں کوئی حد مقرر نہیں، لہٰذا اسے محدود کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ”تفسیر ماجدی“ میں مرقوم ہے: شَھِدَ وسیع معنی میں ہے یعنی جب ماہ رمضان کے شروع ہونے کا علم ہو جائے خواہ چاند کو براہِ راست دیکھ کر‘ خواہ دوسروں سے رؤیت کی خبر سن کر تو بیماروں‘ مسافروں‘ معذوروں کو چھوڑ کر اور سب لوگ روزہ رکھنا شروع کر دیں۔ رؤیت ہلال معتبر کہاں کی ہوگی؟ فقہاء نے اس کے جواب میں بڑی موشگافیاں کی ہیں لیکن صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اسی شہر یا بستی کی یا قرب وجوار کی بستیوں کی‘ سینکڑوں ہزاروں میل دور سے رؤیت ہلال کی خبریں منگانے کا تار، ٹیلیفون، ریڈیو وغیرہ کے ذریعے سے انتظام کرنا، یا کلکتہ کی رؤیت کو 1900 میل دور بمبئی (ممبئی) پر حجت گردانا شریعت اسلامی کی اصل روح پر ظلم کرنا ہے۔ اختلاف مطالع ایک صریح مشاہدہ کی چیز ہے‘ اسے کیونکر جھٹلایا جا سکتا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



وحدت ایک بڑی اہم چیز ہے لیکن اس کے لئے زبردستی کی کوششیں کرنا طبعی کو غیر طبعی کی حد تک پہنچا دینا ہے۔ چنانچہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

[واختلفوا اذا اخبر مخبر عن رؤية بلدة فلا يخلوانه يقرب اويبعد، فان قرب فالحكم واحد وان بعد فلأهل كل بلد رؤيتهم روى هذا عن عكرمة والقاسم وسالم وروى عن ابن عباس وبه قال اسحق واليه اشار البخارى (مسلم حديث باب لاهل كل بلد رؤيتهم]

اسی تفسیر قرطبی میں ایک روایت صحیح مسلم کے حوالہ سے اس مضمون کی درج ہے کہ ایک بار رمضان کے سلسلہ میں شام کی رؤیت کی خبر مدینہ میں پہنچی۔ دونوں جگہ کی تاریخوں میں فرق نکلا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کا حوالہ دے کر فتویٰ دیا کہ ہم تو یہیں کی رؤیت کا اعتبار کریں گے۔ اس کے بعد امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

[قال علماؤنا: قول ابن عباس: هكذا أمرنا رسول الله ﷺ، كلمة تصريح يرفع ذلك الى النبى ﷺ وبامره فهوحجة على ان البلاد اذا تباعدت كتباعد الشام من الحجاز فالواجب على اهل كل بلد أن تعمل على رويته دون رؤية غيره]

امام مسلمؒ کا شمار فقہا محدثین میں ہے۔ ان کی صحیح میں امام نوویؒ نے کتاب الصیام کے ایک بابُ کا عنوان یہی قرار دیا ہے۔ [باب بيان ان لكل بلد رؤيتهم وانهم اذا راؤالهلال ببلد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لا یثبت حکمه لما بعد عنهم] یعنی باب اس بیان میں کہ ہر شہر کے لئے رؤیت وہیں کی معتبر ہے اور جس بستی میں چاند دکھائی دے وہاں سے دور کی بستیوں پر وہاں کا حکم عائد نہ ہوگا اور باب کے تحت میں وہی حدیث لائے ہیں جو قرطبی کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے۔ اس حدیث کو محدث ابن منذرؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں انہی علماء ومحدثین کے حوالہ سے نقل کیا ہے: [وحکاه ابن المنذر عن عکرمة والقاسم وسالم واسحق وحکاه الترمذی۔]

امام نوویؒ شارح صحیح مسلم نے لکھا ہے:

[والصحیح عند اصحابنا أن الرؤیة لاتعم الناس بل تختص بمن قرب علی مسافة لاتقصر فیها الصلاۃ، فقیل ان اتفق المطلع لزمهم وقیل ان اتفق الاقلیم والا فلا۔]

کہ صحیح مسئلہ ہمارے علماء کے ہاں یہ ہے کہ رؤیت سارے انسانوں پر حجت نہیں بلکہ صرف اتنی مسافت والوں پر ہے جہاں تک نماز قصر نہ کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ جہاں تک مطلع متحد اور ایک ہو اور ایک قول ہے کہ ایک اقلیم (صوبہ وعلاقہ) کی حدود کے اندر اور اس کے آگے نہیں۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دور کی شہادت رد کرنے کی وجہ بیان کی ہے:

[انما رده لان الرویة لایثبت حکمها فی حق البعید] کہ انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے اس پر عمل کرنے سے اسلئے انکار کیا کہ رؤیت کا حکم دور دراز مقامات پر صادق نہیں آتا۔

علامہ ابن عبدالبرؒ مالکی نے اس مسئلہ پر اجماع نقل کیا ہے یعنی ایسے دور دراز ممالک جیسے خراسان اور اندلس ہیں ان میں ایک کے ہاں کا اعتبار دوسری جگہ نہیں کیا جائے گا۔

[وقال: اجمعوا على أنه لاتراعى الرؤية في مابعد من البلاد كخراسان والاندلس (فتح الباری) وقال ابن الماجشون والمغيرة من اصحاب مالك واجمعوا على انه لايراعى ذلك في البلدان النائية كالاندلس والحجاز] (بداية المجتهد)

روزہ، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ اپنے علاقہ کے چاند کے مطابق منائی جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ اور شہر والوں کے لئے ان کے ہاں کی رؤیت معتبر ہے' ایک ملک کی رؤیت دوسرے ملک والوں کے لئے معتبر نہیں، خواہ وہ سعودی عرب ہو یا شام و مصر اور پاکستان و ہندوستان۔

سید عبدالقدوس ہاشمی نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ''قمری مہینوں کے لئے ابتداء کی تعیین کا مسئلہ ایک مدت سے موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ رمضان شریف کی ابتداء عیدالفطر کے دن کی تعیین اور حج کی تاریخ کا معین کرنا ایک مسئلہ ہے جس پر بڑی مدت سے بحث ہو رہی ہے۔ بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اسی طرح قائم رکھا جائے۔ جیسے عہد رسالت سے اب تک قائم ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


بعض یہ چاہتے ہیں کہ اس کے لئے ایک دوامی کلینڈر شمسی مہینوں کی طرح بنا لیا جائے۔ اس طرح ایک ہی وقت میں ہر جگہ رمضان شروع ہوگا۔ ایک ہی دن سب جگہ عید ہوا کرے گی اور یہ بات ختم ہو جائے گی کہ مختلف ملکوں بلکہ مختلف شہروں یا ایک ہی شہر کے مختلف حصوں میں رمضان کی ابتداء مختلف دنوں میں ہو اور عید کی نماز مختلف دنوں میں ادا کی جائے۔

یہ مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ بڑا قدیم مسئلہ ہے، تیسری اور چوتھی صدی ہجری سے اس کی بار بار کوششیں ہوتی رہی ہیں اور قوت وسلطنت کے بل بوتے پر فاطمی خلفائے مصر نے ایک ایسا کلنڈر بنا بھی لیا تھا جو اب تک ان لوگوں میں جاری ہے جو ان خلفاء کو مذہبی پیشوا اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کا درجہ دیتے ہیں۔ سائنس اور فلکیات میں علم انسانی کی جدید ترقیاں بہت ہی قابل قدر ہیں اور یقیناً بہت سی باتیں جو اب ہمیں معلوم ہیں پہلے معلوم نہ تھیں، لیکن اس سے یہ قیاس کر لینا صحیح نہیں کہ منازل قمر اور چاند کی زمین کے گرد گردش بھی آج معلوم ہوئی ہیں۔ چاند کی زمین کے گرد گردش اور منازل قمر کے حسابات ہجری تاریخ کی تعین سے پہلے بابلی تمدن کے زمانہ ہی میں انسانوں نے معلوم کر لئے تھے اور بالکل صحیح طور پر حساب لگا لیا تھا کہ چاند کب شروع ہوتا ہے، کب دکھائی دیتا ہے اور کب ناقابل دید ہو جاتا ہے۔ ہندوستانی ماہرین فلکیات نے بھی بابل کے بعد اس پر قابل قدر کام کیا تھا اور پیدائش قمر، ظہور قمر، محاق وغیرہ کا صحیح حساب لگا لیا تھا۔ قرآن مجید کے نزول (تقریبا ۶۱۰ء-۶۳۲ء) سے ہزاروں سال پہلے سے انسانی علم پیدائش قمر (سوم جنم) اور منازل قمر وغیرہ کی تعین کر چکا تھا۔ قرآن مجید میں بھی منازل قمر کا ذکر سورۂ یونس کی پانچویں آیت میں موجود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ عہد صحابہؓ کے تذکروں میں اس کا نشان مل جاتا ہے اور جاہلی اشعار وضرب الامثال سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے۔

غرض یہ کہ اب تک جو یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا تو اس کی وجہ چاند کے طلوع و غروب سے متعلق انسانی علم کا فقدان نہ تھا۔ آج کے دور جتنا نہ سہی' لیکن اس قدر علم انسان کو حاصل ہو چکا تھا کہ وہ حساب کے ذریعہ اس کی تعیین کر سکتا تھا اور مسلمان ماہرین نے عملاً مختلف اوقات میں اس کے لئے زیچیں بنائیں بھی۔ مگر رمضان اور عید کے لئے ان کو عام طور پر قبول نہ کیا جاسکا۔ اس کے اسباب بالکل دوسرے ہیں' ہم اس جگہ ان میں سے چند وجوہ واسباب کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

① کیا یہ ضروری ہے یا کم از کم یہ کوئی بڑا ہی اہم اور مفید کام ہوگا کہ ساری دنیا میں رمضان ایک ہی وقت میں شروع کیا جائے اور عید الفطر ایک ہی وقت میں ہوا کرے؟؟

اس سوال کے جواب میں ہمیشہ یہ کہا گیا ہے اور آج بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ **محض طفلانہ ضد یا بال ہٹ ہے۔ نہ یہ ممکن ہے اور نہ اس سے کوئی غیر معمولی فائدہ حاصل ہوگا۔** رمضان کے روزے اور عید الفطر کی نماز عبادات میں وقت کی تعیین مقامی طلوع وغروب کے مطابق ہوتی ہے نہ مسلمانوں کے لئے یہ ممکن ہے اور نہ عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں کے لئے نہ تو قمری کلینڈر سے یہ ہوسکتا ہے اور نہ شمسی کلینڈر سے۔ طلوع وغروب کا فرق مختلف مقامات کے مابین بالکل واضح اور صریحاً حسی ہے۔ مکہ مکرمہ سارے مسلمانوں کا مرکزی شہر ہے۔ لیکن جس وقت وہاں صبح کی نماز ہوتی ہے اس وقت جکارتہ (انڈونیشیا) کے مسلمان صبح کی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ جکارتہ میں اس وقت آفتاب کافی بلند ہو چکا ہوگا اور فرانسسکو کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


مسلمان تو شاید عشا کی نماز سے بھی فارغ نہ ہو چکے ہوں گے اور تو اور مسلمانوں کے دو مقدس ترین شہر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں جو صرف ۲۴۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں، صبح کی اذان ایک ہی وقت میں نہیں ہوتی اور نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح عیسائیوں کی مذہبی تقریب عشائے ربانی جس وقت شہر کینبرا میں منعقد ہوتی ہے' اسی وقت لندن یا ڈبلن میں نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ کیپ ٹاؤن کے عیسائی جس وقت کرسمس کی عبادت کے لئے گرجاؤں میں جمع ہوتے ہیں' سان فرانسسکو یا وینزویلا کے عیسائی نہیں جمع ہوتے اور نہیں ہو سکتے۔ کسی نقشہ عالم میں دیکھ لیجئے' ۱۸۰ درجہ کے خط عرض البلد سے ایک طرف اتوار اور دوسری طرف پیر (سوموار) لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ طلوع و غروب کے فرق سے دو مقامات کے اوقات میں بارہ گھنٹے تک اختلاف ہو جاتا ہے۔

بالکل یہی حاصل دوسری قوموں کی عبادت کا ہے۔ بنارس کا ایک ہندو جس وقت شنکرات کا اوپاس شروع کرتا ہے۔ ڈربن یا کیپ ٹاؤن میں رہنے والا ہندو ٹھیک اسی وقت اوپاس نہیں شروع کر سکتا۔

یہودی تو بہت ہی سخت تنظیم رکھنے والی قوم ہے اور حساب کتاب میں بھی اس کا درجہ بہت بلند ہے لیکن اس کے باوجود یہ کبھی نہیں ہوتا اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے کہ صوم کبور کی ابتداء ہل سنکی کا یہودی تل ابیب کے وقت کے مطابق کر سکے، کیوں کہ مطالع کا فرق اس کی اجازت نہیں دیتا۔ نہ صومعات میں عبادتیں ایک وقت ہوتی ہیں اور نہ صوم کبور اور فسح ایک ہی وقت میں ہوتا ہے۔

دنیا کی اس صورت حال پر غور کرنے کے بعد سوچئے کہ ہماری یہ تمنا کہ ہماری نمازیں سب جگہ ایک ہی وقت میں ہوں اور ہمارے روزے سب جگہ ایک ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وقت میں شروع ہو جائیں۔کیسی معصوم طفلانہ تمنا نظر آتی ہے۔اس تمنا کو کیا نام دیا جائے؟

اب ذرا ایک دوسری طرح غور کیجئے' کیا ساری دنیا کے مسلمانوں کو رمضان وعید کے لئے ایک ہی کلینڈر دے کر بلکہ ایک ہی نظام اوقات دے کر اور مطلع کے اختلافات کو نظر انداز کر کے ہم کوئی بڑی مفید خدمت انجام دیں گے اور کسی بہت ہی مضر نقص کی تکمیل کر دیں گے؟

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں کہ ''رمضان کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے تھے اور پہلی نماز عید ۲ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ' ایک میدان میں ادا کی گئی تھی' چند سال تک تو مسلمان صرف مدینہ منورہ ہی میں تھے۔رسول اللہ ﷺ چاند کے ظہور حسی کے بموجب رمضان وعید کیا کرتے تھے' اس کے بعد عرب کے متعدد قبائل مسلمان ہو گئے اور وہ اپنی اپنی جگہ پر مقامی مطلع کے بموجب چاند دیکھ کر رمضان اور عید کیا کرتے تھے اور ان میں اختلاف بھی ہو جاتا تھا۔کہیں رمضان شنبہ کو اور کہیں یکشنبہ کو' کہیں عید سہ شنبہ ہوتی اور کہیں دوشنبہ کو۔اس زمانہ سے اب تک ہم ۱۴۲۸ھ رمضان اور عید کر چکے ہیں اور یہی سادہ سا طریقہ چاند دیکھ کر روزے شروع کرنے کا اور چاند دیکھ کر عید کرنے کا رائج رہا ہے۔کوئی بتا سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے تفریق کلمۃ المسلمین یا اور کوئی مضر اثرات پیدا ہوئے ہیں۔آخر وہ کونسا مضرت رساں نقص ہے جس کی تکمیل کے لئے یہ بے تابی اور جگر کاوی ہو رہی ہے۔خود عہد رسالت میں ۱۰ھ میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے چاند میں اختلاف رؤیت ہو گیا۔جس کے نتیجہ میں حجۃ الوداع میں قیام عرفہ جمعہ کے دن واقع ہوا۔حالانکہ مدینہ میں ۹ ذی الحجہ شنبہ کے دن تھا۔آخر اس سے خرابی کیا واقع ہوئی؟

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حج ایک ایسی عبادت ہے جس کا تمام تر تعلق مکہ مکرمہ اور اس کے قریب واقع ہونے والے منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سے ہے۔ اس میں مکہ کے مقامی مطلع کو معتبر سمجھا گیا اور ہمیشہ اس کے لئے مکہ کا مقامی طلوع وغروب ہی معتبر سمجھا جاتا رہا ہے۔ عقلاً و عملاً ایسا ہی ہونا چاہیے اور یہی ہوا۔ اب آج اگر کوئی یہ کہے کہ طنجہ میں صبح ہوتی ہی نہیں، جب حاجی عرفات میں پہنچ جاتے ہیں اور مراکش میں غروب آفتاب کو گھنٹوں باقی ہوتا ہے جب حاجی عرفات سے روانہ ہوکر مزدلفہ کی طرف چل پڑتے ہیں، اس لئے کسی حاجی کا حج صحیح نہیں ہوتا تو اس آدمی کی عقل ودانش کو کیا کہیں گے؟؟ یا کوئی یہ سوچے کہ جب حاجی عرفات میں پہنچتے ہیں اس وقت انڈونیشیا کے جزیرہ تیمور میں نہ صرف زوال آفتاب ہو چکتا ہے بلکہ ظہر کا وقت بھی ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اور عرفات میں جب ظہر کی نماز ہوتی ہے اس وقت سنگاپور میں رات ہوتی ہے۔ اس وجہ سے امت اسلامیہ کی یکجہتی اور اتفاق میں خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس دانشور کی دانش وری پر ماتم کرنے کے سوا کوئی اور کیا کرسکتا ہے؟

یہ کیسی دانش وری اور جدت پسندی ہے کہ ایک بے فائدہ اور محض طفلانہ ضد کی تکمیل کے لئے ہم قدرت کے بنائے ہوئے نظام سے ٹکرلیں اور منہ کی کھائیں۔

روزے اور عید کسی ایک مقام سے متعلق عبادتیں نہیں ہیں۔ یہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ہیں اور عملاً ساری دنیا میں مسلمان روزے رکھتے اور عید الفطر کے دوگانے ادا کرتے ہیں۔ اب اگر ہم رصدگاہوں کی امداد سے اور حسابی نتائج کے رو سے **ایک وقت مقرر کردیں گے تو کیا خود یہ عمل ایک بہت بڑے اختلاف کا دروازہ نہیں کھول دے گا؟ بلکہ عبادات میں بے جا دخل اندازی کی راہ نہیں** ہموار کردے گا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذرا سوچیے! کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم اس طرح امت مسلمہ کی خدمت انجام دینے کی بجائے، اس کو نقصان پہنچانے کا سبب بن جائیں گے۔ ایک ملک میں بلکہ ایک ہی شہر میں بھی اگر دو عیدیں ہو جائیں تو برا سا معلوم ہوتا ہے، لیکن صرف یہ ظاہر برا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور نہ آج تک کوئی نقصان پہنچا ہے۔

اگر اس بدنمائی کو ختم کرنے ہی کا عزم ہے تو ہر شہر اور ہر ضلع میں رؤیت ہلال کا مناسب اور قابل اعتماد انتظام کافی ہے۔ وہ بھی اس حد تک کہ مقامی طور پر رؤیت ہلال کی شہادت مہیا کی جائے اور اس شہادت کو اگر وہ قابل قبول ہو بنیاد بنا کر اس شہر یا ضلع میں رمضان وعید کے متعلق فیصلہ کر دیا جائے۔ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کہ طہران میں رؤیت ہلال کی شہادت پر زاہدان والوں کو رمضان کی ابتداء کرنے پر مجبور کیا جائے اور نوشکی کی شہادت پر عید کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مملکتوں کی سیاسی حدود، طلوع وغروب کی حدود نہیں ہیں۔ زاہدان سے نوشکی کا فاصلہ طہران سے زاہدان کے فاصلہ سے بہت کم ہے۔ رمضان اور عید کسی مملکت کے انتظامی امور نہیں ہیں کہ اس میں حدود مملکت کو معتبر قرار دیا جائے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ رمضان کے روزے پشاور میں چہار شنبہ کو شروع ہو جائیں اور کراچی میں پنج شنبہ کو شروع ہوں۔ نہ اس سے کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے اور نہ اس سے کسی نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس لئے سب جگہ کے لئے ایک وقت میں رمضان وعید شروع کرانے کی ہر کوشش کو فوراً ختم کر دینا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہم مل کر کرنے کے اور بہت سے کام ہیں جن کی طرف توجہ مبذول ہونی چاہیے، اس طفلانہ اور غیر دانشورانہ کام میں وقت اور توانائی کے ضائع کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیا ضرورت ہے؟؟

② شریعت اسلامی کے بموجب شہر رمضان کسے کہتے ہیں؟؟ قرآن مجید میں ہے:

[شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن۰]

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

[هدی للناس وبينات من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم ولعلكم تشكرون۰]

(سورة البقرة: ١٨٥)

''قرآن ہدایت ہے، ہدایت واعجاز کی بین دلیلیں ہیں تو جو تم میں اس ماہ کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر میں ہو تو اتنے ہی روزے دوسرے دنوں میں رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی ہو۔ چاہیے کہ اتنی ہی گنتی پوری کردو اور اللہ نے تم کو جو ہدایت دی ہے اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم شکر گذار ہو جاؤ۔''

اس آیت سے پہلے کی آیت ۱۸۴ میں بھی روزوں کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کے بعد کی تین آیتوں میں بھی روزہ ہی کے متعلق احکام وہدایات ہیں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس رمضان کے مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے وہ وہی رمضان ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ۶۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عیسوی میں ہوا تھا۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ وہ رمضان کیا پیدائش قمر (برتھ آف نیو مون) سے شروع ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رمضان کا شمار پیدائش قمر سے کیا تھا؟؟ یہ تو معلوم ہے کہ پیدائش قمر رؤیت ہلال سے کئی گھنٹے پہلے ہوتی ہے اور آج ہی نہیں اس وقت بھی لوگوں کو معلوم تھا لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پیدائش قمر سے ماہ رمضان کی ابتدا نہ اس وقت کی گئی تھی اور نہ اب کی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے بہ روایۃ صحیحہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

① [الا لا تقدموا الشهر اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطروا فان غم عليكم فاتموا العدة.] (مسند اهل البيت)

"خبردار! ماہ رمضان کو آگے نہ بڑھالو، جب چاند دیکھوتو روزے رکھو اور جب چاند دیکھ لوتو افطار کرلو، اگر چاند پر بادل ہو اور نہ دیکھ سکو تو (شعبان کی گنتی ۳۰ دن) پوری کرلو۔"

② [الشهر تسع وعشرون ليلة فلا تصوموا حتى تروه فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلثين] (كتاب الصوم)

"مہینہ ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے، جب تک چاند نہ دیکھو روزے نہ رکھو، اگر چاند نہ دکھائی دے تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

③ [عن ابى عبدالله عليه السلام انه قال كان على صلوات الله عليه يقول لا اجيز فى الهلال الا شهادة رجلين عدلين وفى رواية وليس بالراى ولا بالتظنى] (فروع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کافی کلینی ص ۳۶۰)

"ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، سیدنا علی صلوات اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاند کے بارے میں دو عادل آدمیوں کی شہادت کے بغیر فیصلہ نہیں کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ رائے اور ظن سے نہیں ہوگا۔"

یہ صرف تین روایتیں طول کلام سے احتراز کے لئے نقل کی گئیں ہیں۔ ورنہ احادیث میں ایسی بہت سی صحیح روائتیں موجود ہیں جن میں رمضان کو مقدم کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور چاند دیکھ کر رمضان کے شروع و ختم کرنے کی تاکید موجود ہے۔

بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ جس رمضان میں نزول قرآن مجید کی ابتداء ہوئی تھی یا وہ رمضان جس میں ۲ھ میں روزہ فرض کیا گیا تھا وہ پیدائش قمر (برتھ آف نیومون) سے نہیں شروع ہوتے تھے۔ اب اگر ہم یہ کر سکتے ہیں کہ فرمان و عمل نبوی اور عمل صحابہؓ سب سے اختلاف کر کے رمضان کی ایک یا دو دن پہلے ابتداء کر دیں تو آخر اس تکلف کی کیا ضرورت ہے؟ ہر سال فروری کے مہینہ کو کیوں نہ رمضان قرار دیں لیں؟ ۲ ہجری کا رمضان مدینہ منورہ میں از روئے حساب گریگوری ۲۵ یا ۲۶ فروری ہی کو شروع ہوا تھا۔ اس طرح یہ بھی فائدہ رہے گا کہ رمضان کبھی سخت گرمیوں میں پڑتا ہے اور کبھی برسات میں۔ فروری کو اگر رمضان قرار دے لیا جائے تو ہمیشہ سردیوں میں اور بڑے نرم دنوں میں روزے پڑا کریں گے اور روزے بھی ۲۸ ہی رکھنے پڑیں گے۔ کیا مسلمان اپنی عبادت کے مہینہ رمضان میں یہ تبدیلی پسند کریں گے؟؟ اور اگر خدانخواستہ مسلمان یہ کر لیں تو یہ خدا اور رسولؐ کے حکم سے صریح روگردانی اور عصیان نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوگا؟ اس بغاوت کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خدا اور رسولؐ کے فرماں بردار بھی رہ جائیں گے؟؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# لطیفہ یا المیہ؟!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس (منعقدہ 4 اکتوبر 2009) میں صوبہ سرحد کے امیر مولانا معراج محمد قریشی (کوہاٹ) نے بتایا کہ اس بار ہم سے بھی غلطی ہوئی کہ رمضان کی 28 تاریخ کو چند وہ حنفی علماء کرام جو پوپلزئی صاحب کے فقہی رجحان کے حامل ہیں اور چند دیگر افراد جن میں میرا بھانجا بھی تھا، ہمارے پاس آئے اور قسم کھا کر کہا کہ ''ہم نے چاند دیکھا ہے'' ہم نے ان کی قسم پر یقین کر کے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے خلاف ایک روز قبل عید الفطر ادا کر لی۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے پاس آ کر چاند دیکھنے کی قسم کھانے والوں نے محض اپنے مسئلہ کہ ''مغرب کی رویت مشرق والوں کے لیے کافی ہوتی ہے اور عید و رمضان سعودیہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔'' کی خاطر جھوٹی قسمیں اٹھائی تھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''اس دینی مسئلے کے لیے جھوٹی قسم کھانا جائز ہے۔'' جب ہمیں پتہ چلا کہ انہوں نے چاند دیکھنے کی جھوٹی گواہی دی ہے تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اعلان کر کے لوگوں کو بھی بتایا۔'' مولانا معراج محمد قریشی کے اس بیان کے بعد امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر مدظلہ العالی نے بتایا کہ ''سیالکوٹ میں ہمارے ایک مولانا نے ایک مسجد میں توبہ کے موضوع پر درس دیا، وہاں موجود ایک پٹھان بزرگ رونے لگا، جب اس سے وجہ پوچھی گئی تو وہ کہنے لگا، ''میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میں 23,22 سال تک سکے پر موجود چاند کو دیکھ کر رمضان اور عید کے چاند دیکھنے کی جھوٹی گواہی دیتا رہا ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حقیقت یہی ہے کہ چاند موجود ہو تو ضرور نظر آتا ہے، (مشہور ہے کہ "چاند چڑھے تو زمانہ دیکھتا ہے۔") اور اگر ایک کو نظر آ جائے تو وہ دوسرے کو بھی دکھا سکتا ہے۔ سرحد کے ان مخصوص علماء کو اگر چاند نظر آ جاتا ہے تو وہ ذرائع ابلاغ والوں اور زونل کمیٹی والوں کو کیوں نہیں دکھا سکتے ؟؟

**نوٹ:** اس بار شوال کا مہینہ 30 دن کا ہوا ہے۔ یعنی مسجد قاسم جان والوں کے حساب سے 31 دن کا۔ اور اس سال (2019) میں جب کے پی کے حکومت نے اُن کی تائید کرتے ہوئے عید الفطر کا اعلان کیا تو اُن کے 28 روزے تھے۔ (29واں روزہ عید کے بعد رکھنے کا اعلان کرنا پڑا۔) گویا اللہ تعالیٰ نے بھی بتا دیا ہے کہ کون کس طرح غلط بیانی سے محض فقہی مسئلہ کے مطابق بول کر اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پیدائش قمر کیا ہے؟!

## Birth of New Moon

قدرت نے یہ نظام جس طرح قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ چاند اپنے محور پر حرکت کرنے کے علاوہ زمین کے گرد بھی حرکت کرتا ہے اور اپنی یہ حرکت ۲۹ دن اور چند گھنٹے میں پوری کر لیتا ہے یعنی زمین کے گرد ایک پورا چکر اتنے دنوں میں تمام کرتا ہے، اس مدت کو اصطلاحاً قمری مہینہ کہا جاتا ہے۔ اس مدت میں چاند تقریباً ۶۲ گھنٹے دائرہ کے ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں سے سورج کی روشنی اس پر پڑ کر جب منعکس ہوتی ہے تو زمین پر نہیں پہنچتی۔ اس مدت کا اصطلاحی نام محاق ہے اس مدت میں زمین والوں کو چاند کسی وقت دکھائی نہیں دیتا۔ چاند ہوتا ہے اپنے مدار ہی پر اور جوزہر (ایک فرضی دائرہ) کے اندر ہی اور سورج کی کرن اس پر پڑتی رہتی ہے۔ مگر انعکاس ضوء جس زاویہ پر ہوتا ہے وہ زمین سے الگ ہوتا ہے۔ کسی اور ستارہ سے دیکھا جائے یا زمین سے اتنے فاصلہ سے دیکھا جائے کہ زمین کا سایہ حائل نہ ہو تو چاند اس مدت میں بھی چمکتا ہی نظر آئے گا۔ البتہ زمین سے یہ نظر نہیں آسکتا۔ چاند جب یہ فاصلہ تقریباً ۶۲ گھنٹے میں طے کر چکتا ہے اور اپنے مدار پر اس جگہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس پر پڑنے والی سورج کی کرنیں منعکس ہو کر زمین پر پڑنے لگتی ہیں۔ تو اس وقت کو چاند کی پیدائش کا وقت (برتھ آف نیو مون) کہتے ہیں، سنسکرت میں اسے سوم جنم کہا جاتا ہے۔

دن کے وقت سورج کی روشنی کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح شفق کی روشنی بھی رؤیت ہلال سے روکتی ہے۔ اس لئے پیدائش قمر کے بعد جن جن مقامات پر غروب آفتاب اتنی دیر کے بعد ہوتا ہے کہ چاند مقامی افق پر کم از کم ۱۲ درجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بلند ہو چکا ہو وہاں سے قمری مہینہ کا چاند دکھائی دیتا ہے اور جہاں کے افق پر چاند کے ۱۲ درجہ بلند ہونے سے پہلے سورج غروب ہو چکا ہوتا ہے وہاں چاند شفق کی سرخی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور دکھائی نہیں دیتا۔ چونکہ یہ شب چاند کی پیدائش کے بعد کی دوسری شب ہوتی ہے اس لئے اس کو چندر مان دوج کہا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ رؤیت ہلال اس شام کو ہوگی۔ ہندی کے ایک شاعر کا مشہور شعر ہے:

آج چند مان دوج ہے جگ چتوت اوہ کی اور
مورے اور دامتر کے نین ہوئے اک ٹھور

جیسے رؤیت ہلال کا وقت ساری زمین کے ہر افق پر ایک نہیں ہوسکتا اور یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ ساری دنیا میں رؤیت ہلال ایک ہی وقت پر ہو جائے بالکل اسی طرح پیدائش قمر بھی ساری دنیا کے لئے ایک نہیں ہوسکتا۔ زمین کا آدھا حصہ سورج کی محاذاۃ سے اور آدھا حصہ چاند کی محاذاۃ سے خارج ہوتا ہے۔ اس لیے پیدائش قمر کا وقت بھی مختلف حصہ زمین کے لئے مختلف ہوتا ہے۔

اس بات کو ذہن نشین کر کے سوچئے کہ اگر ہم رمضان کی ابتداء و انتہا کے لئے رؤیت ہلال نہیں بلکہ پیدائش قمر کو نقطہ آغاز قرار دیں تو نہ صرف یہ کہ ہم خدا اور رسول کے صریح احکام کی نافرمانی کے مرتکب ہوں گے بلکہ اس گناہ کے بعد بھی اختلاف مطالع کی وجہ سے اسی گرداب میں گرفتار رہیں گے جو رؤیت ہلال میں اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جہاں تک اوقات میں اختلاف کا تعلق ہے اس میں ذرہ برابر فرق نہیں آئے گا۔ ہر افق کے لئے پیدائش قمر کا الگ الگ حساب کرنا ہی پڑے گا اور ایک ایسا جدول بنانا پڑے گا جو بارہ گھنٹوں کے باریک فرق کو ہر افق کے ساتھ ظاہر کر سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اب ایک صورت اور رہ جاتی ہے اس پر بھی لگے ہاتھوں غور کرتے چلیں، وہ صورت یہ ہے کہ ہم رمضان کے مہینہ کی ابتداء تو کریں ظہور قمر سے، یعنی چندرمان کے جنم سے نہیں بلکہ چندرمان دوج سے لیکن اس کے لئے حساب کو کافی قرار دیں، رؤیت ہلال یعنی چاند دکھائی دینے کی شرط کو ختم کردیں۔

ایسا طریقہ اختیار کرنے میں ہم دو قسم کے وبالوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اول تو یہ کہ خدا اور رسولؐ کے حکم سے تجاوز بلکہ نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔ قرآن مجید میں جہاں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے وہاں اس کی پوری ہیئت اور طریقہ کا ذکر نہیں۔ اس کی تعیین کہ کتنی رکعتیں کس وقت پڑھی جائیں گی، کس طرح پڑھی جائیں گی، ایک رکعت میں قیام، ایک رکوع، ایک قومہ دو سجدے وغیرہ وغیرہ یہ ساری تفصیلات ہمیں رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل سے ملی ہیں۔ ہم اگر ان چیزوں میں سے سب کو یا کسی ایک کو بدل دیں تو وہ چاہے کچھ کہلائے۔ اللہ و رسولؐ کی بتائی ہوئی عبادت صلوٰۃ (نماز) نہیں ہوگی۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ روزہ کیا ہوتا ہے، کیسے رکھا جاتا ہے اور رمضان شریف کی ابتداء وانتہا کیسے ہوتی ہے؟؟ یہ ساری باتیں ہم کو رسول اللہ ﷺ کے اقوال واعمال سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان سے روگردانی کر کے کوئی اور طریقہ اختیار کریں گے تو وہ رمضان نہیں ہوگا اور نہ ہمارے روزے اللہ و رسولؐ کے بتائے ہوئے عبادتی روزے ہوں گے۔ ہم چاہے اس کا کچھ بھی نام رکھ لیں اسے عبادت نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ عبادت نام ہے فرمانبرداری کا، عقلی وعلمی جولانیوں کا نام عبادت نہیں ہوسکتا۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص ہر رکعت میں صرف ایک ہی سجدہ کرے اور دوسرے سجدہ کو غیر ضروری قرار دے کر چھوڑ دے تو یہ نماز عبادت نہیں ہوگی۔ تعبدی امور میں اس قسم کی من مانی کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گنجائش نہیں ہوا کرتی۔

دوسرا وبال جو اس طریقہ میں آتا ہے وہ اختلاف مطالع کی پابندی کے ساتھ طویل جدولوں کی تیاری کا کام ہے، کرۂ زمین کے مختلف حصوں میں ظہور قمر کے وقت کی تعیین کرنا پڑے گی۔ ہم حساب کی مدد سے یقیناً اس کی تعیین تقریباً یقینی حد تک کر سکتے ہیں لیکن یہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ ہر سال کے رمضان کی ابتداء میں زمین کا فاصلہ سورج سے یکساں نہیں رہتا اور نہ محاذاۃ شمسی وقمری کی حالت ایک سی رہتی ہے اس لئے ہر سال کے لئے علیحدہ ہوگا۔ ایک سال کا دوسرے اور تیسرے سال میں صحیح نہیں رہے گا۔ زمین کا مدار سورج کے گرد بیضوی ہے گول نہیں۔ کبھی زمین سورج سے قریب ہوتی ہے اور کبھی بعید' قریب ہونے کی حالت محاذاۃ کا دائرہ تنگ ہو جاتا ہے اور بعید ہونے کی حالت میں پھیل جاتا ہے، اس کا اثر ظہور پر پڑتا ہے۔ زمین کی حرکت سورج کے گرد کبھی سریع ہوتی ہے اور کبھی بطئی، اس کا اثر پیدائش قمر پر پڑتا ہے، فاصلہ کے بدلنے سے انعکاس ضوء متاثر ہوتا ہے۔

ان ساری باریکیوں پر قابو پا کر ہم اگر ہر سال ایک نیا جدول بنا بھی لیں تو پھر ہمیں ہر مسلمان تک اس کے پہنچانے کی ایک لاینحل مصیبت سے واسطہ پڑتا ہے' کیا وہ دور افتادہ جزیروں، دیہاتوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کرنے والے سارے مسلمانوں تک یہ جدول پہنچا سکیں گے؟ اگر نہیں تو پھر کیا ہوگا۔ شہروں کے رمضان اور ہوں گے اور دیہاتوں کے اور پھر ان ساری پریشانیوں اور اللہ ورسولؐ کے احکام کی نافرمانیوں سے حاصل کیا ہوا؟؟؟

خلاصہ یہ کہ رمضان کے لئے از روئے حساب چاند نکلنے کے وقت کی تعیین اور اس پر ساری دنیا کے مسلمانوں سے عمل کرانے کی تمنا محض بے فائدہ، ناقابل عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور طفلانہ ضد کے سوا کچھ نہیں ہے اس عمل سے فائدہ تو نہیں البتہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ رمضان اور عید میں جو اختلاف وقت دکھلائی دیتا ہے وہ اختلاف مطالع کی وجہ سے ہے' یہ باقی رہے گا۔ اس کے باقی رہنے سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی اور کبھی پیدا نہیں ہوگی۔ البتہ اس کے مٹانے کی کوشش سے بہت سی خرابیوں کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

رمضان کی ابتداء وانتہا دونوں رؤیت ہلال ہی سے ہونی چاہئیں۔ اس کے خلاف ہر کوشش اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کے خلاف ہے، ہمیں اس سے احتراز لازم ہے۔ اس سے افتراق امت کا اندیشہ ہے اور اختلافات کے بہت بڑے بڑے دروازے کھل جانے کے علاوہ عبادات اور دینی امور میں بے ضرورت دخل اندازی پر دانشوری کے مدعیوں کی جرأت اور بڑھ جائے گی جو ہمارے لئے کسی طرح مفید ثابت نہیں ہوسکتی۔

حسابات کے ذریعہ ہم یہ تو کردیں گے کہ چاند کس مقام پر کب اور کس وقت دکھائی دے گا۔ لیکن یہ یقین ہم نہیں دلا سکتے کہ حقیقتاً اس مقام پر چاند ضرور دکھائی دے گا تو ایسی جگہ جدول کے خلاف لوگ ایک طوفان برپا کردیں گے اور ایک جدید قسم کے فتنہ سے امت مسلمہ کو دوچار ہونا پڑے گا۔

اگر ابتدائے رمضان کے لئے رؤیت ہلال کی شرط ہم ہٹا دیں تو ہم فرمان نبوی ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی صریح مخالفت کے مرتکب ہوں گے اور فائدہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ حج کا تعلق ایک ہی افق سے ہے اور حاجی ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں، وہاں اگر حسابی طریقہ پر تاریخ حج کی تعیین کردی جائے یا کردی جاتی ہے تو حکومتی نظام اور ایک ہی جگہ سب کے جمع ہونے کی وجہ سے کام چل جاتا ہے۔ اگرچہ یہ طریقہ صرف حج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے لئے بھی خلاف سنت اور نہایت ہی مکروہ طریقہ ہے۔نو دن کا طویل وقت ہوتا ہے، پہلے کی طرح رؤیت کی شہادت لے کر اعلان کر دیا جائے تو بہتر ہے لیکن رمضان وعید کے لئے تو یہ طریقہ کبھی نہیں چل سکتا، ہر جگہ کے مسلمان روزے رکھتے اور نماز عید پڑھتے ہیں۔سب کے لئے مقامی مطلع کو نظر انداز کر دینے کا یہ طریقہ نا قابل قبول ہو سکتا ہے اور نہ دانشمندی قرار دیا جا سکتا ہے۔اسے یقیناً نا قابل قبول ہونا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ایک سوال؟!

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات متفق علیہ ۱۲ ربیع الاول، سوموار کے دن ہوئی تھی۔ جب ہم نے حساب کیا تو یہ بات ثابت نہ ہوئی۔ وہ اس طرح کہ بالاتفاق حجۃ الوداع، حج اکبر تھا۔ یعنی یوم عرفات (۹ ذی الحجۃ) کو جمعۃ المبارک کا روز تھا۔ اس لحاظ سے ذی الحجۃ کی پہلی لامحالہ جمعرات کے روز ہوئی، اب غور کیجئے کہ

1 یکم ذی الحجۃ جمعرات کو ہوئی تو 29 ذی الحجۃ کو بھی جمعرات ہوئی اور 30 کو جمعہ اس طرح یکم محرم کو ہفتہ، 29 محرم کو بھی ہفتہ (اور اگر محرم کو 29 دن کا رکھیں تو) یکم صفر کو اتوار، 29 کو بھی اتوار (اگر اسے 30 دن کا کریں) 30 صفر کو سوموار، اس طرح یکم ربیع الاول، منگل کے روز ہوگی۔ لہٰذا پہلی سوموار 7 ربیع الاول کو اور دوسری 14 کو۔ یاد رہے کہ اس شکل میں ہم نے ذی الحجہ 30 کا اور محرم 29 دن کا اور صفر 30 دن کا کیا ہے۔

2 اگر ذی الحجہ 30 دن کا اور محرم اور صفر 29,29 کے کیے جائیں تو معاملہ یوں ہوگا کہ یکم ذی الحجہ جمعرات = جمعرات 29 ذی الحجہ، 30 ذی الحجہ جمعہ۔

یکم محرم = ہفتہ 29 محرم = ہفتہ

یکم صفر = اتوار 29 صفر = اتوار

یکم ربیع الاول سوموار (یہ پہلی سوموار ہے)

دوسری سوموار = 8 ربیع الاول کو، تیسری 15 ربیع الاول کو۔

3 اب ہم ذی الحجہ، محرم، صفر تینوں کو 29,29 کا کرتے ہیں تو نتیجہ کچھ یوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نکلتا ہے کہ

یکم ذی الحجہ = جمعرات 29 ذی الحجہ = جمعرات

یکم محرم الحرام = جمعہ 29 محرم = جمعہ

یکم صفرالمصفر = ہفتہ 29 صفر = ہفتہ

یکم ربیع الاول = اتوار

پہلی سوموار 2 ربیع الاول، دوسری 9 ربیع الاول کو اور تیسری 16 ربیع الاول کو۔

4 اب آخری طرح سے حساب کریں تو ایسے ہوگا کہ تینوں کو 30 دن کریں یعنی

یکم ذی الحجہ = جمعرات 29 ذی الحجہ جمعرات = 30 ذی الحجہ جمعہ

یکم محرم = ہفتہ 29 محرم = ہفتہ 30 محرم اتوار

یکم صفر = سوموار 29 صفر

سوموار = 30 صفر منگل یکم ربیع الاول بدھ

آخری حساب سے پہلی سوموار 6 ربیع الاول کو دوسری 13 ربیع الاول کو ہو گی۔

اب ان مندرجہ بالا چار صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں اور ان چاروں صورتوں سے ظاہر ہے کہ سوموار کسی بھی طرح 12 ربیع الاول کو نہیں آتی۔ جب کہ یہ متفق علیہ بات کہ آپ کی وفات 12 ربیع الاول کو سوموار کے روز ہوئی۔

اب صرف دو ہی باتیں ہیں کہ یا تو یہ مانا جائے کہ آپ ﷺ کی وفات 12 ربیع الاول کو نہیں ہوئی یا پھر مکہ اور مدینہ کی رؤیت میں فرق کی وجہ سے (آخری اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چوتھی صورت کے مطابق ) حساب صحیح نہیں آرہا۔اب بتایئے ان دو میں سے کون سی بات صحیح ہے؟؟؟

امام ابن حجرؒ نے بھی یہی فرمایا کہ اگر حساب صحیح کرنا ہے اور 12 ربیع الاول کو سوموار لانا ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ مکہ اور مدینہ کی رؤیت کو الگ الگ ماننا پڑے گا۔

چوتھی صورت اس کی وضاحت کرتی ہے اور اگر مکہ اور مدینہ میں فرق نہیں تو یا پھر آپ ﷺ کی وفات کی تاریخ 12 ربیع الاول بروز سوموار کا انکار کیا جائے یا پھر اس کو ثابت کیا جائے۔ یہ امر واقع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کا یوم عرفات یعنی 9 ذوالحجۃ جمعۃ المبارک کے روز تھا مگر مدینہ میں 9 ذوالحجۃ ہفتہ کے روز تھا یعنی واضح طور پر مکہ اور مدینہ کی تاریخوں (رؤیت) میں فرق تھا۔ (واللہ اعلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس کی قرارداد

## (حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کے قلم سے رپورٹ)

یہ بات مسلم ہے کہ اس کائنات کا نظام کچھ قوانین اور دستوروں کے تابع ہے، جنہیں اس بڑے عالمی مقام اور زبردست قدرت والی ذات جل جلالہ نے مقرر فرمایا ہے،، جس کی تخلیق، نظم اور مہارت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔

اسی تخلیق کا ایک کرشمہ سورج اور چاند کی تخلیق ہے، جن کے ذریعے زمانہ، سالوں اور (مہینوں کے) حساب کی پہچان ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے، یہ سب اُس ذات کا مقرر کیا ہُوا نظام ہے کہ جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور علم بھی کامل ہے۔ اور چاند ہے کہ ہم نے اُس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کردی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہوکر رہ جاتا ہے۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا کر پکڑے اور نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے اور یہ سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔''
(یٰسین: ۳۹-۴۰)

www.kitabosunnat.com

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''سورج اور چاند ایک حساب میں جکڑے ہوئے ہیں''۔ (الرحمٰن: ۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے:

”اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا اور چاند کو سراپا نور اور اُس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کر دیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کر سکو۔ اللہ نے یہ سب کچھ بغیر کسی صحیح مقصد کے پیدا نہیں کر دیا، وہ یہ نشانیاں اُن لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، جو سمجھ رکھتے ہیں“۔ (یونس: ۵)

نیز اللہ تعالیٰ نے چاند کو مہینوں کے آغاز کی پہچان بنایا ہے تاکہ لوگ اس کے ذریعے اپنے اپنے اوقات متعین کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ انہیں بتا دیجئے کہ یہ لوگوں کے (مختلف معاملات) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لئے گئے ہیں“۔ (سورۃ البقرہ: ۱۸۹)

اور جبکہ نئے مہینوں کا چاند ثابت ہونے کا تعلق حج اور روزہ جیسی عبادات کے ساتھ ہے جو ارکان اسلام میں سے ہیں، نیز قمری مہینے بہت سے شرعی احکام، مثلاً عدت، ایلاء اور کفاروں کے لئے بنیادی معیار ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی“۔ (سورۃ البقرہ: ۲۳۴)

”جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں (یعنی ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں) ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے“۔ (سورۃ البقرہ: ۲۲۶)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نیز اللہ تعالیٰ نے قتل خطا اور ظہار کے کفاروں کے بارے میں فرمایا ہے:

"تو اس پر فرض ہے کہ دو مہینے تک مسلسل روزے رکھے"۔ (سورۃ النساء:۲)

اور رسول اللہ ﷺ نے کئی احادیث مبارکہ میں ماہ رمضان کے آغاز اور اختتام کو جاننے کا طریقہ بیان فرمایا ہے جو کہ عینی رؤیت ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"(چاند) دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر عید الفطر مناؤ"۔ (رواہ البخاری)

اور امت اسلامیہ عہد نبوت سے اسی طریقے پر کاربند چلی آتی ہے۔ البتہ ماہ رمضان کے آغاز اور اختتام اور ماہِ ذی الحجہ کے آغاز کے سلسلہ میں کچھ مشکلات اور تنازعات ظاہر ہوتے ہیں۔ نیز عصر حاضر میں باہم دور علاقوں کے درمیان فاصلے زیادہ سمٹ گئے ہیں اور باہم رابطے کے جدید وسائل نے فروغ پایا ہے، یہاں تک کہ پوری دنیا میں اس کے تمام اطراف دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں، نیز اس دور میں دنیا پر محیط افقوں میں طرح طرح کے بخارات، گیسز اور دھویں وغیرہ نے فضائی آلودگی کو بہت بڑھایا ہے، جبکہ شعاعی آلودگی، ہوائی جہازوں کی کثرت اور مصنوعی سیارے جو فضاء میں تیرتے ہوئے روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔ عینی رؤیت پر اثر انداز ہوتے میں اس کے علاوہ ہیں:

ان اور دیگر وجوہات کی بنا پر ہلال کے ثبوت اور رویت کے بارے میں اختلاف میں اضافہ ہوا ہے، یہاں تک کہ بعض اسلامی ممالک کے درمیان قمری مہینوں کے آغاز کے سلسلے میں تین تین دن تک کا فرق واقع ہوا ہے، لہٰذا یہ قضیہ مسلمانوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لئے ایک مشکل معاملہ بن گیا ہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس پر غور کے لئے متعدد سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کی جا چکی ہیں اور بعض فقہی مجامع اور شرعی مجلسوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش بھی کیا گیا، لیکن تنازعہ اپنی جگہ باقی ہے، لہٰذا اس کی بہت ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر گہرائی کے ساتھ غور کیا جائے، جس میں شرعی احکام کی رعایت کے ساتھ ساتھ علم ہئیت اور اس کے حسابات اور رصد گاہوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ترقی مقدر فرمائی ہے ۔اس سے بھی استفادہ کیا جائے، تا کہ مختلف نقطہ ہائے نظر کا جائزہ لے کر (مسئلے کے) مؤثر حل تک رسائی ہو سکے۔

رابطۃ العالم الاسلامی کی المجمع الفقہ الاسلامی نے مسلمانوں کے مسائل کے حل پیش کرنے کی اپنی ذمہ داری اور موضوع پر غور کی شدید ضرورت کے پیش نظر قمری مہینوں کے اثبات پر علمائے شریعت اور ماہرین فلکیات کی باہم گفتگو کے لئے ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جو 19 تا 21 ربیع الاول 1433ھ بمطابق 11 تا 13 فروری 2012ء کے دوران جاری رہیں۔

"اندرون وبیرون سعودی عرب کے مختلف شرعی اداروں، یونیورسٹیوں اور اختصاصی تحقیقی اداروں سے منتخب علماء اور ماہرین ہئیت نے اس کانفرنس میں شرکت فرمائی جو کہ دنیا کے مقدس ترین مقام پر، یعنی مکہ مکرمہ، کعبہ شریف کے علاقے میں اور خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز (حفظ اللہ تعالیٰ ورعاہ) کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔

شرکاء کانفرنس، پیش کردہ مقالوں کو دیکھنے، ان کے خلاصوں کو سننے اور پیش کردہ Presentations کو دیکھنے اور اس کے نتیجے میں ہونے والے مناقشوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے بعد درج ذیل باتوں کی تاکید کرتے ہیں:

① قمری مہینے کے آغاز اور اختتام کے ثبوت کے لئے اصل (میعار) چاند کو دیکھنا ہے، **چاہے وہ نری آنکھ سے ہو یا رصد گاہوں اور دیگر فلکی آلات کے ذریعے ہو اور اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینے کے تیس دن مکمل کئے جائیں گے۔**

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''(چاند) دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر عیدالفطر مناؤ۔ (البتہ) اگر چاند تم سے پوشیدہ رہ جائے تو شعبان کی تعداد کو تیس مکمل کرو''۔(رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مہینہ انتیس راتوں کا ہوتا ہے، لہٰذا روزہ (اس وقت تک) نہ رکھو جب تک کہ تم (چاند) کو دیکھ نہ لو اور اگر ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن) کا حساب لگاؤ''(رواہ البخاری)

اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند دیکھ نہ لو اور عیدالفطر نہ مناؤ جب تک اسے نہ دیکھ لو، (البتہ) اگر تمہیں ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن کا حساب لگاؤ''۔(رواہ البخاری)

یہ اور اس جیسی احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ قمری مہینوں کے آغاز اور اختتام کا اصل میعار چاند کو دیکھنا ہے۔

② سال کے ہر مہینے میں چاند کی جستجو واجب علی الکفایہ ہے، کیونکہ اس عمل پر دیگر واجبات موقوف ہیں، اس بات کی تائید آنحضرت ﷺ کے عمل اور تقریر سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے دنوں کا حساب رکھنے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ اہتمام فرماتے تھے، پھر رمضان کا (چاند) نظر آنے پر آپ ﷺ روزہ رکھتے، البتہ اگر ابر کی بنا پر (رمضان کا) چاند نظر نہ آتا تو آپ ﷺ (شعبان) کے تیس دن گن کر پھر روزہ رکھتے''۔ (رواہ ابوداؤد)

اور ابن حبان اور ابن خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: ''شعبان کے ہلال کا حساب رکھنے میں دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ اہتمام فرماتے تھے''۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (ایک موقع پر) لوگوں نے چاند کی جستجو کی، چنانچہ مَیں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ مَیں نے (چاند) دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا''۔ (رواہ ابوداؤد)

③ یہ ضروری ہے کہ گواہی دینے والے شخص میں گواہی کو قبول کرنے کی معتبر شرائط پائی جائیں اور اس کے موانع اس میں نہ ہوں، نیز نگاہ کی تیزی کے بارے میں اطمینان کیا جائے اور اس بات کا بھی اطمینان کیا جائے کہ چاند دیکھنے کے وقت رؤیت کی کیفیت کیا تھی اور اس جیسی باتوں کا اطمینان کیا جائے جس سے اس کی شہادت کے بارے میں شک کی گنجائش نہ رہے۔

④ فلکی حساب ایک مستقل علم ہے جس کے اپنے اصول اور قواعد ہیں۔ اس کے بعض نتائج کی رعایت رکھنا مناسب ہے، جیسا کہ چاند اور سورج کے اقتران کا وقت، چاند کا سورج کی ٹکیہ سے پہلے یا بعد میں غائب ہونا اور یہ کہ چاند کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اونچائی اس کے سورج کے ساتھ اقتران ہونے کے بعد والی رات میں کتنی ہوگی؟

اسی وجہ سے چاند دیکھنے کی گواہی کو قبول کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ چاند کا نظر آنا علم ہیئت کے مسلم اور قطعی حقائق جو معتبر فلکی اداروں سے صادر ہوتے ہیں، ان کے مطابق ناممکن نہ ہو، مثلاً (چاند اور سورج کے (ٹھیک اقتران کے وقت، یا غروب آفتاب سے پہلے چاند کے غروب ہونے کی صورت میں۔

⑤ ایک ملک کی مسلم اقلیتوں کے لئے اس ملک کے بعض علاقوں میں چاند کو دیکھنا باقی علاقوں کے مسلمانوں کے لئے کافی ہوگا، تا کہ ان کا روزہ اور عید ایک ساتھ ہوں۔

⑥ جن ممالک میں مسلم اقلیتیں مقیم ہیں اور انہیں چاند نظر آنا کسی وجہ سے ممکن نہیں تو وہ قریب ترین مسلمان ملک کی رویت پر عمل کریں، یا ایسے قریب ترین ملک کی رویت پر جہاں مسلمان آبادی ہو اور جہاں رویئت کا ثبوت اس مسلمان آبادی کے کسی نمائندہ ادارے مثلاً مرکز اسلامی وغیرہ، کی طرف سے صادر ہوا ہو۔

⑦ قمری مہینوں کے آغاز کا فیصلہ کرنا، جبکہ اس کے ساتھ عبادات کا تعلق ہو، ایک شرعی معاملہ ہے، چنانچہ اس کی ذمہ داری علماء شریعت پر عائد ہوتی ہے، جنہیں با اختیار اداروں نے مقرر کیا ہو، یا ایسے لوگوں نے جو با اختیار اداروں کے حکم میں ہوں اور ماہرین ہیئت اور فلکی اداروں کی ذمہ داری چاند کی ولادت، اس کے مقام اور کرۂ ارضیہ میں کسی بھی جگہ رویت کے حالات کے سلسلے میں دقیق حساب اور دیگر معلومات فراہم کرنا ہے جو ان کے خاص شرعی اداروں کے لئے صحیح اور دقیق فیصلہ صادر کرنے میں معین ثابت ہوں۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



⑧ **لوگوں کے مصالح اور معاملات (میں آسانی) کی خاطر شریعت جدید علوم، جیسے ترقی یافتہ فلکی حساب اور فلکی رصد سے استفادے کو منع نہیں کرتی، کیونکہ اسلام سائنس اور اس کے حقائق سے معارض نہیں۔**

⑨ جب کسی مہینے کا آغاز کسی شرعی ادارے کے ذریعے ثابت ہو جائے اور اس پر مسلمان ملک کے سربراہ نے اعتماد کیا ہو، تو اس کے بارے میں بحث ومباحثہ میں پڑنا اور شکوک پیدا کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے جس میں حاکم کے فیصلے سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

⑩ مسلمان حکومتوں کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ رویت کے وسائل اور چاند کی جستجو کے لئے کچھ اداروں کو مختص کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ اس سلسلے میں **کانفرنس ان اسلامی ممالک کی کاوشوں کا خیر مقدم کرتی ہے، جنہوں نے رصدگاہیں نصب کرنے کا اہتمام کیا ہے جن میں سرفہرست سعودی عرب کا ''شاہ عبدالعزیز شہرِ سائنس اور ٹیکنالوجی'' ہے۔**

⑪ کانفرس رابطہ عالم اسلامی کو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ ایک ایسا علمی ادارہ تشکیل دے جو علماء شریعت اور ماہرین ہیئت پر مشتمل ہو، تاکہ وہ دونوں میدانوں میں جو تحقیقی کام ہوا ہے اور جو مقالات پیش ہوئے ہیں اور اس مسئلے پر منعقد ہونے والی دیگر کانفرنسوں اور سیمیناروں میں جو مقالات پیش ہوئے ہیں نیز فقہی مجامع یا علماء اکابر کی مجلسوں یا اسلامی تحقیقی اداروں کی طرف سے جو مواد جاری ہوا ہے، ان سب پر غور کرے اور اس بات کی کوشش کرے کہ قمر مہینوں کے آغاز میں یکسانیت پیدا کرنے کے سلسلے میں اتفاق پیدا ہو جائے اور مکہ مکرمہ کو فلکی رصد کے مرکز کے طور پر اور ہجری تاریخ میں یکسانیت پیدا کرنے کے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کلینڈر کے صدور کے لئے اعتماد کیا جائے، یہ ادارہ عالم اسلام کے اختصاصی شرعی اور فلکی اداروں کے ساتھ رابطہ اور ان کے درمیان یک جہتی پیدا کرنے اور اس ادارے کا مرکز رابطہ عالم اسلامی میں ہو اور مکہ مکرمہ میں واقع ہو جو اسلام کا خیر و برکت والا دھڑکتا ہوا دل ہے۔

یہ ادارہ اسلامی ممالک کے فقہی مجامع اور فتوٰی کے اداروں، یا ان کی طرف سے تجویز مختص علمائے شریعت اور ماہرین ہیئت پر مشتمل ہو، جو اپنی تحقیق کے نتائج اور اس کانفرنس سے صادر ہونے والی باتوں کو رابطے کی المجمع الفقہی کے سامنے پیش کرے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

مولانا تقی عثمانی بتاتے ہیں کہ ''رابطہ عالم اسلام کی اسی عالمی کانفرنس میں سعودی عرب کے وہ اہل حل وعقد بھی شریک تھے، جو سعودی عرب میں رویت ہلال کا انتظام اور اعلان کرتے ہیں، نیز عالم اسلام کے مختلف خطوں سے رؤیت ہلال کا انتظام کرنے والے اور فلکیات کے ماہرین بھی شریک تھے، اس اجتماع کے نتیجے میں سعودی عرب کے اعلانِ رؤیت کے بارے میں بھی بہت سے امور واضح ہوئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ماضی میں سعودی عرب کی طرف سے بکثرت رویت کا اعلان ایسے دن ہوتا رہا ہے جب کہیں اور چاند نظر نہیں آیا، اس وجہ سے بعض حضرات، اس شک کا اظہار کرتے رہے ہیں کہ شاید وہاں حقیقی رویت کی بجائے اُس تقویم کے مطابق عمل کیا جاتا ہے جو ''تقوم ام القریٰ'' کے نام سے موسوم ہے۔

یہ خیال بالکل غلط ہے: ''تقویم ام القریٰ'' درحقیقت دفتری امور انجام دینے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ رمضان اور عیدین وغیرہ کا تعین اس کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ اس مؤتمر کے دوران سعودی عرب کے انتظام رویت کے بارے میں بھی مفصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رپورٹ پیش کی گئی جس کا حاصل یہ تھا کہ ہیئۃ کبار العلماء نے 1403ھ میں اپنی قرار داد نمبر 108 میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ رویت ہلال میں دوربینوں اور جدید آلات سے مدد لی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس کی بنیاد پر سعودی عرب کے مختلف خطوں میں آٹھ رصد گاہیں قائم کی گئی ہیں، رویت ہلال کمیٹی ان رصد گاہوں کے ماہرین کے ساتھ چاند دیکھنے اور اس کے لئے شہادتیں لینے کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ ماہرین چاند کی پوزیشن کو متعین کرتے ہیں جس سے چاند دیکھنے میں مدد لیتی ہے۔

محکمہ علیاء کے قاضی شیخ عبدالعزیز بن صالح (جو رویت کا فیصلہ کرنے والے قاضیوں میں شامل ہیں) نے یہ بتایا کہ ہمارے پاس شہادتیں کبھی ایسے موقع پر نہیں آئیں۔ جب فلکیات کے لوگوں کے مطابق چاند سورج سے پہلے غروب ہو گیا ہو، قاضی عبدالعزیز بن صالح نے مؤتمر کو بتایا کہ ہم ہر مہینے رویت کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ بات غلط ہے کہ صرف خاص مہینوں کی رویت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ پھر محکمہ کے بعض افسران نے وہ سرکاری ہدایات بھی دکھائیں، جو ہر مہینے متعلقہ حضرات کو بھیجی جاتی ہیں اور ان میں یہ تاکید ہوتی ہے کہ ۲۹ تاریخ کو رویت ہلال کا اہتمام کیا جائے، یہ ہدایات سال کے عام مہینوں سے متعلق تھیں اور ہر مہینے ان کا اجراء کیا جاتا ہے۔ بہرکیف! یہ باتیں تو درست ثابت نہیں ہوئیں کہ سعودی عرب میں رویت کے بجائے حسابی تقویم پر اعتماد کیا جاتا ہے، یا ہر مہینے رویت کا اہتمام نہیں ہوتا، لیکن یہ بات درست ہے کہ شہادتوں کو ایسے مواقع پر بھی تسلیم کر لیا گیا جب حسابی طور پر رویت ممکن نہیں تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# رویت ہلال پر سید ابوالاعلی مودودیؒ کی رائے

اللہ تعالیٰ نے اپنے عائد کردہ فرائض کے لئے شمسی حساب کی بجائے قمری حساب جن اہم مصالح کی بنا پر اختیار کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے بندے زمانے کی تمام گردشوں میں ہر قسم کے حالات اور کیفیات میں اس کے احکام کی اطاعت کے خوگر ہوں۔ مثلاً رمضان کبھی گرمی میں اور کبھی برسات میں اور کبھی سردیوں میں آتا ہے، اور اہل ایمان ان سب بدلتے ہوئے حالات میں روزے رکھ کر فرمانبرداری کا ثبوت بھی دیتے ہیں اور بہترین اخلاقی تربیت بھی پاتے ہیں۔ اسی طرح حج بھی قمری حساب سے مختلف موسموں میں آتا ہے اور ان سب طرح کے اچھے اور برے حالات میں خدا کی رضا کے لئے سفر کر کے بندے اپنے خدا کی آزمائش میں پورے بھی اترتے ہیں اور بندگی میں پختگی بھی حاصل کرتے ہیں۔

شمسی حساب کو عبادات کی بنیاد قرار دینے کی یہ قباحت بھی بالکل واضح ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ ہر مسلمان کے لئے یا تو فلکیات اور نجوم کا علم حاصل کرنا فرض ہو جاتا یا جنتری اس کے دین کا جزو بن جاتی، جسے پاس رکھے بغیر وہ فرائض ادا نہ کر سکتا۔ اس لیے اس کے بجائے آسمان کے اوپر ہر ماہ جنتری کا جو بہت بڑا ورق الٹتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تاریخیں جاننے کا ذریعہ بنایا تاکہ اگر کوئی آدمی صحرا میں زندگی گزار رہا ہو یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر اس کی کٹیا بنی ہوئی ہو تو وہ بھی اسے دیکھ کر معلوم کرلے کہ اب رمضان کا چاند ہو گیا ہے اور روزے شروع ہو گئے ہیں، یا شوال کا چاند نکل آیا ہے اور کل عید الفطر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رؤیت ہلال کے سلسلے میں مطلع غبار آلود ہونے کی صورت میں جو وقت پیش آسکتی ہے اس کے متعلق یہ ہدایت کردی گئی کہ 29 کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں مہینے کے 30 دن پورے کیے جائیں اس طرح تذبذب کو ختم کر دیا گیا جو تاریخ کو چاند نظر نہ آسکنے کی وجہ سے دلوں میں پیدا ہوسکتا ہے۔

**بعض لوگوں کو اس زمانے میں سائنس کا ہیضہ ہوگیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صاحب یہ سائنس کا زمانہ ہے۔ اس کے اندر تو بڑی آسانی کے ساتھ اس بات کی تحقیق کی جاسکتی ہے کہ چاند ہوا یا نہیں۔** مطلع پر چاند اگر موجود ہو اور فضا صاف نہ ہونے کی وجہ سے نظر نہ آرہا ہو تو ایسے حالات موجود ہیں جن کی مدد سے اس کو دیکھا جاسکتا ہے خود علم فلکیات اور علم نجوم (Astronomy) کے ذریعے سے بھی اس بات کا تعین کیا جاسکتا ہے کہ آج چاند ہوگا یا نہیں۔۔۔۔ **لیکن یہ لوگ دراصل اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک عالم گیر دین کبھی مصنوعی ذرائع پر انحصار نہیں کرسکتا۔ وہ ہمیشہ انہی ذرائع پر انحصار کرے گا جو زیادہ سے زیادہ فطری ہوں** اور جن پر اعتماد کر کے جدید ترین سائنسی ترقیوں سے بہرہ ور لوگ بھی اس دین پر عمل پیرا ہوسکیں، اور وہ لوگ بھی ایک سچے مسلمان کی سی زندگی بسر کرسکیں جو ان ترقیوں کے ثمرات سے محروم یا نا آشنا ہوں۔

رویت ہلال کے لئے سائنسی ذرائع کو اختیار کرنے کا مشورہ دینے والے حضرات کی طرف سے ایک یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے کہ اس طریقے سے سب مسلمانوں کی عید (کم از کم پاکستان میں) ایک ہی دن ہوسکے گی کیونکہ عید اسلامی اتحاد کا ایک اہم نشان ہے اور رویت ہلال میں اختلاف واقع ہوجانے سے مسلمانوں کے اس اتحاد کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ ان میں سے کچھ لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ ساری دنیا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں کی عید ایک ہی دن ہونی چاہئے لیکن درحقیقت یہ فکر و نظر کی غلطی ہے۔ ایسی باتیں دین سے ناواقفیت کی بنا پر کی جاتی ہیں اور یہ باتیں زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہیں جو رمضان کے روزے تو نہیں رکھتے مگر عید کے معاملے میں اسلامی اتحاد کی انہیں بڑی فکر ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی عید ایک دن ہونی چاہئے وہ تو بالکل ہی لغو بات کہتے ہیں، کیونکہ تمام دنیا میں رویت ہلال کا لازما اور ہمیشہ ایک ہی دن ہونا ممکن نہیں ہے۔ رہا کسی ملک یا کسی ملک کے ایک بڑے علاقے میں سب مسلمانوں کی ایک عید ہونے کا مسئلہ تو شریعت نے اس کو بھی لازم نہیں کیا ہے۔ یہ اگر ہو سکے اور کسی ملک میں شرعی قواعد کے مطابق رویت کی شہادت اور اس کے اعلان کا انتظام کر دیا جائے تو اس کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے، مگر شریعت کا یہ مطالبہ ہرگز نہیں ہے کہ ضرور ایسا ہی ہونا چاہئے اور نہ شریعت کی نگاہ میں یہ کوئی برائی ہے کہ مختلف علاقوں کی عید مختلف دنوں میں ہو۔ خدا کا دین تمام انسانوں کے لیے ہے اور ہر زمانے کے لئے ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مسئلۂ رؤیتِ ہلال

(مولانا) حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

شریعتِ اسلامی میں تہوار کے دن اور اکثر عبادات چاند کی تاریخ سے متعلق ہیں، جیسے عید الفطر، عید الاضحیٰ، روزے، حج اور دیگر عبادات چاند کی تاریخ کے حساب سے ادا کی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی ملکوں میں رؤیتِ ہلال کا اہتمام کیا جاتا ہے، بلکہ اس کے لیے باقاعدہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو تمام ذرائع بروئے کار لا کر چاند کے ہونے اور نہ ہونے کا اعلان کرتی ہیں۔ اختلافِ مطالع کی بنا پر مختلف ممالک میں چاند مختلف دنوں میں نظر آتا ہے جس کی وجہ سے بالخصوص رمضان اور عیدین کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اختلاف اگرچہ قرونِ اولیٰ سے چلا آ رہا ہے، لیکن دورِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کی ترقی سے یہ اختلاف نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے اور اس کے حل کے لیے نئی نئی تجاویز سامنے آتی ہیں۔ اس سلسلے میں قابلِ غور باتیں حسبِ ذیل ہیں:

* اس مسئلے کی نوعیت اور اس کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟
* کیا اس خواہش کی کوئی شرعی حیثیت یا بنیاد ہے کہ عالمِ اسلام میں عیدین اور رمضان کا آغاز ایک ہی روز ہو؟
* کیا سعودی عرب کی رؤیت کو اس کے لیے بنیاد بنایا جا سکتا ہے؟
* اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟
* کیا رؤیت میں علمِ فلکیات سے کچھ مدد لی جا سکتی ہے؟
* کیا اس کی بنیاد پر پورے سال کے لیے کیلنڈر بنایا جا سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



- جہاں موسم اکثر ابر آلود رہتا ہو اور وہاں رؤیت کا اہتمام ممکن ہی نہ ہو، ایسے ممالک میں رؤیت کا اثبات کس طرح ہوگا؟
- فقہ حنفی کا مسئلہ اور پاک و ہند کے علمائے احناف کا موقف۔
- ایک علاقے کے لوگوں کا یہ موقف کہاں تک صحیح ہے کہ انھوں نے غیر سرکاری کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں اور وہ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے برعکس فیصلہ کر کے ایک یا دو روز پہلے ہی چاند کی رؤیت کا اعلان کر دیتے ہیں؟
- رؤیت کے اثبات کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں؟
- وزارتِ مذہبی امور کی تجاویز جو چند سال قبل منظرِ عام پر آئی تھیں، ان کی حیثیت کیا ہے؟
- اس مسئلے کے حل کے لیے کس قسم کے اقدامات کی ضرورت ہے؟

ہم نہایت اختصار سے ان مسائل کا جائزہ بتوفیق اللہ وعونہ پیش کرتے ہیں۔

## نوعیتِ مسئلہ:

مہ و سال کا دارومدار بالاتفاق سورج کی بجائے چاند پر ہے، لیکن کائنات کی وسعت کی وجہ سے پوری دنیا میں ایک ہی روز مہ و سال کی ابتدا یا انتہا ناممکن ہے کیوں کہ واقعاتی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مطالع کا بعد اور اِختلاف اس قدر یقینی ہے کہ اس کا اعتبار کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں، اس لیے شرعی دلائل کی رُو سے ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہوں کے لیے معتبر نہیں ہے، بلکہ ہر علاقے کی رؤیت صرف اسی علاقے کے لوگوں کے لیے معتبر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ١٨٥]

”جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کے (پورے) روزے رکھے۔"

اور اس مہینے کے روزے اسی پر فرض ہوں گے جو رمضان المبارک کا چاند دیکھے گا، رؤیتِ ہلال کے بغیر رمضان کا اس کی موجودگی میں تحقق ہی نہیں ہوگا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

[صوموا لرؤيته و أفطروا لرؤيته، فإن غمي عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين.] (صحيح بخاري: كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ: ((إذا رأيتم الهلال فصوموا ...... إلخ))، رقم: ١٩٠٩)

"تم چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھو (رمضان کا آغاز کرو) اور چاند دیکھ کر ہی روزہ افطار کرو (عید کرو)، اگر تم پر بادل چھا جائیں (اور اس کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو) تو شعبان کے ۳۰ دنوں کی گنتی پوری کرو۔"

مثلاً: اگر اہلِ مکہ یا اہلِ مصر چاند دیکھ لیں، لیکن دوسرے علاقے کے لوگ اسے نہ دیکھ سکیں تو اہلِ مکہ یا اہلِ مصر کے لیے تو رؤیت ثابت ہوگئی اور وہ اس کی بنیاد پر رمضان کے آغاز یا اختتام کا فیصلہ کریں گے، لیکن دوسرے علاقے کے لوگ کس طرح یہ فیصلہ کر سکتے ہیں، جب کہ انھوں نے چاند دیکھا ہی نہ ہو!

## عہدِ صحابہؓ کی ایک نظیر:

علاوہ ازیں اس کی ایک دوسری وجہ عہدِ صحابہ کی ایک نظیر ہے جس سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے جو مذکورہ سطور میں پیش کیا گیا ہے۔ واقعہ حسبِ ذیل ہے:

"حضرت کریب رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا۔ میں وہاں گیا اور اپنا کام پورا کیا اور ملکِ شام ہی میں میری موجودگی میں وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رمضان کا چاند ہو گیا اور یہ جمعہ کی رات تھی، پھر جب میں مہینے کے آخر میں مدینہ واپس آیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ تم نے وہاں چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے بتلایا کہ جمعے کی رات کو۔ انھوں نے پوچھا: تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں نے بھی اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور اس کے مطابق ہی لوگوں نے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روزے رکھے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لیکن ہم نے تو یہاں (مدینہ میں) ہفتے کی رات کو چاند دیکھا تھا، چنانچہ ہم تو پورے تیس روزے رکھیں گے، یا پھر (۲۹ رمضان کو) ہم چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ہی حکم دیا ہے۔" (صحیح مسلم: كتاب الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم، رقم: ۱۰۸۷)

صحیح مسلم کی احادیث کی تبویب کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ نے اس واقعے پر باب کا جو عنوان دیا ہے، اس کا ترجمہ ہی یہ ہے:

"اس بات کا بیان کہ ہر علاقے کے لیے ان کی اپنی رؤیت ہے، نیز یہ کہ جب کسی علاقے کے لوگ چاند دیکھ لیں تو رؤیت ان لوگوں کے حق میں ثابت نہیں ہوگی جو اُن سے دور ہوں گے۔"

پھر امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

[و إنما رده لأن الرؤية لا يثبت حكمها في حق البعيد.]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کریب رحمہ اللہ کی رؤیت کو اس لیے تسلیم نہیں کیا کہ رؤیت کا حکم دور والے لوگوں کے حق میں ثابت نہیں ہوتا۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی یہ واقعہ اپنی جامع ترمذی کے ابواب الصوم میں نقل کیا ہے اور انھوں نے بھی اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[باب ما جاء لكل أهل بلد رؤيتهم.]

”اس بات کا بیان کہ ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت ہے۔“

بہر حال اس میں واضح طور پر موجود ہے کہ صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ والوں کے لیے شام کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا جس سے اسی موقف کا اثبات ہوتا ہے کہ پورے عالمِ اسلام کے لیے کسی ایک ہی علاقے کی رؤیت کافی نہیں ہے۔ اور احادیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[لا تصوموا حتى تروا الهلال، و لا تفطروا حتى تروه، فإن أغمي عليكم فاقدروا له.] (صحيح مسلم: كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان، رقم: ١٠٨٠)

”اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اس وقت تک روزہ افطار (روزہ رکھنا ترک اور عید) نہ کرو جب تک چاند دیکھ نہ لو۔ اگر بادل چھا جائیں تو پھر (تیس دن کا) اندازہ پورا کرو۔“

اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ عیدین اگرچہ مسلمانوں کے ملی تہوار ہیں، لیکن یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



دوسرے مذاہب کے سے ملی تہوار نہیں ہیں، بلکہ اسلام میں عیدین کی حیثیت ملی تہوار کے علاوہ عبادت کی بھی ہے اور رمضان المبارک تو ہے ہی عبادات کا خصوصی مہینا، اس لیے ان میں وحدت کا اہتمام غیر ضروری ہے۔ جس طرح عالمِ اسلام میں، بلکہ ایک ملک میں بھی نمازوں کے اوقات میں فرق و تفاوت ہے اور اسے وحدت کے منافی نہیں سمجھا جاتا تو عالمِ اسلام میں رؤیتِ ہلال کے حساب سے الگ الگ دن عیدین اور رمضان کے آغاز کو عالمِ اسلام کی وحدت کے منافی کیوں کر سمجھا جائے؟ اپنے اپنے حساب سے ہر ملک میں الگ الگ عید منائی جا سکتی ہے اور رمضان کے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ شریعت نے ایسا کوئی حکم دیا ہے اور نہ اس کا کوئی اہتمام ہی کیا ہے کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ ایک ہی دن عید منائیں اور ایک ہی دن روزے رکھیں، بلکہ اس کے برعکس رؤیت کا حکم دیا گیا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک ہر ملک میں اس کے حساب سے رؤیتِ ہلال کا اثبات نہ ہو جائے، نہ رمضان کا آغاز کرنا صحیح ہے اور نہ روزے ختم کر کے عید کا اہتمام کرنا مناسب ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں ایک ہی ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی رمضان اور عید کا الگ الگ اہتمام ہو سکتا ہے، بشرط کہ رؤیت کے شرعی تقاضوں کا خیال رکھا گیا ہو۔ اس کی کچھ مزید تفصیل آگے آئے گی۔

جیسے ہر ملک اور علاقے میں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے فجر کی نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور جب تک سورج غروب نہ ہو جائے مغرب کی نماز نہیں پڑھی جا سکتی، اسی طرح رؤیتِ ہلال کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ بھی طلوع و غروبِ شمس کی طرح اختلافِ مطالع کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ اس میں نہ یکسانیت و وحدت پیدا کی جا سکتی ہے اور نہ اس کا ہمیں کوئی حکم ہی دیا گیا ہے۔ چودہ صدیوں سے عالمِ اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں اپنے اپنے حساب سے عیدین اور رمضان کا اہتمام ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اسے کبھی وحدت و یک جہتی کے منافی نہیں سمجھا گیا، اب ایسا کرنا کیوں کر وحدت کے منافی ہو جائے گا؟

بعض جلیل القدر علمائے احناف نے تو صرف پاکستان کی حد تک بھی ایک ہی دن عید منانے کو شرعی لحاظ سے غیر ضروری قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ شرعی حیثیت سے اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ پورے ملک میں عید ایک ہی دن ہو۔ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں اُس وقت کے موجودہ ذرائع مواصلات کو بھی اس کام میں استعمال کرنے اور عید ایک ہی دن منانے کا کوئی اہتمام نہیں ہوا۔ اور ملک کے وسیع و عریض ہونے کی صورت میں شدید اختلافِ مطالع کی مشکلات بھی اس میں پیش آ سکتی ہیں۔ لیکن پاکستان کے عوام اور حکومت کی اگر یہی خواہش ہے کہ عید پورے پاکستان میں ایک ہی دن ہو تو شرعی اعتبار سے اس کی بھی گنجائش ہے، شرط یہ ہے کہ عید کا اعلان پوری طرح شرعی ضابطۂ شہادت کے تابع ہو۔'' (جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیع: ۱/ ۳۹۷، ۳۹۸)

اس تحریر پر مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے علاوہ مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا مفتی رشید احمد رحمہم اللہ کے بھی دستخط ہیں اور یہ تحریر ۱۳۸۶ھ (آج سے ۵۴ سال پہلے) کی ہے۔ اس میں مذکورہ عبارت کے بعد شہادت کا وہ ضابطہ بیان کیا گیا ہے جس کے مطابق مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ ہم نے یہ اقتباس صرف اس لیے پیش کیا ہے کہ اس میں صرف ایک ملک کے اندر بھی عید کی وحدت کو غیر ضروری قرار دیا گیا ہے (جو فی الواقع درست بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے)، چہ جائے کہ عالمِ اسلام میں ایک ہی دن عید کا اہتمام ضروری قرار دیا جائے۔ اختلافِ مطالع میں بہت زیادہ فرق کی صورت میں رؤیتِ ہلال میں جو مشکلات ہیں اس کا بھی اعتراف ہے۔

جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اختلافِ مطالع میں بہت زیادہ فرق کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہے، اس لیے کسی ایک چھوٹے ملک کی حد تک تو عیدین و رمضان میں وحدت کا اہتمام ممکن ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے کیوں کہ اس کے مختلف علاقوں میں مطالع کا اختلاف زیادہ نہیں ہوتا، تھوڑا بہت جو اختلاف ہے اسے ناقابلِ اعتبار قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن جن ملکوں کے درمیان مطالع کا بہت زیادہ اختلاف اور فرق ہے، اسے کیوں کرنا قابلِ اعتبار قرار دیا جا سکتا ہے؟ اس کے لیے جب تک کوئی معقول شرعی دلیل نہیں ہوگی، اسے تسلیم کرنا مشکل ہے۔

مذکورہ تفصیل سے مسئلے کی نوعیت بھی واضح ہو گئی اور وہ یہ کہ ہر اسلامی مہینے کے لیے چاند کا دیکھا جانا ضروری ہے، اس کے بغیر مہینے کا آغاز نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس خواہش کی کوئی شرعی حیثیت یا بنیاد نہیں ہے کہ تمام عالمِ اسلام یا ایک وسیع اور بلادِ بعیدہ کے حامل ملک میں عیدین اور رمضان کا آغاز ایک ہی دن ہو۔ تیسرا یہ کہ سعودی عرب کو بھی، جسے عالمِ اسلام میں ایک خصوصی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس کے لیے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

## اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟

مذکورہ تفصیل سے اگرچہ اس امر کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے، یعنی دُور دَراز کے علاقوں کی رؤیت ان علاقوں کے لیے کافی نہیں ہے جن کے مطالع میں بہت زیادہ فرق ہے، مثلاً ایک جگہ ظہر کا وقت ہے تو دوسری جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رات کا بھی کچھ حصہ گزر چکا ہے اور یوں چاند کے طلوع ہونے میں بھی اکثر و بیشتر ایک یا دو دن کا فرق واقع ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ حنفی مذہب میں ظاہر الروایۃ کے مطابق اختلافِ مطالع کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اس لیے پاکستان کے بعض احناف کے نزدیک پورے عالمِ اسلام میں ایک ہی دن عید اور رمضان کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔ اور علمائے احناف کا یہ گروہ اسی پر زور دے رہا ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ پاک و ہند کے حنفی علماء بھی اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنے کے قائل ہیں، یعنی وہ کسی ایک ہی جگہ کی رؤیت کو پورے عالمِ اسلام کے لیے کافی نہیں سمجھتے۔ پاکستان کے جید علمائے احناف کی رائے پر مبنی ایک اقتباس ہم ''جواہر الفقہ'' سے نقل کر چکے ہیں جس میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ وحدت کے لیے ایک ہی دن عید منانا ضروری نہیں ہے۔ اب ہم ذیل میں ایک ہندوستانی حنفی عالم کی کتاب سے یہ بحث نقل کرتے ہیں جس میں انھوں نے حنفی فقہاء وعلماء کی آراء نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے۔ اور بھارت کے تمام اہل سنت کے مکاتب فکر کا متفقہ فیصلہ بھی نقل کیا ہے جس میں اختلافِ مطالع کو معتبر قرار دیا گیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

## ''اختلافِ مطالع کی بحث:

یہ مسئلہ گو اپنی نوعیت کے لحاظ سے قدیم ہے لیکن عصر حاضر کے اکتشافات، نیز تیز ذرائع مواصلات کی دریافت نے اسے پھر جدید مسائل کی فہرست میں داخل کر دیا ہے۔ مطلع کے معنی ''چاند کے طلوع ہونے کی جگہ'' کے ہیں۔ اس طرح ''اختلافِ مطلع'' کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کے مختلف خطوں میں چاند کے طلوع ہونے اور نظر آنے کی جگہ الگ الگ ہوا کرتی ہے، لہٰذا عین ممکن ہے کہ ایک جگہ چاند نمودار ہو اور دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جگہ نہ ہو۔ ایک جگہ ایک دن چاند نظر آئے اور دوسری جگہ دوسرے دن۔ اب یہاں دو سوالات ہیں:

- ایک یہ کہ ''اختلافِ مطلع'' پایا جاتا ہے یا نہیں؟
- دوسرے اگر پایا جاتا ہے تو اس کا اعتبار بھی ہوگا یا نہیں؟

پہلا مسئلہ اب نظری نہیں رہا، بلکہ یہ بات مشاہدے اور تجربے کی سطح پر ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مطلع کا اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بعض مقامات ایسے ہیں جن کے درمیان بارہ بارہ گھنٹوں کا فرق ہے۔ عین اس وقت جب ایک جگہ دن اپنے شباب پر ہوتا ہے تو دوسری جگہ رات اپنا آدھا سفر طے کر چکی ہوتی ہے۔ ٹھیک اس وقت جب ایک مقام پر ظہر ہوتی ہے، دوسری جگہ مغرب کا وقت ہو چکا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ان حالات میں ان کا مطلع ایک ہو ہی نہیں سکتا۔ فرض کیجیے کہ جہاں مغرب کا وقت ہے، اگر وہاں چاند نظر آئے تو کیا جہاں ظہر کا وقت ہے وہاں بھی چاند نظر آ جائے گا یا اس کو مغرب کا وقت تسلیم کر لیا جائے گا؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس مطلع کا اختلاف معتبر بھی ہوگا یا نہیں؟ احناف کا مشہور مسلک یہی ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں ہے، یعنی اگر مشرق کے کسی خطے میں چاند نظر آیا تو وہ مغربی خطوں کے باشندوں کے لیے بھی حجت ہوگا اور یہی رؤیت ان کے لیے عیدین و رمضان ثابت کرنے کو کافی ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور کچھ دوسرے فقہاء کے یہاں اس اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے اور ان کے یہاں ایک مقام کی رؤیت دوسرے مقام کے لیے بھی رؤیت اور چاند دیکھے جانے کی دلیل نہیں ہے۔ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ابن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت کو وہ اپنی دلیل بناتے ہیں وہ ان کے نقطۂ نظر کے لیے صریح اور دوٹوک نہیں ہے، البتہ یہ بات بہت واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات میں سبھی اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں۔ اگر ایک جگہ ظہر یا عشا کا وقت ہو چکا ہو اور دوسری جگہ نہ ہوا ہو تو جہاں وقت نہ ہوا ہو وہاں کے لوگ محض اس بنا پر ظہر وعشا کی نماز ادا نہیں کر سکتے کہ دوسری جگہ ان نمازوں کا وقت ہو چکا ہے یا اگر ایک جگہ مہینے کا اٹھائیسواں ہی دن ہے اور دوسری جگہ انتیسواں، جہاں چاند نظر آ گیا تو محض اس بنا پر اٹھائیسویں تاریخ ہی پر مہینا کر کے اگلے دن رمضان یا عید نہیں کی جائے گی کہ دوسری جگہ چاند نظر آ گیا ہے۔

اس لیے یہ بات فطری اور انتہائی منطقی ہے کہ مطلع کے اختلاف کا اور اسی لحاظ سے رمضان اور عید کا اختلاف تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ فقہائے متقدمین کے دور میں اوّل تو معلوم کائنات کی یہ وسعت دریافت ہی نہ ہوئی تھی اور ممالک ہی نہیں کئی براعظموں سے دنیا بے خبر اور ناآشنا تھی، پھر اس میں بھی مسلمان جزیرۃ العرب اور خلیجی علاقوں میں محدود تھے، اس وقت تک شاید یہ بات ممکن رہی ہو اور ان کے مطلع میں اتنا فرق نہ رہا ہو کہ اس کو الگ الگ سمجھا جائے، اس لیے فقہاء نے ایسا کہا ہے، چنانچہ خود فقہائے احناف میں بھی مختلف محققین نے اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محل نے اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور مختلف فقہاء کی عبارتیں نقل کی ہیں جو یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ مشہور کتاب ''مراقی الفلاح'' کے مصنف لکھتے ہیں:

[و قیل: یختلف ثبوته باختلاف المطالع، واختاره صاحب التجرید کما إذا زالت الشمس عند قوم و غربت عند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



غیرهم فالظهر على الأولين لا المغرب لعدم انعقاد السبب في حقهم.]

''بعض حضرات کی رائے ہے کہ اختلافِ مطالع کی وجہ سے رؤیتِ ہلال کے ثبوت میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے۔ ''تجرید القدوری'' کے مصنف نے اسی کو ترجیح دی ہے، جیسا کہ جب کچھ لوگوں کے یہاں آفتاب ڈھل جائے اور دوسروں کے یہاں غروب ہو جائے تو پہلے لوگوں پر ظہر ہے نہ کہ مغرب، اس لیے کہ ان کے حق میں مغرب کا سبب متحقق نہیں ہوا ہے۔''

نیز اسی کے حاشیہ پر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[و هو الأشبه لأن انفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار كما في دخول الوقت و خروجه، و هذا مثبت في علم الأفلاك و الهيئاة. و أقل ما اختلف المطالع مسيرة شهر كما في الجواهر.]

''یہی رائے زیادہ صحیح ہے، اس لیے کہ چاند کا سورج کی کرنوں سے خالی ہونا علاقوں کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ اوقات (نماز) کی آمد ورفت میں۔ اور یہ فلکیات اور علم ہیئت کے مطابق ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، نیز کم سے کم جس سے اختلافِ مطالع واقع ہوتا ہے، وہ ایک ماہ کی مسافت ہے، جیسا کہ ''جواہر'' نامی کتاب میں ہے۔''

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



[أهل بلدة إذا رأووا الهلال هل يلزم في حق كل بلدة؟ اختلف فيه، فمنهم من قال لا يلزم ...... و في القدوري إن كان بين البلدتين تفاوت لا يختلف به المطالع، يلزمه.]

''ایک شہر والے جب چاند دیکھ لیں تو کیا تمام شہر والوں کے حق میں رؤیت لازم ہو جائے گی؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے: لازم نہیں ہوگی ......اور قدوری میں ہے کہ اگر دو شہروں کے درمیان ایسا تفاوت ہو کہ مطلع تبدیل نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں رؤیت لازم ہوگی۔''

صاحب ہدایہ اپنی کتاب ''مختارات النوازل'' میں ان الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں:

[أهل بلدة صاموا تسعة و عشرين يوما بالرؤية و أهل بلدة أخرى صاموا ثلاثين بالرؤية فعلى الأولين قضاء يوم إذا لم يختلف المطالع بينهما و أما إذا اختلفت لا يجب القضاء.]

''ایک شہر والوں نے رؤیتِ ہلال کے بعد ۲۹ روزے رکھے اور دوسرے شہر والوں نے چاند دیکھنے ہی کی بنا پر ۳۰ روزے رکھے تو اگر ان شہروں میں مطلع کا اختلاف نہ ہو تو ۲۹ روزے رکھنے والوں کو ایک دن کی قضا کرنا ہوگی۔ اور اگر دونوں شہروں کا مطلع جداگانہ ہو تو قضا کی ضرورت نہیں۔''

محدث علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے کنز الدقائق کی شرح ''تبیین الحقائق'' میں اس پر تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ انھوں نے اختلافِ مطالع کی بحث میں فقہائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



احناف کا اختلاف نقل کرنے کے بعد خود جو فیصلہ کیا ہے، وہ یہ ہے:

[الأشبه أن يعتبر لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم و انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف المطالع كما في دخول وقت الصلاة و خروجه يختلف باختلاف الأقطار.]

”زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر ہے، اس لیے کہ ہر جماعت اسی کی مخاطب ہوتی ہے جو اُس کو درپیش ہو اور چاند کا سورج کی کرنوں سے خالی ہونا مطالع کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے، جیسے نمازوں کے ابتدائی اور انتہائی اوقات علاقائی اختلاف کی بنا پر مختلف ہوتے رہتے ہیں۔“

پھر اس موضوع پر مفصل بحث کرنے کے بعد علامہ لکھنوی نے جو جچا تلا فیصلہ کیا ہے، وہ انھی کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے:

"اصح المذاهب عقلاً و نقلاً همیں است که هر دو بلده که فیما بین آنها مسافتے باشد که دراں اختلافِ مطالع می شود وتقدیرش مسافت یك ماه است، دریں صورت حکم رؤیت یك بلده به بلدۂ دیگر نخواهد شد و در بلادِ متقاربه که مسافت کم از کم یك ماه داشته باشند حکم رؤیت بلده به بلدۂ دیگر لازم خواهد شد۔" (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۲۵۵، ۲۵۶)

”عقل ونقل ہر دو لحاظ سے سب سے صحیح مسلک یہی ہے کہ ایسے دو شہر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کے مطلع بدل جائیں جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے، اس میں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لیے معتبر نہیں ہونی چاہیے اور قریبی شہروں میں جن کے مابین ایک ماہ سے کم کی مسافت ہو ایک شہر میں رؤیت دوسرے شہر کے لیے لازم اور ضروری ہوگی۔''

راقم الحروف کے خیال میں یہ رائے بہت معتدل، متوازن اور قرین عقل ہے، البتہ اختلافِ مطالع کی حدیں متعین کرنے میں ''ایک ماہ کی مسافت'' کی قید کی بجائے جدید ماہرینِ فلکیات کے حساب اور ان کی رائے پر اعتماد کیا جانا زیادہ مناسب ہوگا۔

مجلس تحقیقاتِ شرعیہ ندوۃ العلماء (لکھنو)، منعقدہ: ۳، ۴ مئی ۱۹۶۷ء کو مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور نمائندہ شخصیتوں نے مل کر اس مسئلے کی بابت جو فیصلہ کیا تھا وہ حسب ذیل ہے:

① نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں بلکہ اختلافِ مطالع مسلّم ہے۔ یہ ایک واقعاتی چیز ہے، اس میں فقہائے کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

② البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطارِ صوم کے باب میں یہ اختلافِ مطلع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین احناف اور علمائے امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ ''بلادِ بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلافِ مطلع معتبر ہے۔''

③ بلادِ بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہو کہ عادتاً ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔ ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن کے بعد۔ ان بلادِ بعیدہ میں اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لیے لازم کردی جائے تو مہینا کسی جگہ ۲۸ دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ۳۰ دن کا قرار پائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

④ بلادِ قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رؤیت میں عادتاً ایک دن کا فرق نہیں پڑتا، ایک ماہ کی مسافت کی دُوری جو تقریباً ۵۰۰ یا ۶۰۰ میل ہوتی ہے، کو بلادِ بعیدہ قرار دیتے ہیں اور اس سے کم کو بلادِ قریبہ۔ مجلس اس سلسلے میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہوجائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں، مثلاً: نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے۔ علمائے ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربے سے بھی یہی ثابت ہے۔ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بُعدِ مسافت نہیں ہے کہ مہینے میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو۔ اس بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے، شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

⑤ مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہند و پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے۔ یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لیے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں والوں کے لیے ہر حالت میں لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لیے کہ اُن میں اور ہند و پاک میں اتنی دُوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہوجاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔'' (جدید فقہی مسائل: ۱/۸۹-۹۴، تالیف: مولانا خالد سیف اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رحمانی (فاضل دیوبند)، صدر مدرس دار العلوم سبیل السلام، حیدر آباد دکن، بھارت)

## کیا رؤیت میں علمِ فلکیات سے مدد لینا اور فلکیات دانوں کی رائے کو اہمیت دینا جائز ہے؟

جائز ہی نہیں، بلکہ بعض اوقات ضروری ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ چاند کے اثبات کے لیے رؤیت (دیکھا جانا) ضروری ہے، اس کے بغیر چاند کا تحقق ممکن ہی نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رصد اور فلکیات کے علم کو، جو صدیوں کے تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے، سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ دی جائے۔ بلکہ ہم جس طرح طلوع وغروبِ آفتاب، زوال اور طلوعِ فجر وغیرہ میں علم رصد پر اعتبار کرتے ہیں اور اسی علم کی بنیاد پر مذکورہ اوقات کا تعین کرتے اور انھیں تسلیم کرتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر دائمی اوقات نامے بنائے ہوئے ہیں، اسی طرح جب علم رصد کی رُو سے غروبِ شمس کے وقت چاند کی وِلادت ہی متحقق نہ ہو تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اس وقت چاند اُفق پر نظر آ جائے۔

اللہ تعالیٰ اگرچہ اسباب کا پابند نہیں ہے لیکن اس کی مشیت و حکمت کے تحت نظامِ کائنات اسباب کے مطابق ہی چل رہا ہے۔ کائنات کی آفرینش سے لے کر آج تک اس میں تبدیلی نہیں آئی ہے۔ چاند کی ولادت اس کے وجود وظہور کا سبب ہے، جب تک یہ سبب (ولادت) نہیں ہوگا، چاند اُفق پر نظر ہی نہیں آ سکتا۔ اور رصد و فلکیات کا علم اسی سبب کے جاننے کا نام ہے، وہ اس علم کی رُو سے چاند کی رفتار کا جائزہ لیتا ہے، اس کی ولادت کا تعین کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ وہ اُفق پر کب ظاہر ہو سکتا ہے، اس لیے اس علم کا انکار کیا جا سکتا ہے، نہ اس سے استفادے کو ممنوع قرار دیا جا سکتا ہے، بلکہ جس طرح ہم طلوع وغروبِ آفتاب کے اوقات کے تعین میں اس علم پر اعتماد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہیں، ہمیں چاند کی ولادت وعدمِ ولادت اور اس کے امکانِ ظہور وعدمِ امکانِ ظہور میں بھی اس کی معلومات کو تسلیم کرنا چاہیے۔

بنابریں مسلّمہ درایتی قواعد کی رو سے جس دن غروبِ آفتاب سے پہلے چاند کی ولادت نہ ہوگئی ہو، یا چاند اس دن سورج غروب ہونے سے پہلے غروب ہو چکا ہو تو اس دن یقیناً چاند نظر آنے کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔ لیکن اس دن اگر کچھ لوگ دعویٰ کریں کہ انھوں نے چاند دیکھا ہے تو ان کا یہ دعویٰ سخت محلِ نظر ہوگا کیوں کہ یہ دعویٰ ایسے ہی ہوگا جیسے سورج غروب ہو چکا ہو لیکن دعویٰ کرنے والے دعویٰ کریں کہ سورج ابھی نہیں نکلا۔ ایسی صورت میں یقیناً رؤیتِ ہلال کا دعویٰ کرنے والوں کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرنی چاہیے اور شہادت کے شرعی تقاضوں کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے، چاہے اس کی روشنی میں پہلا فیصلہ غلط قرار پائے۔ (اس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے)

## اہل خیبر کا معاملہ؟

یہ ایک نہایت قابل غور معاملہ ہے کہ ہر سال یہ مسئلہ صرف صوبہ خیبر کے لوگوں کی وجہ سے اختلاف وافتراق کا باعث بنتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ دوسرے صوبوں میں ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی وجہ بعض لوگ علمائے اہل خیبر کا دوسرے صوبوں کے مقابلے میں زیادہ دین دار ہونا بتلاتے ہیں، لیکن دوسری طرف بہت سے ذمہ دار حضرات یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہ یوں ہی شور مچا دیتے ہیں کہ "چاند ہوگیا اور کل عید ہے یا روزہ ہے!" راقم جب مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا رکن تھا تو صوبہ خیبر کے دو نمائندے اس میں شامل تھے، وہ دونوں اختلافِ مسلک کے باوجود اس بات پر متفق تھے کہ رؤیت ہلال کے بارے میں صوبہ خیبر کے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے، وہ ویسے ہی چاند ہونے کا اعلان کردیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے سابقہ چیئرمین مولانا عبداللہ نے ایک مرتبہ خود اس امر کا ذاتی مشاہدہ حاصل کیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ ۲۹ شعبان ۱۴۱۸ھ کو، جب کہ سرحد میں یکم رمضان تھی اور وہاں ۲۸ شعبان کو ۳۰ آدمیوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی تھی اور اسی بنا پر وہاں مقامی کمیٹی نے روزے رکھنے کا اعلان کیا تھا، میں نے وہاں کے بعض علماء سے کہا کہ آج آپ کے حساب سے رمضان کی دوسری رات ہے اور آج چاند واضح اور صاف نظر آنا چاہیے۔ جب کہ فلکیات والوں کا کہنا یہ تھا کہ آج چاند بلوچستان اور سندھ کے بعض علاقوں میں ممکن ہے نظر آجائے، اس کے علاوہ کہیں نظر آنے کا امکان نہیں ہے، چنانچہ میں ان علمائے سرحد کو لے کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا، ہمارے ساتھ سیکڑوں آدمی اور بھی تھے، لیکن بسیار کوشش کے باوجود چاند نظر نہ آیا، بلکہ پورے سرحد سمیت کہیں بھی نظر نہ آیا اور تھوڑی دیر کے بعد صرف بلوچستان سے چاند دیکھے جانے کی اطلاع ملی جس کی بنیاد پر مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی نے چاند کے ہونے کا فیصلہ اور اعلان کیا۔ اس ایک واقعے نے دونوں باتوں کا فیصلہ کر دیا:

① رؤیت ہلال کے بارے میں اہل سرحد کی گواہی معتبر نہیں اور جو علماء مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی اور اس کے طریق کار سے ہٹ کر اپنے طور پر رؤیت کا فیصلہ کرتے ہیں، صحیح نہیں ہے اور ان کا یہ طرزِ عمل مستقل انتشار واختلاف کا باعث ہے۔

② اہل فلکیات کی رائے کو قرارِ واقعی اہمیت نہ دینا بھی غلط ہے۔ فلکیات کا یہ علم صدیوں کے مسلسل تجربات ومشاہدات پر مبنی ہے، اس سے استفادہ کرنا اور اس سے وابستہ افراد کی رائے کو اہمیت دینا ضروری ہے، نیز اس کا شریعت سے کوئی تصادم بھی نہیں ہے، اس لیے ان کی رائے کو آسانی سے جھٹلانا ناممکن ہے اور نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جھٹلانے کی ضرورت ہی ہے، البتہ اگر کبھی (کسی نادر صورت میں) واقعی اہل فلکیات کی رائے مشاہدے کے خلاف ہوتو مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی قرائن و شواہد اور گواہوں، گواہیوں کی حیثیت کا تعین کر کے اس کے خلاف فیصلہ سنا سکتی ہے۔ یہ نہ کوئی مشکل بات ہے، نہ اس سے فلکیات کی بے اعتباری کا اثبات ہوتا ہے۔ (مکتوب مولانا عبداللہ مرحوم بنام علمائے کرام)

## پس چہ باید کرد؟

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں اہل خیبر کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی رؤیت نہ مطلقاً قابل تسلیم ہے اور نہ مطلقاً قابل ردّ۔ ان کا رویہ جو قابل اصلاح ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے متوازی جو غیر سرکاری کمیٹی یا کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں، ان کو ختم کر دیا جائے یا وہ اپنے آپ کو اس بات کا پابند کریں کہ ان کے سامنے رؤیت کی جو گواہیاں آئیں، اگر وہ ان سے مطمئن ہوں تو پہلے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کو، اگر اس کا اجلاس ہو رہا ہو، ان سے آگاہ کریں۔ وہ یقیناً ان پر غور کرے گی، بلاوجہ وہ اس کو ردّ نہیں کرے گی، جیسا کہ راقم کو ذاتی طور پر اس کے طریقِ کار سے آگاہی ہے۔ اس نے پہلے بھی اہل خیبر کی رؤیت پر بعض دفعہ فیصلہ کیا ہے، جب کہ ان کی گواہی شہادت کے شرعی تقاضوں پر پوری اتری ہے۔ اور اگر ملک کے دوسرے حصوں میں ۲۸ تاریخ ہو جیسا کہ بدقسمتی سے ایک عرصے سے یہ صورت حال چلی آ رہی ہے تو کوئی صورت ایسی بنائی جائے کہ جب تک یہ صورت حال موجود ہے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی ہنگامی طور پر اپنے اراکین سے موبائل فون پر رابطہ کر کے ایک دوسرے کی رائے حاصل کرنے کی کوشش کرے، آج کل اس طرح فوری رابطہ کر کے فیصلہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ بصورت دیگر صوبہ خیبر کے علماء کی کمیٹی اگر پوری طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


مطمئن ہو تو وہ خیبر کی حد تک رؤیت کا فیصلہ کر دے، تاہم اس کے لیے تین باتوں کا اہتمام ضروری ہے:

اوّل: یہ کہ یہ کمیٹی تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ہو۔

دوم: سرکاری مداخلت سے آزاد ہو۔

سوم: اگر دوسرے روز خیبر میں بھی (جب کہ دوسرے حصوں میں ۲۹ اور سرحد میں یکم تاریخ ہو) چاند افق پر نظر نہ آئے تو واضح طور پر اپنی غلطی کا اعتراف و اعلان کرے اور آئندہ کے لیے مکمل طور پر مرکزی کمیٹی کے فیصلے کی پابندی کا اہتمام کرے۔

راقم کو امید ہے کہ ایک دو مرتبہ اس طرح کرنے سے آئندہ کے لیے ایک واضح صورت متعین ہو جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اہل خیبر کے معاملے کو خیبر کے علماء ہی کے سپرد کر دیا جائے، وہ جس طرح چاہیں فیصلہ کریں اور اس پر عمل کریں، جیسا کہ سالہا سال سے ایسا ہی ہوتا چلا آرہا ہے اور اہل خیبر اکثر اپنے صوبے کی رؤیت اور اپنے لوگوں کی شہادتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ملک کے دوسرے حصوں سے الگ ہی رمضان اور عید کا اہتمام کرتے ہیں، ایسا کرنے کی بھی شرعاً پوری گنجائش ہے۔

## اثباتِ ہلال کے لیے کیلنڈر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا

مذکورہ وضاحت سے اس امر پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے کہ کیلنڈر پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ بعض لوگ وحدت و یک جہتی کے نقطہ نظر سے پورے عالم اسلام کے لیے ایک اسلامی کیلنڈر کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ یہ تجویز نیک نیتی پر مبنی ہو سکتی ہے لیکن یہ نصوصِ شریعت سے متصادم ہے کیونکہ باولاً روزہ یا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اہتمام ایک عبادت ہے۔ یہ دوسری قوموں کی طرح کے صرف ایک تہوار نہیں ہیں بلکہ اصلاً یہ عبادات ہیں تاہم ان میں اجتماعیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اجتماعیت اسی حد تک ممکن ہوگی جس حد تک نصوصِ شریعت اجازت دیں گی، جیسے ایک علاقے کے لوگ ایک ہی وقت میں روزے کا آغاز یا اختتام کریں، عیدین کی نماز کھلے گراؤنڈ میں ادا کریں، وغیرہ۔ لیکن اس اجتماعیت کو اس حد تک نہیں بڑھایا جا سکتا کہ پورے عالم اسلام کو یا کسی وسیع ایک ملک کو کسی ایک علاقے کی رؤیت کا پابند کر دیا جائے یا ایک حسابی کیلنڈر بنا دیا جائے جس میں فلکیات کے اعتبار سے رمضان، شوال اور ذوالحجہ اور دیگر اسلامی مہینوں کے آغاز کا تعین کر دیا جائے اور پورے عالم اسلام کو اس کے مطابق مہینوں کے آغاز و اختتام کا پابند بنا دیا جائے۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح اجتماعی طور پر عیدین وغیرہ کو بطور تہوار منانے کی جذبے کی تو تسلی ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا نصوصِ شریعت سے متصادم ہوگا، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔"

یعنی روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اسی حدیث میں آگے یہ الفاظ ہیں:

[فإن غبي عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين.] (صحيح البخاري، الصوم، حديث: ۱۹۰۹)

"اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کرو۔"

گویا چاند کا دیکھا جانا ضروری ہے کیونکہ مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں یہ امکان بھی یقیناً موجود ہے کہ چاند موجود ہو لیکن نظر نہ آ سکے لیکن امکان کو اہمیت نہیں دی گئی بلکہ رؤیت ہی کو اصل قرار دیا گیا۔ اس سے اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ محض فلکیات کی بنیاد پر ایسا کیلنڈر بنانا جائز نہیں ہے۔ جس کی بنیاد پر پورا عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسلام ایک ہی دن رمضان، شوال اور ذوالحجہ وغیرہ کا آغاز کرے کیونکہ اس حسابی کیلنڈر کی بنیاد امکان، تخمینہ اور غیر یقینی علم پر ہوگی جبکہ حکم رؤیت (دیکھنے) کا اعتبار کرنے کا ہے۔

بنابریں عیدین وغیرہ کسی نہ کسی حیثیت سے ملی تہوار ضروری ہیں لیکن اصلاً یہ عبادات ہیں، جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں جو سب سے اہم عبادت ہے لیکن کسی کے ذہن میں یہ نہیں آتا کہ اس میں ایسی اجتماعیت ہونی چاہیے کہ ایک ہی وقت میں پورے عالم اسلام میں ہر نماز پڑھی جائے کیونکہ مطالع کے اختلاف کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی طرح رمضان اور عیدین وغیرہ کا معاملہ ہے، مطالع کے اختلاف کی وجہ سے پورے عالم اسلام کے ایک کیلنڈر نہیں بنایا جا سکتا۔

عہد صحابہ کے اس واقعے سے بھی، جو پہلے حضرت کریب رضی اللہ عنہ کا گزر چکا ہے، اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ مطالع مختلف ہونے کی صورت میں اپنے اپنے علاقے ہی کی رؤیت ضروری ہوگی، یا زیادہ سے زیادہ ایک ملک کے لیے کافی ہوگی، بشرطیکہ اس کے مختلف صوبوں اور حصوں کے مطالع میں زیادہ اختلاف نہ ہو۔ کسی دور دراز کے ملک کی رؤیت، جس کا مطلع اور نظام الاوقات مختلف ہو، دوسرے علاقوں کے لیے قابل اعتبار نہیں ہوگی۔ یہ واقعہ صحیح مسلم میں ہے۔

یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب مطالع میں زیادہ اختلاف ہو تو ایک کی رؤیت دوسرے کے لیے معتبر نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شام کی رؤیت کو اہل مدینہ کے لیے ناکافی سمجھا اور اس امر کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرمایا۔

## جن ممالک کے مطالع مختلف نہ ہوں، وہ ایک دوسرے کی رؤیت کا اعتبار کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سکتے ہیں:

البتہ ایسے قریبی ممالک جن کے مطالع میں زیادہ اختلاف نہ ہو اور وہ رؤیت والے ملک کے مغرب میں واقع ہوں تو وہ اس کی رؤیت پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے، چنانچہ ایک سعودی عالم و مفتی شیخ عبداللہ بن عبدالرحمان الجبرین رحمہ اللہ (متوفی جولائی ۲۰۰۹ء) تحریر فرماتے ہیں:

> ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ جن ممالک میں چاند دیکھا گیا اور جو ممالک ان سے آگے، یعنی مغرب کی جانب ہوں، ان سب پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جب کسی ایک ملک میں چاند دیکھا گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس سے بعد والے ممالک میں بھی چاند نظر آئے گا، اس لیے کہ چاند سورج کے بعد غروب ہوتا ہے اور جیسے جیسے اس میں تاخیر ہوگی چاند سورج سے دور ہوتا چلا جائے گا اور زیادہ واضح اور ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر بحرین میں چاند دیکھا گیا تو ان ممالک کے لوگوں پر بھی روزہ رکھنا واجب ہو جائے گا جو اس کے بعد جیسا کہ نجد، حجاز، مصر اور مغرب (مراکش وغیرہ) ہیں مگر جو ممالک بحرین سے پہلے واقع ہیں، مثلاً: ہندوستان، سندھ اور ماوراء النہر (روس کے بالائی علاقے) کے ممالک، ان ملکوں کے لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہو گا۔'' (فتاوی الصیام، ص: ۷۲، طبع دارالسلام)

## رؤیت کے اثبات کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



احادیث میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر ہی افطار، یعنی عید کرنے کا جو حکم ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر ہر مسلمان کا دیکھنا ضروری ہے یا کتنے مسلمانوں کا دیکھنا کافی ہے؟

یہ بات تو واضح کی جا چکی ہے کہ جن ممالک کے مطالع ایک ہیں یا ان میں زیادہ فرق نہیں ہے، وہ ایک دوسرے کی رؤیت کی بنیاد پر رمضان وشوال وغیرہ کا آغاز کر سکتے ہیں۔

اب مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ رؤیت کا اثبات کس طرح ہوگا؟ ظاہر بات ہے کہ ہر شخص کو تو دیکھنے کا پابند نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے، اس لیے علماء کے ایک گروہ کی رائے تو یہ ہے کہ ایک عادل مسلمان کی گواہی سے رؤیت کا اثبات ہو جائے گا۔ امام شوکانی اور صاحب ''فقہ السنہ'' وغیرہم نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ رمضان المبارک کے لیے ایک عادل مسلمان کی گواہی اور رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں (شوال، ذوالحجہ وغیرہ) کے لیے دو عادل گواہی کی گواہی ضروری ہے۔ شرعی نصوص کی رو سے یہ دوسری رائے راجح ہے۔ واللہ اعلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

[ترائی الناس الھلال فأخبرت رسول اللہ ﷺ أني رأیتہ، فصام و أمر الناس بصیامہ.] (سنن أبي داود، الصیام، باب في شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان، حدیث: ٢٣٤٠)

''لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی (لیکن میرے سوا کسی کو نظر نہیں آیا) چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرمایا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے لیے ایک عادل مسلمان کی گواہی کافی ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے بھی جو باب باندھا ہے اس کا ترجمہ بھی یہ ہے کہ ”رمضان کے چاند کے اثبات کے لیے ایک شخص کی گواہی کا بیان۔“ اور اس کے تحت مذکورہ حدیث بیان کی ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اور اس باب سے پہلے امام ابوداود رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے: ”باب شہادة رجلین علی رؤیة ہلال شوال“ شوال کے چاند کے اثبات کے لیے دو آدمیوں کی گواہی کا بیان“ اور اس کے تحت امیر مکہ حارث بن حاطب کا یہ واقعہ بیان کیا ہے:

[أن أمير مكة خطب ثم قال: عهد إلينا رسول الله ﷺ أن ننسك للرؤية، فإن لم نره و شهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما.]

www.kitabosunnat.com

”امیر مکہ نے خطاب کیا اور اس میں اس نے یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔“

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ امیر مکہ نے یہ بھی کہا کہ ”اس مجلس میں بلاشبہ ایسی شخصیت موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔“ اور یہ کہہ کر انھوں نے اس شخصیت کی طرف اشارہ کیا، یہ شخصیت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تھی، ان سے جب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

[بذلك أمرنا رسول الله ﷺ.]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔"

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ایک دوسری روایت یہ بیان کی ہے کہ ربعی بن حراش ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

[اختلاف الناس في آخر يوم من رمضان، فقدم أعرابيان فشهدا عند النبي ﷺ بالله لأهلا الهلال أمس عشة، فأمر رسول الله ﷺ الناس أن يفطروا، زاد خلف في حديثه: و أن يغدوا إلى مصلاهم.]

"رمضان کے آخری دن کی بابت لوگوں کا اختلاف ہو گیا تو دو اعرابی (دیہاتی) آئے اور انھوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ انھوں نے (گاؤں سے مدینہ آتے ہوئے) کل شام کو چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزے توڑ لیں اور حدیث کے ایک راوی خلف کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے حکم فرمایا: "اگلے دن صبح کو (نماز عید کے لیے) عیدگاہ جائیں۔"

یہ دونوں حدیثوں (۲۳۳۸، ۲۳۳۹) سنن ابوداود کے اس باب میں موجود ہیں جس کا حوالہ پہلے گزرا ہے۔ پہلی حدیث میں دو گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنے کا حکم ہے اور دوسری حدیث میں دو گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنے کی عملی مثال ہے۔ پہلی حدیث میں حج کے ارکان کی ادائیگی، یعنی ذوالحجہ کے چاند کی صراحت ہے اور دوسری حدیث میں ہلالِ شوال کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے چاند کے علاوہ دیگر مہینوں کے اثبات کے لیے دو عادل مسلمان گواہوں کی گواہی ضروری ہے اور رمضان کے لیے ایک عادل مسلمان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گواہی کافی ہے۔

## عادل، جس کی گواہی معتبر ہے، کون ہے؟

عادل کا مطلب ہے کہ وہ مسلمان، متقی، احکام وفرائض اسلام کا پابند ہو اور کوئی واضح جرح اس پر ثابت نہ ہو۔ دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوال کے چاند کی معتبر گواہی اگر تاخیر سے ملے تو روزے اسی وقت توڑ دیے جائیں اور نمازِ عید کا وقت نکل چکا ہو تو نمازِ عید اگلے دن ادا کی جائے۔

## اگر کسی ملک میں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہو تو......؟

۱۹۷۹ء میں سنگاپور میں وہاں کی جمعیت دعوت اسلامی اور ایک دوسری تنظیم اسلامی کونسل کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہوا۔ جمعیت کی رائے میں ماہِ رمضان کی ابتدا اور انتہا ادلہ شرعیہ کے عموم کے مطابق شرعی رؤیت کے مطابق ہونی چاہیے جبکہ سنگاپور کی اسلامی کونسل کی رائے یہ تھی کہ رمضان کی ابتدا اور انتہا فلکیات کے حساب کے مطابق ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت ایشیا کے ممالک کا مطلع عموماً اور سنگاپور کا مطلع خصوصاً ابر آلود تھا، لہٰذا اکثر ممالک میں رؤیت کے مقامات ابر آلود ہونے کی وجہ سے یہ ایک ایسا عذر ہے کہ جس کی وجہ سے فلکیات کے حساب (کیلنڈر) پر انحصار کیے بغیر چارہ نہیں۔

یہ مسئلہ سعودی عرب کی فقہی کونسل میں؛ جس میں کبار علماء شامل ہیں، پیش ہوا، اسلامی فقہی کونسل کے ارکان نے نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں اس موضوع کا خوب مطالعہ کیا اور اس کی روشنی میں جمعیت دعوت اسلامی کی تائید کی کیونکہ اس موقف کی تائید میں شرعی دلائل واضح طور پر دلالت کناں ہیں۔

اسلامی فقہی کونسل کی رائے ہے کہ سنگاپور اور ایشیا کے بعض دیگر ممالک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جہاں عموماً مطلع ابر آلود رہتا ہے اور ان جیسے علاقوں میں مسلمانوں کے لیے چاند دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، انھیں چاہیے کہ اس سلسلے میں ان اسلامی ملکوں پر اعتماد کریں جو چاند کے سلسلے میں کسی حساب کے بجائے صرف اور صرف رؤیت بصری پر اعتماد کرتے ہیں تاکہ نبی ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو سکے کہ ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار (روزہ رکھنا ترک اور عید) کرو۔'' (فتاوی اسلامیہ: ۲/۱۵۹، ۱۶۰، مطبوعہ دارالسلام)

اس فتویٰ کی رو سے ایسے علاقوں کے لوگوں کے لیے جہاں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہے اور چاند کا دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، ایسے علاقوں کی رؤیت کے مطابق رمضان و شوال کا آغاز کرنا جائز ہے جہاں شریعت کے مطابق رؤیت بصری پر فیصلہ کیا جاتا ہے، جیسے سعودی عرب، پاکستان وغیرہ ہیں، گویا محض فلکیات پر اعتبار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح شرعی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کے شایاں نہیں ہے۔

## ہمیشہ ۳۰ روزے رکھنا بھی جائز نہیں:

علاوہ ازیں ایسے علاقوں کے لوگوں کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ یہ سوچ کر کہ ہمیں چاند تو نظر ہی نہیں آتا، ہمیشہ ۳۰ روزے رکھتے رہیں اور کسی بھی ملک کی رؤیت بصری پر اعتماد نہ کریں کیونکہ اس طرح بھی قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اس لیے کہ مہینہ اللہ ہی کے حکم سے کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے اور وہ دنوں کی اس کمی بیشی کو اپنے طور پر ختم کر دیں تو یہ یقیناً حدودِ الٰہی سے تجاوز ہوگا۔

﴿وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [البقرة: ۲۲۹]

## کچھ رؤیت ہلال کمیٹی اور اس کی پیش کردہ تجاویز کے بارے میں:

اب آخر میں ہم دو امور پر مزید گفتگو کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

① وقتاً فوقتاً مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلوں اور طریق کار پر تنقید ہوتی رہتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے، اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا کوئی جواز ہے یا نہیں؟

② رؤیت ہلال کمیٹی کو مزید بہتر کس طرح بنایا جا سکتا ہے اور اس کے لیے کیا مزید اقدامات کیے جانے چاہئیں؟

بعض حلقوں کی طرف سے بلکہ چند سال قبل خود وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے یہ تجویز منظر عام پر آئی تھی کہ رؤیت ہلال کمیٹی کا وجود ختم کر دیا جائے اور یہ معاملہ خود وزارت مذہبی امور سنبھال لے اور وہی علماء کے فیصلے کے بغیر رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان کرے، البتہ ایک اطلاعاتی مرکز قائم کیا جائے جس میں تمام جدید سائنسی آلات اور سہولیات موجود ہوں۔ وزارت مذہبی امور اس کی مدد سے چاند کے دیکھنے اور اس کا فیصلہ کرنے کا اہتمام کرے۔

③ سعودی عرب کو حرمین مقدسین کی وجہ سے پورے عالم اسلام میں عزت واحترام کا ایک خاص مقام حاصل ہے، پاکستان میں اس کی رؤیت اور فیصلے کو بنیاد بنالیا جائے اور اس کے مطابق ہی یہاں رمضان کے آغاز کا اور عیدین منانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہ اتحادِ امت کی اچھی مثال بھی بن سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں وزارتِ مذہبی امور کی مذکورہ دونوں ہی تجویزیں نہ صرف درست نہیں بلکہ قابل عمل بھی نہیں!!

جہاں تک پہلی تجویز کا تعلق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے سے علمائے کرام کا تعلق ختم کر دیا جائے اور یہ معاملہ کلیتاً حکومت کے ہاتھ میں چلا جائے۔ لیکن اس سے مسئلہ سلجھے گا نہیں، مزید الجھے گا، اس لیے کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے جس میں راہنمائی کے لیے عوام دینی راہنماؤں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ وہ شرعی مسئے میں حکومت پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خود مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے قیام کا پس منظر بھی یہی ہے کہ ایوب خاں کے دور میں ایک دو مرتبہ حکومت نے اپنے اعلان کے مطابق عید منوانے کی کوشش کی جو بری طرح ناکام ہوئی اور عوام نے علماء کی رائے پر ہی مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس تجربے کی روشنی میں بالآخر حکومت نے رؤیت ہلال کمیٹی قائم کی اور یہ معاملہ کلیتًا اس کمیٹی کے ذریعے سے علماء کے سپرد کر دیا۔ رؤیت ہلال کے قیام کے بعد یہ معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ کمیٹی کے فیصلے میں بعض دفعہ تاخیر ہو جاتی یا اس کا فیصلہ ہدفِ تنقید بنتا ہے، تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ یا تو حکومت کے ناقص انتظامات تاخیر کا سبب بنتے ہیں یا ناقص اطلاعات اس کا باعث ہیں۔ اصل ضرورت ان وجوہات کا خاتمہ ہے جن سے تاخیر ہوتی ہے یا اگر فیصلہ ہدفِ تنقید بنتا ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ رؤیت ہلال کمیٹی کا وجود ہی تحلیل کر دینا چاہیے جس کا کوئی قصور نہیں، کیونکہ **کمیٹی کا کام صرف چاند دیکھنا نہیں ہے بلکہ "چاند دیکھے جانے یا نہ دیکھے جانے کا فیصلہ کرنا ہے۔"** اور کمیٹی اپنا یہ کام، یعنی رؤیت کا فیصلہ کرنے میں دستیاب وسائل کی حد تک اپنی ممکنہ مساعی بروئے کار لاتی ہے، اس میں بالعموم کوتاہی نہیں کرتی۔

## کمیٹی کی بہتر کارکردگی کے لیے مزید اقدامات کی ضرورت:

اس تاخیر کے خاتمے یا غلط فیصلے کے ازالے کے لیے مزید چند باتوں کا اہتمام ضروری ہے تاکہ کمیٹی کی راہ میں جو مشکلات ہیں، وہ دور ہوں اور اس کی کارکردگی کو مزید بہتر بنایا جا سکے اور یہ دو اقدامات ہیں جو حسب ذیل ہیں:

ایک یہ کہ اگر مصدقہ اطلاعات ایسی ملیں جن سے کمیٹی کا فیصلہ غلط ثابت ہوتا ہو تو ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ کمیٹی کے ارکان دوبارہ جمع ہوں اور تحقیق وتفتیش کے بعد اگر فی الواقع پہلا فیصلہ غلط ہو تو اسے تبدیل کرنے میں کوئی عار اور سبکی محسوس نہیں کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چاہیے نہ اسے انا اور وقار کا مسئلہ بنانا چاہیے۔ شنید ہے کہ سعودی عرب میں بھی بعض دفعہ فیصلہ تبدیل کر کے نیا اعلان کیا گیا ہے۔ اس نظیر پر یہاں بھی عمل کیا جانا چاہیے، یہ ایک شرعی مسئلہ ہے جس میں شریعت ہی کی رو سے فیصلہ تبدیل کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملک میں عیسوی تقویم کے بجائے قمری تقویم کو اختیار کیا جائے، تاکہ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کیا کریں۔ ہم نے چونکہ قمری تقویم سے تعلق بالکل منقطع کر دیا ہے، اس لیے **لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام ہی نہیں کرتے، جو ایک بہت بڑی کوتاہی ہے۔** اس کوتاہی کا ازالہ بھی نہایت ضروری ہے اور اس کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو ہم نے عرض کیا، یعنی قمری تقویم کو اختیار کرنا، قمری تاریخیں ہی ملک میں رائج ہوں، اسی کے مطابق تنخواہیں ملیں اور اسی کے مطابق تعطیلات وغیرہ ہوں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ **ہر قمری تاریخ کو ۲۹ویں شب کے لیے حکومت کی طرف سے چاند دیکھنے کی اپیل شائع ہو۔** حکومت اپنے مخصوص مقاصد وعزائم کے اظہار کے لیے بلا مبالغہ کروڑوں روپے اشتہارات کی مد میں خرچ کرتی ہے، اگر وہ چند لاکھ روپے اس کام پر بھی صرف کر دیا کرے تو اس کے بہترین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ چاند کی ہر 29 تاریخ کے قومی اخبارات میں اشتہار کے طور پر یہ اعلان شائع ہو کہ ''لوگ آج شام کو چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور چاند نظر آنے کی صورت میں حسب ذیل نمبروں پر فون کے ذریعے سے اطلاع دیں......'' ہر علاقے کے اخبارات میں وہاں کی زونل کمیٹی کا فون نمبر دیا جائے، دیگر ضروری نمبر دیے جا سکتے ہیں۔ بہر حال ایک مسلمان مملکت کے لیے ضروری ہے کہ وہاں ذوق وشوق کے ساتھ چاند دیکھنے کا اہتمام ہو، اگر اس اہتمام میں کمی ہو تو اسے دور کیا جائے اور لوگوں میں چاند دیکھنے کی رغبت اور شوق پیدا کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علامہ قرافی رحمہ اللہ نے رؤیت ہلال کے مسئلے پر بہت تفصیل سے لکھا ہے اور یہ بحث ان کی مشہور تصنیف الفروق (ص:۸-۱۵) میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ رؤیت ہلال کے دو پہلو ہیں: ایک خبر کا اور دوسرا شہادت کا، اس اعتبار سے اس میں قضا (فیصلہ) کا پہلو نمایاں ہے۔

خبر کی حد تک، تمام انتظامات کی ذمہ دار حکومت ہے (ان میں جو کمی اور کوتاہی ہے، حکومت اس کے ازالے کا اہتمام کرے) کہ ہر ممکنہ طریقے سے، سائنسی آلات وغیرہ کی مدد لے کر یا عوام میں شعور اور رؤیت کا اہتمام پیدا کر کے کمیٹی کو چاند کے بارے میں تمام خبریں بروقت پہنچائی جائیں۔

جہاں تک شہادت کا معاملہ ہے اس کی جانچ پرکھ کا کام علماء کا ہے، وہی اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں کہ رؤیت ہلال کی جو شہادتیں میسر آئی ہیں وہ کس حد تک قابل قبول یا قابل ردّ ہیں اور آیا ان کی بنیاد پر رؤیت کا فیصلہ صحیح ہے یا غلط؟ حکومت کا کوئی انتظامی ادارہ شہادتوں کی جانچ پڑتال کا اہل نہیں کیونکہ اس میں حکومت کی سیاسی مصلحتیں اور مفادات درمیان میں آسکتے ہیں جو اس سارے کام کو مشکوک بنا دیں گے اور اسی وجہ سے عوام ان معاملات میں حکومت کے فیصلوں پر اعتماد نہیں کرتے۔ جبکہ علماء کے سامنے اس قسم کے کوئی مفادات نہیں ہوتے وہ تو صرف لوجہ اللہ عوام کی دینی راہنمائی کا فرضِ منصبی ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بنابریں رؤیت ہلال کمیٹی کے ختم کرنے کی تجویز غیر معقول اور ایک بنے بنائے نظم کو بگاڑنے کی مذموم سعی ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کمیٹی کو زیادہ موثر اور قابل اعتماد بنایا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس میں علماء کو صرف میرٹ کی بنیاد پر شامل کیا جائے، یعنی ان علماء کو کمیٹی کا ممبر بنایا جائے جو مستند عالم اور عوام کے معتمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علیہ ہوں۔ محض سیاسی رشوت کے طور پر حکومت کی حلیف مذہبی جماعتوں کے نمائندوں اور ان کے تجویز کردہ علماء ہی کو شامل نہ کیا جائے بلکہ حکومت کی حمایت یا مخالفت سے قطع نظر اہل افراد کو نامزد کیا جائے۔

④ سعودی عرب، بلاشبہ حرمین شریفین کے خادم ہونے اور دیگر بہت سی امتیازی خصوصیات کا حامل ہونے کی وجہ سے نہایت قابل احترام ہے، لیکن پاکستان اور سعودی عرب کے مطلع میں بہت زیادہ فرق ہے، اس لیے سعودی عرب کی رؤیت کو پاکستان کے لیے بھی قابل اعتبار گردانا شرعی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہو گا۔ شرعی نصوص کا تقاضا اور اکثر علماء کا فیصلہ یہی ہے کہ ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لیے کافی نہیں ہے الا یہ کہ مطلع کا زیادہ فرق نہ ہو جیسا کہ پہلے اس پر تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ اس اعتبار سے سعودی عرب کے فیصلے کو پاکستان کے لیے بھی لازمی قرار دینا شرعی نصوص کے خلاف ہو گا۔

## خلاصہ مباحث:

مذکورہ مباحث وتفاصیل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

* عالم اسلام میں ایک ہی دن عید منانے اور رمضان وغیرہ کا آغاز کرنے کا جو تصور ہے اس کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے، حتی کہ سعودی عرب کی رؤیت کو بھی اس کے لیے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔
* عالم اسلام کے ممالک میں مطالع کا باہم شدید اختلاف اور فرق ہے، اس کے ہوتے ہوئے کسی ایک ملک کی رؤیت کو عالم اسلام کے تمام ممالک کے لیے کافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔
* ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت ضروری ہے، البتہ ایک ملک کی

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حد تک کسی ایک علاقے یا ایک شہر کی رؤیت کو پورے ملک کے لیے قابل اعتبار گردانا جا سکتا ہے کیونکہ ایک ملک شہروں کے مطالع میں بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا، تاہم مختلف صوبوں میں اگر الگ الگ عیدیں بھی اپنی اپنی رؤیت کی بنیاد پر ہوں تو شرعاً یہ بھی جائز ہے۔

* رصد وفلکیات کے علم سے چاند کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فائدہ اٹھانا اور اس پر اعتماد کرنا جائز ہے، تاہم فلکیات کی بنیاد پر سارے سال کے لیے کیلنڈر بنانا 'نا جائز' ہے۔

* اہل خیبر کے معاملے کو علماء باہم مل کر حل کریں جیسا کہ ہم نے بھی اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کی ہے، لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو سکے تو ان کا باقی صوبوں سے پہلے چاند دیکھ کر الگ عید منانا یا رمضان کا آغاز کرنا کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو بہت زیادہ اہمیت دی جائے۔ ان کے معاملے کو ان کے علماء ہی پر چھوڑ دیا جائے۔

* مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا طریقہ کار صحیح ہے اور اس کے فیصلے کے مطابق عید و رمضان کا آغاز کرنا صحیح ہے، اہل خیبر بھی اگر اس کے مطابق ہی عیدین و رمضان کا اہتمام کریں تو بہتر ہے، تاہم اگر وہ اپنی رؤیت کے مطابق عمل کریں اور اپنے لوگوں کی شہادتوں پر اعتماد کریں جیسا کہ سالہا سال سے وہاں ایسا ہی ہوتا آرہا ہے تو شرعاً کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

* پاک و ہند کے علمائے احناف کے نزدیک بھی مطالع کا فرق و اختلاف معتبر ہے، اس لیے پاکستان میں بعض افراد اور اہل خیبر کی اس رائے میں کوئی وزن نہیں ہے کہ پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن عید منائی جائے۔

* جن ممالک میں موسم اکثر ابر آلود رہتا ہو، وہ ایسے ممالک کی رؤیت پر اعتماد کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سکتے ہیں جہاں رؤیت کے لیے شرعی تقاضوں کا اہتمام کیا جاتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# سائنس اور رؤیت ہلال

ہمارے روزنامہ پاکستان میں ''جناب **لیفٹیننٹ کرنل فرحان شاہد**'' نے ایک برمحل مضمون لکھا' جو جوں کا توں کتاب میں شامل کیا جاتا ہے۔

''تصور اور مشاہدہ دو الگ حقیقتیں ہیں

رویت ہلال کو رہنے دیجئے کیونکہ رویت میں تجسس ہے جو عید کا مزہ دوبالا کر دیتا ہے

اجتہاد ہو بھی گیا تو اس پر بھی امت شاید متفق نہ ہو جس طرح ہر مسلک نماز مختلف طریقوں سے ادا کرتا ہے، مولانا پوپلزئی اور ان کے ماننے والے اپنی عید اپنی مرضی کی رویت سے ادا کرتے رہیں گے

آئن شائن کی دلیل کے جواب میں نیل بوہر نے کہا تھا کہ آئن سٹائن جتنی بھی کوشش کر لے وہ چاند کی موجودگی تب تک ثابت نہیں کر سکتا جب تک اس کا مشاہدہ نہ کر لے

دلچسپی کی بات یہ ہے کہ مسجد قاسم علی خان والے باقی ملک کی عید کے غلط ہونے پر اصرار نہیں کرتے اور نہ ہی ضد کرتے ہیں کہ باقی ملک ان کے ساتھ عید منائے

چاند تو خلا میں ہر وقت موجود ہے لیکن اگر اس کا عکس پردۂ بصارت پر نہیں بنتا تو نیا چاند وجود میں نہیں آ سکتا ☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جس طرح اگر سننے والا کان نہ ہو تو سائنس کی رو سے آواز ہی نہیں ہوتی لہذا اگر دیکھنے والی آنکھ نہ ہو تو نیا چاند بھی نہیں ہو سکتا

نیا چاند اور سیارہ چاند ایک نہیں ہیں بلکہ دو مختلف تصورات ہیں ☆ سیارہ چاند آسمان پر ہے اور نیا چاند زمین کی سطح پر موجود انسانی آنکھ کے پردے پر بنتا ہے

سائنس ''موجودگی ہلال'' کا احتمال تو معلوم کر سکتی ہے لیکن عینی شہادت کا حکم صرف انسانی آنکھ کے دیکھنے سے ہی پورا ہو سکتا ہے

ہمارے وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی نے ایک پانچ رکنی ماہرین کی کمیٹی قائم کی ہے جو سائنسی طور پر نئے چاند کا تعین کرے گی کیونکہ کسی نے کہا یہ چاند ہے، کسی نے کہا روزہ تیرا ☆ وجہ یہ ہے کہ اس شرعی بحث میں کہ آیا شہادت رویت جو مسجد قاسم علی خان میں دی گئیں وہ مفتی منیب کو قبول کیوں نہیں ہوتیں، کچھ برادران جیسا کہ یاسر پیرزادہ سائنس کو بیچ میں لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم سورج کو ڈوبتا دیکھے بغیر مغرب صرف سائنسی حساب کتاب کی بنیاد پر پڑھ لیتے ہیں، سفید اور کالا دھاگا دیکھے بغیر فجر ادا کر لیتے ہیں تو پھر حساب کتاب کی بنیاد پر قمری کیلنڈر کو کیوں نہیں استوار کر لیتے؟ اس پر ستم ظریفی محکمہ موسمیات والے ڈھاتے ہیں کہ وہ کافی عرصہ قبل ہی چاند کے نظر آنے یا نہ آنے کی پشین گوئی کر دیتے ہیں اور پچھلی دفعہ تو سرکار نے عید کی تعطیلات بھی ان کی پشین گوئی کے تحت جمعہ کے روز سے شروع کیں حالانکہ اگر انتیس کو چاند نظر آ جاتا تو جمعہ کو عید ہو جاتی اور بہت سے لوگوں کی عید سفر میں گزر جاتی۔

میں کوئی عالم دین نہیں لیکن قرآن اور احادیث کے سادہ سے مطالعہ سے مجھ جیسا عام شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ نماز کے اوقات کے احکام میں وقت کا علم ہونے پر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ اب وقت چاہے سورج کو دیکھ کر معلوم کیا جائے یا گھڑی دیکھ کر۔ شرعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حکم اس وقت کے ہونے کا ہے، خودسورج یا دھاگے دیکھنے کا نہیں اوراب دھاگے دیکھے بغیراس وقت کی پیمائش ممکن ہے لہٰذا کوئی پابندی نہیں کہ آپ آج بھی دھاگے دیکھیں۔ لیکن ظاہر ہے گھڑی آنے کے بعد آپ گھڑی دیکھ کرنماز پڑھیں گے یا کوئی اورگھڑی دیکھ کرآپ کووقت ہونے کے بارے میں بتائے گا۔ چاند کے معاملے میں حدیث میں حکم انتیس کی رات کو چاند دیکھنے کا ہے، عینی شہادت کا ہے۔ ہاں البتہ اگرآپ سمجھتے ہیں کہ نیا چاند کا ہونا ضروری ہے، عینی شہادت ضروری نہیں تو آپ یہ شاید یقین ہی نہ کریں کہ سائنس کی رُو سے بغیر عینی شہادت کے، نیا چاند ہو جانے کو ثابت کرنا ممکن نہیں ہے۔

**سائنسی حساب کتاب اور عینی شہادت دو مختلف چیزیں ہیں اور حساب کتاب، عینی شہادت کا بدل نہیں ہے۔** سائنس ''موجودگی ہلال'' کا احتمال تو معلوم کرسکتی ہے لیکن عینی شہادت کا حکم صرف انسانی آنکھ کے دیکھنے سے ہی پورا ہوسکتا ہے۔

دلائل شروع کرنے سے پہلے میں اس سے ملتا جلتا ایک سائنسی مسئلہ اوراس کا سائنس کی رو سے حل بیان کرنا چاہوں گا ☆ آٹھویں صدی عیسوی میں ہندو بھگت شری ادیسنکارہ نے سوال کیا تھا کہ اگرکوئی بھی آسمان کی طرف نہ دیکھ رہا ہوتو کیا پھر بھی آسمان کا رنگ نیلا ہوگا؟ اسی مسئلے کو انیسویں صدی میں اس طرح پیش کیا گیا کہ اگرایک غیرآباد جزیرہ پرایک درخت زمین پرگرتا ہے اوراس کی آواز سننے کے لئے کوئی ذی روح موجودنہیں تو کیا درخت نے گرنے سے آواز پیدا کی؟ اس سوال کا جواب 5 اپریل 1884ء کے Scientific American Magazine کے شمارے میں یوں دیا گیا کہ'' آوازتب سنائی دیتی ہے جب کہ ہوا میں ارتعاش کانوں کے پردے کے ذریعہ حواس کے نظام تک پہنچے اور ہمارے اعصاب اس کو آوازتسلیم کریں ☆ درخت گرنے کی وجہ سے ہوا میں ارتعاش تو پیدا ہوگی لیکن وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سننے کے لئے چونکہ کوئی کان نہیں، لہٰذا وہاں کوئی آواز نہیں ہوگی ☆ یہ اس سوال کا عین سائنسی جواب ہے ☆

اب آتے ہیں اس دلیل کی طرف کے سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے اور چاند، سورج، سیاروں اور ستاروں کی گردش بہت زبردست ناپی جا سکتی ہے تو پھر رویت پہ اصرار کیوں؟ درحقیقت فلکیات کی رو سے سیارہ چاند کا لمحہ بہ لمحہ خلا میں مقام تو ناپا جا سکتا ہے لیکن نیا چاند جو زمین سے نظر آتا ہے وہ سیارہ نہیں بلکہ وہ عکس ہے جو سورج کی شعاعیں چاند کے ایک حصہ سے منعکس ہو کر زمین کی سطح پر بصارت کے پردے سے ٹکرا کر پیدا کرتی ہیں ☆ آسمان پر سیارہ چاند تو سوائے گرہن کے وقت کے ہر وقت آدھا روشن ہوتا ہے لیکن اس کا کچھ ہی حصہ زمین کی طرف روشنی منعکس کرتا ہے جس کے بڑھنے اور گھٹنے سے زمین کی سطح پر چاند کی منزلیں نظر آتی ہیں ☆ جب روشن آدھے چاند کا رخ مکمل طور پر سورج کی طرف ہوتا ہے تو اس رات چاند نظر نہیں آتا اور اسے فلکیات کی زبان میں pointconjunction کنجنکشن پوائنٹ کہتے ہیں ☆ پھر آہستہ آہستہ تقریباً سترہ گھنٹے بعد کچھ روشنی زمین پر پہنچ کر نئے چاند کی صورت میں دکھائی دیتی ہے جسے نئے چاند کی پیدائش کہا جاتا ہے ☆ نیا چاند اور سیارہ چاند ایک نہیں ہیں بلکہ دو مختلف تصورات ہیں ☆ سیارہ چاند آسمان پر ہے اور نیا چاند زمین کی سطح پر موجود انسانی آنکھ کے پردے پر بنتا ہے ☆ یہ حساب کتاب کہ اگر ایک آنکھ اس جانب دیکھ رہی ہو تو نئے چاند کا عکس بنے گا کہ نہیں، بہت پیچیدہ ہے اور اس میں حساب کتاب سے صرف رویت ہلال کا احتمال (Probability) ہی پر معین کیا جا سکتا ہے ☆ کیونکہ بہت سے عوامل جن میں، چاند کا افق سے زاویہ، ہوا میں موجود نمی اور گرد، آنکھ کی حساسی، سطح سمندر سے بلندی بلکہ چاند کا وہ حصہ جو روشنی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عکاسی کر رہا ہوتا ہے، اس کی ساخت تک اس حساب پر اثر انداز ہوسکتی ہے ☆ صرف زاویہ کے بارے میں بتاتا چلوں کہ البیرونی نے اس کا کم از کم معیار 12 ڈگری مقرر کیا تھا اور اب 1932 میں فرانسیسی ماہر فلکیات آندرے دینجون Andre Danjon نے اس کو 6.5 ڈگری مقرر کیا ہے ☆ لہٰذا جس طرح اگر سننے والا کان نہ ہوتو سائنس کی رو سے آواز ہی نہیں ہوتی لہٰذا اگر دیکھنے والی آنکھ نہ ہوتو نیا چاند بھی نہیں ہوسکتا ☆ نیا چاند تو سیارہ نہیں بلکہ پردہ بصارت پر بننے والا عکس ہے ☆ چاند تو خلا میں ہر وقت موجود ہے لیکن اگر اس کا عکس پردہ ٔ بصارت پر نہیں بنتا تو نیا چاند وجود میں نہیں آسکتا ☆ ابر آلود مطلع کی صورت میں جب مشاہدہ ممکن نہیں، حضور پاک ﷺ کا حکم تیس دن کرنے کا ہے ☆ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سائنس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ایک بھی آنکھ نے نیا چاند نہیں دیکھا تو نیا چاند نہیں ہوا ☆

سائنس کے استعمال سے سورج اور چاند گرہن کی بہت اچھے احتمال کے ساتھ پیشین گوئی کی جاتی ہے اور اس بنیاد پر لوگ اس کو دیکھنے مخصوص مقامات پر جاتے ہیں لیکن اس پر بھی NASA والے سو فیصد درستگی سے انکار کرتے ہیں. چلیں مان لیا کہ سائنسی ذرائع کے بے دریغ استعمال کے بعد رویت ہلال کا احتمال دنیا کے ہر مقام پر 99 فی صد تک بھی پہنچ سکتا ہے لیکن کسی قسم کی کوئی مساوات (Equations) چاند کو دیکھ نہیں سکتی بلکہ اس کو دیکھنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے اور اس سے پیشین گوئی میں مدد ضرور لینی چاہیے ☆ اگر چاہیں تو بے شک کلینڈر مرتب کر لیں لیکن اگر محکمہ موسمیات یہ پیشین گوئی صرف رویت ہلال کمیٹی کو دے تو زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ عوام الناس میں اعلان سے رویت میں تنازعہ پیدا ہونے کا خدشہ ہوجاتا ہے اگر رویت ہلال کمیٹی کا اعلان محکمہ کی پیشین گوئی کے برعکس ہوا اور ایک عام آدمی جو کہ یہ سمجھتا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سائنس کا جواب حتمی ہے، اس وجہ سے پورا نظام رویت سے بدظن ہو جائے گا ☆

سائنس پر انحصار کر کے تنازع کو ختم کرنے کی سعی realityobjective

کے فلسفہ کی بنیاد پر ہے ☆ سائنس کی پوری عمارت اسی بنیاد پر کھڑی ہے کہ پوری مادی کائنات ایک حقیقت ہے اور وہ نہ ہی ہمارے مشاہدہ یا ہمارے ادراک کی محتاج ہے اور ہم سائنس کی تحقیق کے ذریعے اس کو سمجھ اور اس کے راز عیاں کر سکتے ہیں ☆ نیا چاند نہ بھی دیکھا جا سکے پھر بھی وہ ملک میں ایک ہی رات کو ہو گا (حالانکہ یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے کہ رویت تو پاکستان بننے سے پہلے سے ہو رہی ہے تو نئی جغرافیائی حدود سے رویت کیسے فرق ہو گئی کہ انڈیا کی اپنی عید اور پاکستان کی اپنی) ☆ لہٰذا اگر چاند دیکھنے کا احتمال کم ہے لیکن مسجد قاسم علی خان نے رویت کا اعلان کر دیا ہے تو مسجد قاسم علی خان کے عینی شاہد یا تو جھوٹے ہیں یا غلط فہمی کا شکار ہیں اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی اور مسجد قاسم علی خان میں سے ایک لازماً غلط ہے اور اس کا روزہ یا عید بھی درست نہیں ☆ لیکن اسی علاقے میں پہلے کئی عیدیں منائی جاتی رہی ہیں تو کیا ان میں سے صرف ایک صحیح تھی؟ اس سوال کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ اب جب سائنس اور مواصلات نے اتنی ترقی کر لی ہے تو پھر غلط عیدوں کو صرف نیت کی درستگی کی بنیاد پر جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دلچسپی کی بات یہ ہے کہ مسجد قاسم علی خان والے باقی ملک کی عید کے غلط ہونے پر اصرار نہیں کرتے اور نہ ہی ضد کرتے ہیں کہ باقی ملک ان کے ساتھ عید منائے، (کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ فقہی رجحان پر ایسا کر رہے ہیں!) زیادہ مسئلہ باقی ملک کو ہے۔ کیا دونوں کی عیدیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست نہیں ہو سکتیں؟ کیا مضائقہ ہو کہ ہم دونوں کو درست مان لیں اور تنازعہ ہی نہ کھڑا کریں۔ میری رائے میں تو ہم مفتی پوپلزئی اور اس کے ماننے والوں کے بارے میں اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رعونت اور تکبر کا شکار ہو رہے ہیں جس میں سترہویں صدی کے یورپین اپنی محکوم غیر سفید فام اقوام کے بارے میں مبتلا تھے کہ یہ تو وحشی اور اجڈ ہیں اور ہم ان پر حکومت کر کے زبردستی ان کو انسانیت اور تہذیب سکھائیں گے ✯

اس سے پہلے کہ آپ شانے اچکا کر اس سوچ کو کہ دونوں کی اپنی اپنی حقیقت یعنی اپنی اپنی عیدیں ہو سکتی ہیں، کو غیر سائنسی قرار دیتے ہوئے صفحہ پلٹ لیں، میں یہ واضح کرتا چلوں کہ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے فلسفہ realityobjective اور کوانٹم فزکس، جس کی بنیاد پر پوری الیکٹرانکس اور کمپیوٹر کھڑے ہیں، آپس میں مطابقت نہیں رکھ پا رہے. مبصر (Observer) کوانٹم فزکس کی ایک بنیادی ضرورت ہے. گو اس نظریہ کا اطلاق بہت چھوٹی سطح پر ہوتا ہے لیکن اس کی ایک تشریح کے مطابق کوئی حقیقت تب تک وجود میں ہی نہیں آتی جب تک اس کا مشاہدہ (observe) نہ کر لیا جائے یعنی کہ حقیقت subjective ہے ہمارے شعور کی. آئن سٹائن Einstein کو اس تشریح سے سخت اختلاف تھا اور اس نے اس کو رد کرنے کے لیے چاند ہی کی دلیل دی کہ چاند اس لیے وجود نہیں رکھتا میں نے اس کا مشاہدہ کر لیا ہے بلکہ وہ اس کے بغیر بھی آسمان پر موجود ہے ✯ اس پر نیل بوہر Neil Bohr نے جواب دیا کہ آئن سٹائن جتنی بھی کوشش کر لے وہ چاند کی موجودگی تب تک ثابت نہیں کر سکتا جب تک اس کا مشاہدہ نہ کر لے ✯

یہ تشریح لگ بھگ ساٹھ سال تک، ماہرین طبیعیات میں مقبول ترین تشریح تھی اور کوپن ہیگن تشریح کے نام سے جانی جاتی ہے ✯ اسی تشریح کے مطابق تو کائنات بھی وجود میں نہیں آ سکتی تھی جب تک اس کا کوئی مشاہدہ نہ کر لیتا اور چونکہ سب کچھ کائنات کا حصہ ہے، لہٰذا کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ یہ مشاہدہ کرنے والا صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خدا ہی ہو سکتا ہے۔ گو یہ تشریح غلط نہیں لیکن اب سائنسدانوں نے اس سادہ تشریح کو رد کر کے بہت پیچیدہ تشریحات جیسا کہ سٹرنگ تھیوری Theory String اور ملٹی ورس multiverse یعنی کہ لاتعداد کائناتوں پر اجماع تو کر لیا ہے کیونکہ ان کا ایک بنیادی فیصلہ ہے کہ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے، اور وہ کسی ایسی طرف نہیں جانا چاہتے جہاں پہ یہ امکان پیدا ہو کہ مذہبی لوگ اس کو اپنے دلائل میں استعمال کر سکیں ☆ (جی ہاں! کسی بھی نظریہ یا اس کی تشریح کی قبولیت کے لیے سائنسدانوں کا اجماع ضروری ہے) ☆ لیکن حال ہی میں مشہور امریکی یونیورسٹی ایم آئی ٹی کے ایک کامیاب تجربے نے یہ ثابت کیا ہے کہ حقیقت دو مبصروں کیلئے مختلف ہو سکتی ہے ☆ اس تجربے نے کوپن ہیگن تشریح کا پھر سے پلڑا بھاری کر دیا ہے ☆ اب اگر سائنس بھی اس چیز کو ماننے کو تیار ہے کہ دو مبصرین کیلئے (چلیں بہت چھوٹی سطح پر سہی) دو مختلف حقیقتیں ہو سکتی ہیں تو ہمیں کیوں اعتراض ہو کہ دونوں فریقین کی عیدیں اپنے اپنے لئے درست ہو سکتی ہیں ☆ اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت میں ہمیں کیوں شبہ ہو کہ وہ دونوں کی عیدیں بیک وقت کیوں قبول نہیں کر سکتا ☆

وزیر صاحب نے مزید کچھ بیانات دیے ہیں کہ قوم کا بہت سرمایہ رویت ہلال پر خرچ ہو رہا ہے اور "تعلیم یافتہ" علما یہ مانتے ہیں کے اجتہاد کے ذریعے اس حکم میں تبدیلی کر کے رویت کی ضرورت ختم کی جا سکتی ہے اور رویت کے احتمال کی ایک سائنسی سطح مقرر کی جا سکتی ہے ☆ اس طرح نئے چاند کا فیصلہ بہت پہلے کر کے اس مسئلہ سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے ☆ میں اس سلسلے میں صرف یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ رویت ہلال اور ملک میں ایک ہی عید نہ ہی مذہبی مسئلہ ہے اور نہ ہی سائنس کا بلکہ اس کا تعلق عمرانیات (Sociology) سے ہے ☆ دنیا گروہوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی لئے تقسیم ہوئی ہے کیونکہ ایک خیال پر ہر شخص متفق نہیں ہو سکتا ☆ اگر یہ اجتہاد ہو بھی گیا تو اس پر بھی امت شاید کبھی متفق نہ ہو گی اور جس طرح ہر مسلک نماز مختلف طریقوں سے ادا کرتا ہے، مولانا پوپلزئی اور ان کے ماننے والے اپنی عید اپنی مرضی کی رویت سے ادا کرتے رہیں گے۔ باقی عوام تو موجودہ رویت ہلال کو بھی مان رہی ہے اور اس کے بعد ''موجودگی ہلال'' کو بھی علما اور سائنس دانوں کے کہنے پر مان لے گی ☆ آیا ریاست طاقت کے زور پر ملک میں ایک ہی عید کروانا چاہے گی یا نہیں تو یقیناً آپ کا جواب طاقت کے استعمال کے خلاف ہوگا کیونکہ جس میں مجبوری آجائے وہ عید تو نہیں ہو سکتی ☆ میں ذاتی طور پر اس چیز کا قائل ہوں کہ رؤیت ہونی چاہیے اور بلاشبہ موجودہ رویت ہلال کے نظام کے ذریعے ہونی چاہیے کیونکہ اس نظام نے ملک کی اکثریت کو ایک عید پر متفق کیا ہے (اس سے پہلے تو محلوں اور ایک محلے کی دو مسجدوں میں بھی الگ الگ عید منائی جاتی تھی)۔ رویت ہلال کو رہنے دیجئے کیونکہ رویت میں تجسس ہے جو عید کا مزہ دوبالا کر دیتا ہے۔ اعلان کا انتظار، اعلان پر مبارکباد کا غلغلہ ہماری تہذیب، روایت اور بچپن کی یادوں کا حصہ ہے، اور اس طرح رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مولانا پوپلزئی اور مفتی منیب صاحب کے علیحدہ علیحدہ اعلان ہماری یادوں کا حصہ بن جائیں گے اور ان کے بارے میں سوچ ہونٹوں پر مسکراہٹ ہی لائے گی۔'' (روزنامہ پاکستان سنڈے میگزین' مئی ۲۰۱۹ء)

(نوٹ: مندرجہ بالا مضمون کے بعض مندرجات سے متفق نہ ہونے کے باوجود بحیثیت مجموعی مفید جانتے ہوئے شامل کتاب کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس کی سائنسی بحث کی اہمیت کے پیش نظر!)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# نئے چاند کی پیدائش اور نظر آنے کی مدت!

## (اس حوالے سے بعض حضرات کی چند سائنسی تحقیقات حاضر خدمت ہیں۔)

''سورج اور چاند کے ایک سیدھ میں آجانے کا وقت ولادت قمر یا اجتماع شمس وقمر کہلاتا ہے اور اس حالت کو حالت محاق کہا جاتا ہے۔

ولادت قمر کے بعد گزرنے والا وقت چاند کی عمر کہلاتا ہے۔

عین ولادت کے وقت چاند کی عمر صفر ہوتی ہے۔

ولادت قمر کے وقت چاند کا جو نصف تاریک حصہ زمین کی طرف ہوتا ہے ہمیشہ وہی حصہ زمین کی طرف رہتا ہے اسی تاریک حصے پر جیسے جیسے سورج کی روشنی زیادہ پڑتی جاتی ہے ویسے ویسے چاند کی ہلالی شکل بڑھتی جاتی ہے۔

محاق کی حالت کے بعد چاند مشرق کی جانب تھوڑا ہٹتا ہے تو ہمیں اس کا چمکتا ہوا کنارہ نظر آتا ہے وہی کنارہ ہلال کہلاتا ہے۔

اس بارے میں ماہرین فلکیات کا اختلاف ہے کے ولادت کے بعد چاند کی سورج سے کتنے درجے کی دوری پر چاند نظر آنے کے قابل ہوتا ہے؟

اس بارے میں چار مشہور اقوال ہیں:

8 درجے

10 درجے

12 درجے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



13 درجے

اگرہم 12 درجے کا قول لیں تو ماہرین کی تصریح کے مطابق جب مہینے کے آخر میں چاند کا سورج کے مغربی جانب فاصلہ 12 درجے یا اس سے کم درجے رہ جائے تو چاند نظر نہیں آتا پھر جب چاند سورج کے سامنے آجاتا ہے تو اس کا درجہ صفر رہ جاتا ہے اور پھر چاند مشرقی جانب بڑھنا شروع کرتا ہے تو 12 درجے کے بعد نظر آنے کے قابل ہوتا ہے۔ اور آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ چاند دو گھنٹے میں ایک درجہ طے کرتا ہے اس حساب سے 12 درجے کے قول کے مطابق مہینے میں تقریباً 48 گھنٹوں کا وقفہ ایسا ہوتا ہے جس میں چاند نظر نہیں آتا پھر چاند کی سورج سے مشرقی جانب دوری اقوال کی ترتیب کے مطابق 8 درجے، 10 درجے، 12 درجے یا 13 درجے ہوجاتی ہے تو وہ نظر آنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ اس تمام تفصیل سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ چاند کی ولادت کے بعد عمر اقوال کی ترتیب کے مطابق 16 گھنٹے، 20 گھنٹے یا 24 گھنٹے یا 26 گھنٹے ہوتو چاند نظر آئے گا چاند کی عمر زیادہ سے زیادہ 26 گھنٹے ہوتو وہ نظر آنے کے قابل ہوگا واضح رہے کہ 13 درجے سے زائد کا قول کسی بھی ماہر فلکیات کے نزدیک نہیں ہے۔ 12 درجے (24 گھنٹے) کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (حوالہ: تفہیم الفلکیات، صفحہ 140)

نوٹ: واضح رہے کھلی آنکھ سے چاند نظر آنے کے لئے صرف چاند کی عمر کا اعتبار کرنا ٹھیک نہیں دوسرے بھی عوامل ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے۔ کھلی آنکھ سے چاند نظر آنے کے لئے چاند کی عمر کے ساتھ ساتھ اسکی بلندی (ارتفاع Altitude) مطلع کی صورت حال، lagtime چاند اور سورج کے غروب ہونے کا درمیانی وقفہ، Phase of Moon یعنی چاند کا کتنا روشن حصہ ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جانب ہے؟؟، چاند کی موٹائی، چاند اور سورج کے السمت Azimuth میں فرق جسے Realtive Azimuth کہا جاتا ہے اور چاند اور سورج کا زاویائی فرق Elongation بھی دیکھا جاتا ہے چنانچہ چاند نظر آنے کے لئے اس کی افق سے بلندی کم سے کم 10 درجے ہونی چاہئے اور اگر 8 یا 9 درجے کا چاند ہوتو مطلع بلکل صاف وشفاف ہونا چاہئے۔

کراچی کے معروف دینی ادارے جامعہ فاروقیہ کے پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب لکھتے ہیں کہ

"کارخانہ کائنات کی ہر اکائی حرکت میں ہے اور حرکت ہی زندگی ہے، اللہ خالق کائنات نے اجرام سماوی بشمول چاند اور زمین کو بھی حرکت میں رکھا ہے اور یہ حرکت دائیں سے بائیں طواف بیت اللہ کے رخ پر ہمہ وقت جاری ہے۔ طے شدہ نظم کے ساتھ چل رہی ہے ۔ ایک لمحہ اس کے خلاف ہو جائے تو قیامت آجائے اور قیامت بظاہر ایسے ہی تو آئے گی کہ انسان کے غلط اعمال کی وجہ سے نظم کائنات میں خرابی آجائے گی اور ایک بگاڑ ایک ٹکراؤ پیدا ہو جائے گا پھر سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ فی الحال سب کچھ جاری وساری، رواں دواں ہے، کل فی فلک یسبحون (القرآن)

زمین سورج کے گرد اور چاند زمین کے گرد گھوم رہا ہے، پھر ہر ایک کی اپنی محوری گروش بھی ہے اور سورج بھی اپنے افراد خاندان کے ہمراہ اپنے مستقر کی طرف جارہا ہے اگر چہ اس کی رفتار اتنی کم ہے کہ عقل مندوں نے اسے ساکن کہہ دیا تھا (sun is Stationany حالاں کہ مالک کہتا ہے: ﴿والشمس تجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لمستقر لھا﴾ تو کسی کے کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، سورج کا یہ چھوٹا سا گھرانہ بروج والے فلک کو درجہ بدرجہ طے کرتا ہے۔ اہل حساب نے دائرہ فلک کو 360 درجوں اور ہر ایک برج کو 30 درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ جاری سفر یعنی گردش کے دوران سورج چاند بلکہ تمام سیارگان کی نشستیں بدلتی رہتی ہیں۔

## نیو مون کیا ہے؟

دائرہ فلک کے ایک ہی برج کے ایک ہی درجہ پر جب سورج اور چاند موجود ہوں، پھر اپنی تیز رفتاری کے سبب اس درجے سے ایک ہی لمحہ بعد چاند آگے بڑھ جائے تو اس کو نیو مون یا نئے چاند کی پیدائش کہتے ہیں۔ چاند کو نیا انداز اور انسان کے لیے اس کی نئی مونہہ دکھائی کے آغاز کو نیو مون کہہ دیا گیا، ورنہ حقیقت میں تو یہ پرانا چاند ہی ہے نیا نہیں بس اس کا روپ نیا ہے۔ چاند بھی اجرام سماوی میں سے ایک ہے جو تخلیق کائنات اور وجود کائنات کا اہم حصہ ہے۔ بات چاند کے وجود کی نہیں اس کے شہود کی ہو رہی ہے۔ اور شہود کے لیے سورج کی کرنوں کا چاند پر پڑ کر حضرت انسان تک یعنی اس کی آنکھوں تک منعکس ہونا ضروری ہے۔

## ہلال کیا ہے؟

ہلال خوب صورت لڑکے (الغلام الجمیل) کو بھی کہتے ہیں مگر یہ اس کا ثانوی معنی ہے۔ عربی لغات میں یہی لکھا ہے اور بچہ وقت پیدائش جب ایک آواز دے کر چیخ مارتا ہے تو اسے کہتے ہیں ھل الطفل ھلالا (نومولود بچے نے چیخ ماری) گویا نئے چاند کا ظہور اور اظہار ہی ہلال ہے۔ بطن مادر میں بچے کا وجود جائے انکار نہیں مگر بچے کا تعارف ابھی نہیں ہوا۔ اس کے وجود کا اظہار و امتیاز ابھی نہیں ہوا۔ اس کا نام ابھی رکھا نہیں گیا اگرچہ اہل خانہ کو بطن مادر میں بچے کے وجود کا انکار نہیں۔ بالکل اسی طرح چاند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے وجود کا انکار کوئی عقل مند نہیں کر رہا۔ البتہ اس کا نام ابھی ہلال نہیں ۔ ہلال اس وقت کہا جائے گا جب وہ ظاہر ہو کر انسانی آنکھ کو اپنا مشاہدہ کرا دے گا۔ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اگر انسانی آنکھ اور ہلال کے مابین بادل، گرد وغبار وغیرہ حائل ہو جائیں یعنی اس کا مشاہدہ نہ ہو سکے تو اسے ہلال مت شمار کرو، وہ تیسواں دن شمار ہوگا،** واضح بات ہے نبی پاک ﷺ نے چاند کے وجود کی نہیں شہود کی بات فرما کر فیصلہ کر دیا کہ گنتی نیومون سے نہیں ہلال نو سے ہوگی، ورنہ وجودی علمی چاند کے سامنے تو بادل وغیرہ حائل نہیں ہوتے۔ ارشاد رسول اکرم ﷺ کے الفاظ میں [فان غم علیکم] بادل وغیرہ تو شہودی چاند ہی کے مشاہدہ کے خلاف ظاہری آنکھ کے سامنے حائل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا طے ہو گیا کہ شارع علیہ السلام کی مراد ومقصود مطلع فلک پر آخر ماہ میں سامنے نظر آنے والا شہودی نیا چاند ہے، جو ہلال کہلاتا ہے۔

## سورج گرہن اور نیومون

جیسا کہ ذکر ہوا دائرہ فلک میں ایک ہی نقطے پر سورج اور چاند ایک ہی سیدھ میں آجائیں تو زمین بھی خاص انداز میں اسی درجے پر ہو تو انسانی آنکھ تک سورج کی کرنیں براہ راست نہیں پہنچ پاتیں، درمیان میں چاند کی ٹکیہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اسی رکاوٹ کی وجہ سے سورج گہنا جاتا ہے اور اسے سورج گرہن کہتے ہیں تاہم یہاں بھی ایک ہی لمحے بعد چاند آگے بڑھتا ہے تو اسے نیومون کہتے ہیں۔ اگرچہ ابھی گھنٹہ آدھا گھنٹہ یا زیادہ سورج گرہن موجود رہتا ہے اور تمام اہل علم وحکمت اس بات پر متفق ہیں کہ ایسے وقت میں دنیا بھر میں ننگی آنکھ سے چاند کا نظر آنا ناممکنات میں سے ہے، نیومون کو تاریک چاند بھی کہا جاتا ہے۔(Black Moon)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


## ہلال کب نظر آنا ممکن ہے؟

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ایک ہی نقطہ فلک پر سورج اور چاند اکٹھے ہوئے پھر ایک درجے کو طے کرنے کے لیے سورج کو ایک دن اور چاند کو صرف دو اڑھائی گھنٹے وقت درکار ہوتا ہے۔ اس تیز رفتاری کی وجہ سے چاند اگلے درجے کی طرف بڑھ جاتا ہے اور سورج تو روشنی کا خزانہ ہے۔ ایک خاص وقت تک اس کی تیز ترین شعائیں چاند کو اپنی زد میں لیے رکھتی ہیں گویا ماں نے بچے کو گود میں چھپایا ہوا ہے۔ جیسے ہی چاند شعاعوں کی زد سے نکلتا ہے وہ بہ شکل ہلال افق مغرب پر انسانی آنکھ کو دعوت نظارہ دینے لگتا ہے۔ عام طور پر نیومون کی پیدائش سے 30 گھنٹے بعد ہلال نظر آ جایا کرتا ہے۔ مگر موافق فلکی کیفیات میں 20 گھنٹے بعد بھی اس کا نظر آنا ممکن ہو جاتا ہے۔

## ہلال کی جسامت یعنی چھوٹا بڑا ہونا

نیومون شام کو مثلاً بعد مغرب پیدا ہوا تو اگلے دن شام کو اس کی عمر تقریباً 24 گھنٹے ہوگی، اگر دوپہر 12 بجے نیومون پیدا ہوا تو شام کو اس کی عمر 6 یا 7 گھنٹے ہوگی اور اگلی شام 30 گھنٹے یا زائد ہوگی، دیگر کوائف پورے نہ ہونے پر اگر اس شام بھی چاند نظر نہ آیا تو آئندہ شام 24 گھنٹے اور جمع کر لیں یعنی اس کی عمر 54 گھنٹے یا اس سے بھی زائد ہو سکتی ہے۔ دوسری بات چاند کی بلندی 5 درجے ضروری ہے، اگر اس درجے پر چاند نظر نہ آیا تو اگلے دن چاند کی بلندی کافی زیادہ ہو جائے گی وہ اونچا نظر آئے گا، پھر پہلے دن اگر عمر کم ہوئی اور چاند کا ارتفاع بھی کم ہوا تو چاند غروب آفتاب کے بعد جہاں اس کا 50 منٹ کھڑے رہنا کافی تھا اب وہ اس سے زیادہ سوا گھنٹہ اور بعض اوقات ڈیڑھ گھنٹہ تک کھڑا رہے گا، یہ اور اس طرح کی کئی دیگر وجوہات کی بناء پر پہلی راتوں میں نظر آنے والا چاند کبھی چھوٹا اور کبھی بڑا نظر آئے گا۔ کبھی 50 منٹ یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک گھنٹہ اور کبھی ڈیڑھ گھنٹہ نظر آتا رہے گا۔ کبھی تھوڑا بلند اور کبھی کافی اونچا نظر آئے گا، مگر ان کی کیفیات کو صرف ماہرین علم فلکیات ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ان باریکیوں کو عام پڑھا لکھا آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ لہٰذا چاند کے چھوٹا بڑا ہونے، موٹا باریک ہونے اور زیادہ اونچائی یا کم اونچائی سے تاریخوں کا فیصلہ قطعاً نہیں ہوسکتا۔ حدیث پاک میں کئی صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں عام لوگ پہلی کے چاند کو دوسری تیسری کا چاند کہنا شروع کر دیں گے۔ لہٰذا اس میں محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔ اور ان باریکیوں کو ماہرین فن پر چھوڑ دینا چاہیے۔

## اختلاف مطالع کیا ہے؟

چاند افق مغرب پر بصورت ہلال نظر آیا کرتا ہے۔ مگر مغرب کی سمت شمال او رجنوب کے درمیان پورے کرہ ارض یعنی عرض بلد پر مشتمل ہے۔ اس کو خالق کائنات نے مغربین بھی کہا ہے۔ یعنی مغرب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، اور مغارب بھی فرمایا ہے یعنی مغرب کے ہر ہر درجے کو مغرب کا نام دے دیا ہے۔ سورج کی ڈیٹ لائن اہل علم نے طے کر دی ہے۔ جو مستقل صورت رکھتی ہے۔ مگر چاند کبھی ایک درجے پر کبھی دوسرے پر، کبھی کہیں اور کبھی کہیں طلوع ہوتا ہے۔ اس کے قواعد وضوابط بھی طے کر لیے گئے ہیں مگر ہزار کوشش کے باوجود بھی اسے فیصلہ کن نہیں کہا جاسکتا ہے۔ تمام سائنس دان اس بات پر آج بھی متفق ہیں کہ شرعی طور پر جسے رؤیت ہلال کہا گیا ہے۔ وہ ہر ماہ آنکھوں سے دیکھ کر ہی فیصلہ کن ہوا کرتی ہے۔ اس طرح عام طور پر چاند اپنی گردش کے دوران زمین کے گرد گھومتے ہوئے دائیں سے بائیں یعنی زمین کے مغرب سے جنوب کی طرف گھومتا ہوا مشرق سے شمال کی طرف موڑ کاٹ کر دوبارہ مغرب کو چلا جاتا ہے۔ چاند کا یہ سفر بعض اوقات بہت ہی مختصر خطہء ارض کو، بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اوقات جنوبی نصف کرہ کو بشمول آسٹریلیا، ملائیشیا، اور بعض اوقات بغیر ان دونوں خطوں کے صرف جنوبی یا وسطی ومغربی افریقی ممالک کو گھیرتا ہوا مغرب کو بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ کرہ ارض کے جنوب مغرب (جنوبی امریکا) کے نہایت محدود علاقہ یا صرف سمندری علاقوں کو چھو کر چاند واپس غروب ہو جاتا ہے۔ یہ باتیں اگر عام قارئین نہ سمجھ سکیں تو کسی سمجھ دار اسکول ٹیچر یا پروفیسر کو بتا کر سمجھ سکتے ہیں۔ خیر مقصد یہ ہے کہ عام طور پر چاند بہ شکل ہلال ایک ہی دن میں پوری دنیا میں نظر آنا ممکن نہیں ہوتا۔ خصوصاً انتہائی شمالی علاقوں میں اور بسا اوقات شمالی یورپ شمالی ایشیا اور ناروے سے سویڈن ڈنمارک کینیڈا وغیرہ علاقوں (بشمول برطانیہ وغیرہ) میں تو اکثر باقی دنیا سے ایک دن بعد ہی رؤیت ہلال ممکن ہوتی ہے۔ فیصلہ تو علماء اسلام ہی کر سکتے ہیں تاہم اتنا ضروری ہے کہ اگر جنوبی امریکا اور وسطی جنوبی افریقہ میں چاند نظر آ جائے تو ضروری نہیں کہ وہ باقی دنیا میں بھی نظر آئے، مشرق اور شمال کے مناطق میں نظر آنے والا چاند البتہ اکثر مغربی جنوبی علاقوں میں نظر آ سکتا ہے۔ یہی بات اختلاف رویت مقامی رویت یا اصطلاحی الفاظ میں اختلاف مطالع کہلاتی ہے۔

اس کو مثال سے یوں واضح کر سکتے ہیں کہ جو چاند جنوبی امریکا اور افریقا کے جنوبی ممالک میں نظر آیا ہے ضروری نہیں کہ وہ حجاز مقدس اور پاک وہند میں بھی نظر آئے۔ اب ہم نہ ان کو روک سکتے ہیں کہ تمہارے ہاں رمضان کا چاند نظر تو آ گیا ہے مگر تم روزہ نہ رکھو۔ عید کا چاند نظر آ گیا ہے مگر تم عید نہ کرو یا قربانی سے رک جاؤ اور دوسرے دن جب مکہ مکرمہ اور حجاز مقدس میں چاند نظر آئے گا تم بھی ان کے ساتھ روزہ عیدین اور قربانیاں کر لینا۔ بالکل اسی طرح جب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم نص قطعی کے مطابق سعودی علاقوں میں اور پاک وہند میں ہلال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ڈھونڈنے کے باوجود نظر نہیں آیا۔ شرعی شہادتیں نہیں مل سکیں تو ان مخلص موحد مسلمانوں کو ہم اس کا پابند نہیں کر سکتے کہ چوں کہ سوڈان اور الجزائر کے علاقوں میں یا جنوبی امریکا کے مسلمانوں کو کھلی آنکھوں ہلال نظر آ گیا ہے لہٰذا حجاز مقدس کے محبوب باسی اور پاک وہند کے بنیاد پرست مسلمان بھی ضرور روزہ رکھیں عید کریں اور انتہائی مغرب میں واقع علاقوں کے لوگوں کی گواہی پر حج جیسی عظیم عبادت کا مدار رکھیں۔ یہ نہ ممکن ہے نہ مطلوب۔ اسی اختلاف رؤیت کو شرعی فقہی اصطلاح میں اختلافِ مطالع کا نام دیا گیا ہے۔

اختلاف مطالع پر بھی علماء وفقہا کا پر خلوص اختلاف رہا ہے۔ بہت سے متقدمین فقہاء اختلافِ مطالع کو حجت نہیں کہتے، بس جب رؤیت ہلال شرعی قیود کے ساتھ ثابت ہو جائے تو مسلمانوں پر روزہ فرض اور عیدین کی ادائیگی واجب ہو گی اور اس پر ہی قربانیاں ہوں گی، مگر اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب انسانی آبادی کی آخری حدود مراکش اور اس کے متصل سمندری جزیرے تھے اور یہ آخری انسانی آبادی اسی وجہ سے اس زمانے میں المغرب کہلائی اور آج بھی اگر عربی میں المغرب بولا جائے تو اس سے مغربی افریقہ کا ملک مراکش ہی مراد ہو گا۔ لیکن آج امریکا کی دریافت کو طویل زمانہ گزر چکا اور انسانی آبادی کا ایک بڑا حصہ شمالی اور جنوبی امریکا میں ناقابل انکار حقیقت ہے، اسی بناء پر متقدمین علماء میں سے ان لوگوں کی رائے کو متاخرین علماء نے ترجیحاً لے لیا۔ جنہوں نے اختلافِ مطالع کو اختلاف رؤیت کی ایک وقیع وجہ قرار دیا تھا۔ ذرا غور تو کیجیے بنگلہ دیش اور چین وغیرہ سے تقریباً اتنے ہی فاصلے پر حجاز مقدس ہے جتنا مراکش اور یورپ سے مکہ مکرمہ۔ لیکن جب امریکا کے شمالی وجنوبی ممالک کو انسانی آبادی کی وسعتوں میں شامل کر لیا جائے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اختلاف مطالع کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ کیوں کہ اب کرہ ارض کی آبادی پہلے سے دگنی وسعتوں کی حامل ہے۔

اختلافِ مطالع کی ایک اہم بنیاد انتظامی مناطق بھی ہیں یعنی ایک ہی انتظامی منطقہ میں رؤیت ہلال کے اختلافی اعلانات سے انتظامی مسائل پیدا ہوں گے لہٰذا حکم دیا گیا کہ مرکزی طور پر ایک ہی اعلان ہوگا اور تمام ماتحت علاقوں میں اس پر عمل ہوگا۔ البتہ حج کی عبادات کا تعلق طے شدہ ہے کہ وہ صرف رؤیت حرمین سے منسلک ہے۔ اب پوری دنیا میں پانچ درجن اسلامی ممالک ہیں، جو الگ الگ انتظامی یونٹس کے ماتحت ہیں۔ اور وہ مشرقی ایشیا سے جنوبی امریکا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اہل اسلام کی کم نصیبی سے خلافت اسلامیہ موجود نہیں ہے اور اس وقت سربراہان ممالک اسلامیہ میں سے ایک بھی اس کا اہل نظر نہیں آتا کہ ساری امت اس پر متفق ہو سکے۔ لہٰذا تمام انتظامی مناطق یعنی اسلامی ممالک کی رؤیت الگ الگ ہونا ہی بہتر ہے۔ اور اس بات پر مفتی اعظم سعودی عرب کا فتوی اور فیصلہ بھی موجود ہے۔''

**جناب پروفیسر حسام الدین** ایسوسی ایٹ پروفیسر ''چاند کی حقیقت اور رؤیت ہلال کا مسئلہ'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

ہمارا سورج بھی ایک ستارہ ہے جس کے گرد آٹھ سیارے ہزاروں سیارچے گھوم رہے ہیں۔ سورج کے خاندان میں بعض سیاروں کے کئی کئی چاند دریافت ہو چکے ہیں اور بعض کے ابھی تک کسی چاند کا پتہ نہیں چلا ہے، مثلاً عطارد اور زہرہ کا کوئی چاند دریافت نہیں ہوا۔ زمین کا ایک چاند، مریخ، کے دو، مشتری کے 68، زحل کے 62، یورینس 27۔ اور نیپچون کے 14 اور پلوٹو سیارے چے کے پانچ چاند دریافت ہو چکے ہیں۔ اس طرح 2 014 کے اختتام تک نظام شمسی میں چاندوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے تعداد 181 تک پہنچ چکی ہے۔

آیئے اب ذرا زمین کے چاند کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ہمارے زمین کا ایک ہی چاند ہے جو زمین کے گرد 2288 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک بیضوی شکل کے مدار میں گھوم رہا ہے۔اور چودہ لاکھ 23 ہزار میل کا فاصلہ 27 دن 7 گھنٹے اور 34 منٹ میں مکمل کرتی ہے۔ آسمان پر دیگر ستاروں کے حساب سے یہ چاند کا ایک مہینہ پورا کرتا ہے لیکن چونکہ چاند گردش کے دوران زمین کا ساتھ نہیں چھوڑتی اور زمین سورج کے گرد گردش کر کے کچھ اگے نکل جاتی ہے اس طرح چاند کو کچھ فاصلہ مزید طے کرنا پڑتا ہے اور اس طرح 29 دن 12 گھنٹے میں دوبارہ نئے چاند کا آغاز ہوتا ہے۔اس طرح قمری مہینہ ساڑے 29 دن کا ہوتا ہے۔اور قمری سال تقریبا 354 دنوں کا ہوتا ہے، جس طرح بتایا گیا کہ چاند کا مدار بیضوی شکل کا ہوتا ہے اس لئے چاند اور زمین کے درمیان فاصلہ کبھی کم سے کم ہوکر 221463 میل رہ جاتا ہے اور کبھی زیادہ سے زیادہ ہوکر 252710 میل رہ جاتا ہے اور اوسط فاصلے 238840 میل ہوتا ہے۔

چاند کی رفتار بھی فاصلے کے ساتھ تبدیل ہوتی ہے، یہ اگر زمین کے قریب ہوتو اس کی رفتار تیز ہوتی ہے، اور اگر فاصلہ دور ہوتو رفتار آہستہ ہوتی ہے چاند کی روشنی زمین تک سوا سکینڈ میں پہنچتی ہے، چاند کا قطر 2160 میل ہے، اور اس کا حجم زمین کے حجم کا 1/49 ہے یعنی ہماری زمین سے 49 چاند بن سکتے ہیں۔اگر ہم زمین کو باسکٹ بال سے تشبیہ دیں تو چاند ٹینس بال کے برابر تصور ہوگا۔ چاند کا وزن زمین کے وزن کا 1/8 اور کشش ثقل زمین کے 1/6 کے برابر ہے، چاند کی محوری گردش زمین کے محوری گردش کے موافق یعنی مغرب سے مشرق کی جانب ہے اس لئے چاند کا ہمیشہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ایک ہی رخ زمین کی طرف رہتا ہے، البتہ انعطاف کی وجہ سے ہم چاند کی سطح کا 59 فیصد زمین سے مشاہدہ کر سکتے ہیں، چاند کی سطح پر سایہ نہیں ہوتا کیونکہ وہاں پر ہوا نہیں ہے۔اس لئے چاند پر یا تو مکمل روشنی ہے یا مکمل اندھیرا، چاند پر دن اور رات دو دو ہفتے کے ہوتے ہیں۔

## چاند کی شکلیں:

چاند زمین کے گرد اور زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔اس لئے زمین سورج کی روشنی کو ہمیشہ چاند کی مکمل سطح پر پہنچنے نہیں دیتی۔زمین کی رکاوٹ کی وجہ سے چاند کے کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے حصے پر سورج کی روشنی پہنچتی ہے۔تو جتنا حصہ اس روشنی سے چمکتا ہے ہیں چاند کی اتنی شکل بنتی نظر آتی ہے۔کبھی پورے چاند پر روشنی پڑتی ہے جو گول شکل کا پورا چاند نظر آتا ہے اس طرح کبھی چاند ہلال کبھی بدر جاتا ہے ۔ہلال کی حالات میں چاند کے بہت باریک حصے پر روشنی پڑتی ہے، پھر اس کا سائز بڑھتا جاتا ہے سات دن کے بعد ادھا اور 14 دن کے بعد وہ مکمل چاند بدر کی حالت میں ہوتا ہے۔پھر اس کا سائز گھٹنے لگتا ہے، 21 دن بعد وہ دوبارہ ادھے اور 26 دن بعد وہ غائب ہوتا ہے، اس پوزیشن کو محاق کہتے ہیں۔اس وقت چاند کے اس حصے پر روشنی پڑتی ہے جو زمین کی طرف نہیں ہوتا۔

## چاند گرہن اور سورج گرہن:

جس طرح بتایا گیا کہ چاند زمین کے گرد اور زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔اس طرح کبھی کبھی چاند زمین اور سورج کے درمیاں میں آتا ہے اور زمین کے بعض حصوں پر سورج کی روشنی کو چھپا دیتی ہے، اسے سورج گرہن کہتے ہیں، اور کبھی کبھی زمین چاند اور سورج کے درمیان میں آتی ہے اور چاند تک سورج کی روشنی پہنچنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہیں دیتی، اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ یوں تو ہر مہینے چاند زمین اور سورج کی سیدھ میں آجاتے ہیں لیکن گرہن ہوتے، کیونکہ چاند کے مدار اور سورج کے مدار ہم سطح نہیں ہیں۔ بلکہ چاند کے مدار اور زمین کے مدار کو 5,5 درجے کے زوائے پر دو نقاط پر کاٹتی ہے۔ پس چاند جب بدر کی حالت میں یا محاق کی حالت میں ان نقاط پر یا ان کے قریب ہوگا گرہن ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

چاند تقریباً 14 دن خط استوا کے شمال میں اور 14 دن اس کے جنوب میں گھومتا ہے۔ ماہرین آج کل چاند گرہن اور سورج گرہن کے بارے میں بہت پہلے حساب لگاتے ہیں اور اس کا وقت، علاقہ، دورانیہ سب کچھ بتا دیتے ہیں۔ سیورس کے طریقے کے مطابق جس تاریخ کو چاند گرہن ہوتا ہے اس کے 18 سال 11 دن اور 8 گھنٹے بعد چاند گرہن ہوگا البتہ جگہ مختلف ہوگا سورج گرہن کے وقت چاند کا سایہ زمین تک پہنچتے ڈیڑھ سو میل یا اس سے بھی کم رہ جاتا ہے، جبکہ زمین کا سایہ کائنات میں 858200 میل تک چلا جاتا ہے

اس لئے مکمل سورج گرہن صرف چند منٹ کا ہوتا ہے، اور پورا چاند گرہن ڈیڑھ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ چونکہ نئے چاندوں کے درمیان وقفہ ساڑھے 29 دن کا ہوتا ہے اور پورا مدار 360 درجے کا ہوتا ہے اس لئے چاند کو روزانہ پونے تیرہ درجے اپنے کل کے مقام سے پیچھے ہٹنا ہوگا اور خط نصف النہار پر چاند ایک درجہ 4 منٹ میں طے کرتا ہے اس لئے چاند کو روزانہ 51 منٹ پیچھے ہونا چاہیے لیکن اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، چونکہ چاند اور زمین مدار ہم سطح نہیں ہیں، اس لئے اس میں کچھ فرق رہتا ہے۔ لیکن مہینے کا اوسط 51 منٹ کا رہتا ہے۔

اور یہ بھی ضروری نہیں کہ چاند 14 تاریخ کو ہی مکمل گول یا بدر کی حالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ہو، اس میں بھی فرق ہو سکتا ہے کبھی کچھ آگے اور کبھی کچھ پیچھے اوقات میں چاند مکمل گول ہو جائے اور یہ کوئی کلیہ نہیں ہے کہ 14 تاریخ کو ہی چاند کی حالت میں ہو اس لئے حدیث شریف میں بھی چاند کے موٹائی کو دیکھ کر اس کی عمر بتانے کو منع کیا گیا ہے۔

اگر چاند کا سفر شمال کی طرف ہو تو یہ اگلے دن زیادہ عرصے اُفق پر رہتا ہے یعنی جلدی طلوع ہوتا ہے اور دیر سے غروب ہوتا ہے اور اگر چاند کا سفر جنوب کی جانب ہو تو یہ کم عرصے کے لئے اُفق پر رہتا ہے دیر سے طلوع ہوتا ہے اور جلدی غروب ہوتا ہے۔

## رویت ہلال:

چاند کی پیدائش زمین کے آسمان پر ایک ہی وقت میں ہوتی ہے۔ لیکن چاند پیدا ہوتے ہی انسانی نظر میں آنے کی قابل نہیں ہوتا۔ کافی وقت گذرنے کے بعد یہ انسانی نظر میں آنے کے قابل ہوتا ہے، چونکہ چاند کی مدار بیضوی شکل کا ہوتا ہے اس لئے چاند اور زمین کے درمیان فاصلہ کبھی 252710 میل تک زیادہ ہوتا ہے اور کبھی 221463 میل تک کم ہو جاتا ہے، اس لئے اگر چاند زمین کے قریب ہو تو کم از کم 17 گھنٹے کی عمر کے بعد چاند انسانی نظر میں آنے کا امکان ہوتا ہے اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو 24 کی عمر کے بعد چاند انسانی نظر میں آنے کا امکان نہیں ہوتا۔ بعض اوقات لوگوں کو شک ہوتا ہے جب وہ دوسرے دن کے چاند کے سائز کو دیکھتے ہیں جو بڑا نظر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ حکومت نے ایک دن کی غلطی کر دی۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں جیسے مثال کے طور پر اگر پہلے دن چاند کی عمر 15 یا 16 گھنٹے کی ہو تو وہ انسانی نظر میں نہیں آئے گا اور دوسرے دن وہ 16+24=40 گھنٹے کا بن جائے گا جو بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھی ہوگا اور زیادہ عرصے تک افق پر بھی رہے گا۔ یقینی طور پر 29 دن والے مہینے کے چاند سے 30 دن والے مہینے کا چاند بڑا دیکھائی دے گا اس میں شک نہیں ہونا چاہیے 20 گھنٹے کی عمر والا چاند 45 منٹ افق پر رہے گا۔ اور 40 گھنٹے کی عمر والا چاند 90 منٹ اُفق پر رہے گا۔ اسکے علاوہ شرقی نصف کرے کے مغربی علاقوں میں چاند پہلے نظر آ سکتا ہے کیونکہ مشرقی علاقوں میں چاند کی عمر کم ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آ سکتا جبکہ مغربی علاقوں میں پہنچتے پہنچتے اس کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے بڑا ہوتا ہے اور وہ نظر بھی آ تا ہے۔ ہمارے ملک کے بھی انتہائی مغربی علاقوں مثلاً گوادر، پسنی اور جیوانی وغیرہ میں دوسرے علاقوں کی نسبت چاند نظر آ نے کے امکانات زیادہ نہیں۔ اور مشرق وسطی کے ممالک میں اس لئے چاند پہلے نظر آ تا ہے۔ موسم گرما میں ملک کے انتہائی شمالی علاقوں مثلاً چترال اور گلگت میں چاند نظر آ نے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ چاند نظر آ نے کے لئے سورج، چاند اور زمین کے درمیان بننے والے زاویے کی بھی اہمیت ہے۔ اگر یہ زاویہ نو درجے سے کم ہوتو سائز بڑا ہوکر بھی چاند نظر نہیں آ سکتا اور اس کے علاوہ موسم اور افق کی شفافیت بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور بادل چھا جائے اور گرد الود ہوا کی کیفیت ہوتو چاند نظر نہیں آ سکتا۔

چونکہ زمین کے مدار اور چاند کے مدار میں تبدیلی آتی رہتی ہے کیونکہ یہ ہم سطح نہیں ہیں اور ہوا کی کیفیت بھی یکسان نہیں رہتی اور چاند کی رفتار میں بھی فرق ہوتا ہے کبھی زمین کے قریب ہو کر تیز گھومتا ہے اور کبھی زمین سے دور ہو کر آہستہ گردش کرتا ہے اس لئے ہم سائنسی طور پر مستقبل کے چاند کے پوزیشن کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔ البتہ رویت ہلال کے بارے میں یقینی پیشنگوئی نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس میں کئی ایک عوامل ہیں جو یکسان نہیں رہتے۔ اس لئے حدیث شریف میں بھی چاند کو دیکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کر روزہ رکھنے اور چاند کو دیکھ کر افطار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سائنسی طور پر رویت ہلال کا کوئی کیلنڈر مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی ہم کسی اور ملک کے اعلان اور مرتب کردہ کیلنڈر کی پیروی کرنے میں پابند ہے۔ کیونکہ ہمارے اور ان کے جغرافیائی حالات اور وقت ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور بھی کئی عوامل ہیں جو یکساں نہیں رہتے۔"

مندرجہ بالا تحقیق ہی سے ملتی جلتی جناب **نازش حسن** کی ایک تحریر ملی ہے جو درج ذیل ہے:

زمین کا ایک چاند ہے، مریخ کے دو، مشتری کے 68، زحل کے 62، یورنیس کے 27، نیپچون کے 14 اور پلوٹو کے پانچ چاند دریافت ہو چکے ہیں، اس طرح اب تک صرف نظام شمسی میں دریافت ہونے والے چاندوں کی تعداد 181 تک پہنچ چکی ہے۔

زمین کا ایک ہی چاند ہے جو زمین کے گرد 2288 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک بیضوی شکل کے مدار میں گھوم رہا ہے، چاند چودہ لاکھ 23 ہزار میل کا فاصلہ 27 دن سات گھنٹے اور 34 منٹ میں مکمل کرتا ہے۔

آسمان پر دیگر ستاروں کے حساب سے یہ چاند کا ایک مہینہ بنتا ہے لیکن چونکہ چاند گردش کے دوران زمین کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور زمین سورج کے گرد گردش کر کے کچھ آگے نکل جاتی ہے اس لیے چاند کو مزید فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے، اس طرح 29 دن 12 گھنٹے میں دوبارہ نئے چاند کا آغاز ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قمری مہینہ ساڑے 29 دن اور قمری سال تقریبا 354 دنوں کا ہوتا ہے۔ چاند کا مدار بیضوی ہونے کی وجہ سے چاند اور زمین کے درمیان فاصلہ کبھی کم سے کم ہو کر 221463 میل رہ جاتا ہے اور کبھی زیادہ سے زیادہ ہو کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



252710 میل ہو جاتا ہے، چاند اور زمین کا اوسطاً فاصلہ 238840 میل ہی رہتا ہے۔

چاند کی پیدائش زمین کے آسمان پر ایک ہی وقت میں ہوتی ہے لیکن چاند پیدا ہوتے ہی انسانی نظر میں آنے کے قابل نہیں ہوتا، کافی وقت گذرنے کے بعد یہ انسانی نظر میں آنے کے قابل ہوتا ہے۔

اگر چاند زمین کے قریب ہو تو پیدائش کے 17 گھنٹے کے بعد کی عمر کا چاند انسانی نظر میں آسکتا ہے لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو تو 24 گھنٹے کے بعد کا بھی چاند انسانی نظر میں نہیں آتا۔

یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ دوسرے دن کے چاند کا سائز دیکھ کر بعض افراد کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ حکومتی اداروں سے ایک دن کی غلطی ہوگئی ہے کیونکہ انہیں چاند کا سائز بڑا نظر آرہا ہوتا ہے لیکن عملاً یہ بات درست نہیں۔

ہوتا کچھ یوں ہے کہ اگر پہلے دن چاند کی عمر 15 یا 16 گھنٹے کی ہو تو وہ انسانی نظر میں نہیں آئے گا، اس طرح دوسرے دن کا چاند 16+24=40 گھنٹے کا ہو جائے گا جو بڑا ہوگا اور زیادہ عرصے تک افق پر نظر بھی آئے گا، اسی طرح 29 دن والے مہینے کے چاند سے 30 دن والے مہینے کا چاند بڑا دکھائی دے گا۔

مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ 20 گھنٹے کی عمر والا چاند 45 منٹ افق پر رہے گا اور 40 گھنٹے کی عمر والا چاند 90 منٹ اُفق پر رہے گا، اس کے علاوہ شرقی نصف کرے کے مغربی علاقوں میں چاند پہلے نظر آسکتا ہے کیونکہ مشرقی علاقوں میں عمر کم ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آسکتا جبکہ مغربی علاقوں میں پہنچتے پہنچتے اس کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے بڑا ہوتا ہے اور وہ نظر بھی آتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہمارے ملک کے انتہائی مغربی علاقوں مثلاً گوادر، پسنی اور جیوانی وغیرہ میں دوسرے علاقوں کی نسبت چاند نظر آنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھی اسی لیے چاند پہلے نظر آتا ہے، موسم گرما میں ملک کے انتہائی شمالی علاقوں مثلاً چترال اور گلگت میں چاند نظر آنے کے امکانات ہوسکتے ہیں۔

چاند نظر آنے کے لیے سورج، چاند اور زمین کے درمیان بننے والے زاویے کی بھی اہمیت ہوتی ہے اگر یہ زاویہ نو درجے سے کم ہوتو سائز بڑا ہوکر بھی چاند نظر نہیں آسکتا اور اس کے علاوہ موسم اور افق کی شفافیت بھی اہمیت کی حامل ہیں، بادل چھا جائیں اور گرد آلود ہوا کی کیفیت ہوتو تب بھی چاند نظر نہیں آسکتا۔

یہ بھی طے ہے کہ سائنسی طور پر مستقبل کے چاند کی پوزیشن کے بارے میں بات تو کی جاسکتی ہے لیکن رویت ہلال کے بارے میں یقینی پیشگوئی نہیں کی جاسکتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# رویتِ ہلال ایک تحقیقی جائزہ

**مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی** (بھارت) کی ایک وقیع اور تحقیقی تحریر دیکھنے میں آئی اس کو افادۂ عام کے لیے اس کتاب میں شامل کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"رمضان اور عیدین کے مواقع پر رؤیت ہلال کے سلسلے میں علماء امت کے درمیان جو اختلاف چلا آ رہا ہے وہ امتِ مسلمہ کے لیے پریشان کن مسئلہ بنا ہوا ہے، جس کے نتیجہ میں جہاں رمضان کے روزوں میں تقدیم وتاخیر ہو رہی ہے، وہیں یہ افسوسناک صورتحال دیکھنے میں آتی ہے کہ عیدین کے موقع پر ایک ہی شہر کے مسلمان دو دو، بلکہ تین تین دن عید مناتے ہیں۔ اس صورت حال سے عوام ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ رؤیت ہلال کے سلسلے میں کس کی رائے شرعاً درست ہے؟ اس مسئلہ میں سوال یہ ہے کہ اختلافِ مطالع کا لحاظ کیے بغیر پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن روزہ رکھا جائے اور ایک ہی دن عید منائی جائے، یا اختلاف مطالع کے پیش نظر تبدیلیٔ مطلع کی صورت میں مختلف دنوں میں روزہ رکھا جائے اور عید منائی جائے۔

جمہور علماء کی رائے میں اختلافِ مطالع کا پاس ولحاظ رکھنا شرعاً ضروری ہے۔ اس سلسلے کے دلائل درجِ ذیل ہیں:

## (الف)۔ کتاب اللہ سے استدلال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرۃ)

''سو جو شخص اس مہینہ (رمضان) کو پائے اسے ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ رقم طراز ہیں: جب کوئی خبر دینے والا کسی مقام پر رؤیت ہلال کی خبر دے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ یا تو وہ شہر قریب ہو گا یا دور۔ اگر مقامِ رؤیت قریب ہو تو حکم ایک ہی ہو گا اور اگر مسافت بعید ہو تو ایک جماعت نے کہا ہے کہ ہر شہر والے کے لیے اپنی ہی رؤیت قابلِ قبول ہو گی، حدیثِ کریب اس پر شاہد ہے۔

شیخ صالح بن فوزان عبداللہ آل فوزانؒ نے لکھا ہے:

ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کی ابتداء اس وقت سے ہے جب ماہِ رمضان داخل ہونے کا علم حاصل ہو جائے۔ اور یہ علم تین ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔

① ۔ رؤیت ہلال رمضان۔ ② ۔ رؤیت پر شرعی شہادت اور اس کی اطلاع کا حاصل ہونا۔ ③ ۔ تیسویں شعبان کی رات چاند نظر نہ آنے پر شعبان کی تعداد مکمل کر لینا۔

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾

''لوگ آپ سے ہلال (نئے چاند) کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے اوقات کی تعیین اور حج کے وقت کی تعیین کا ذریعہ ہے۔'' (البقرۃ)

ہلال کی لغوی تحقیق: ابو العباس قرطبی نے لفظ ہلال کی لغوی تحقیق میں لکھا ہے:

[أَصْلُ اِسْتَهَلَّ مِنَ الْإِهْلَالِ الَّذِي هُوَ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ، ثُمَّ غَلَبَ عُرْفُ الْاِسْتِعْمَالِ فَصَارَ يُفْهَمُ مِنْهُ رُؤْيَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اَلْهِلَالِ، وَمِنْهُ سُمِّيَ الْهِلَالُ لِمَا كَانَ يُهَلُّ عِنْدَهُ]

استہل الاہلال سے مشتق ہے جس کے معنی چاند دیکھنے کے وقت آواز بلند کرنے کے ہیں، پھر اس کا استعمال عرف میں صرف رؤیت ہلال کے لیے خاص ہو گیا۔

صاحب المنجد فرماتے ہیں:

[اَهَلَّ الْهِلَالُ] چاند ظاہر ہوا۔[اَهَلَّ الشَّهْرُ] قمری مہینہ شروع ہوا۔[اَهَلَّ الْقَوْمُ الْهِلَالَ] چاند دیکھنے کے وقت لوگوں نے آواز بلند کی۔ اہل الصبی بچے نے رونے میں آواز بلند کی۔ مندرجہ بالا لغوی تحقیق سے یہ بات واضح ہے کہ ہلال کے معنی میں ظاہر ہونے اور واضح ہونے کا مفہوم مسلّم ہے۔ اور ہلال عربی میں چاند کی اس ابتدائی شکل کو کہتے ہیں جو آسمان پر دکھائی دیتی ہے، فلکی چاند جو دکھائی نہیں دیتا، اس کو ہلال نہیں کہتے، اس کا اصطلاحی نام نیو مون New Moon ہے، لہذا قرآن کریم نے تاریخ کی تعیین کا ذریعہ جس چیز کو قرار دیا ہے وہ دکھائی دینے والا ہلال ہے، نہ کہ فلکی یا حسابی چاند۔5 ہلال دنیا میں پہلی بار نظر آنے کے عموماً 24 گھنٹوں بعد قطبین کے علاوہ پوری دنیا میں نظر آ جاتا ہے لیکن کبھی کبھی یہ وقفہ دو کی بجائے تین مختلف دنوں تک بھی بڑھ جاتا ہے۔

سبب نزول: مذکورہ بالا آیت (البقرۃ:189) حضرت معاذ بن جبلؓ اور ثعلبہ بن غنمؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان دونوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا راز ہے کہ چاند دھاگہ کے مانند باریک طلوع ہوتا ہے، پھر بڑا ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بدرِ کامل بن جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے، یہاں تک کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے ایک حال پر باقی نہیں رہتا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ نے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیان فرمایا کہ چاند کے ذریعہ لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لئے اوقات مقرر کرتے ہیں، روزہ افطار، حج، ماہواری کے ایام، عدت، قرض اور اجرتیں وغیرہ بہت سی شرطوں کی مدت کے سارے مواعید چاند ہی کے ذریعے معلوم کیے جاتے ہیں۔

New Moon کی حقیقت: ایک مرتبہ ایک سعودی شہزادہ نے خلائی طیارہ Rocket کے ذریعہ خلا کی بلندیوں میں جا کر نئے چاند کو دیکھنا چاہا، مگر واپس آ کر اس نے اس امر ہی کی تائید کی کہ نومولود چاند قابلِ دید نہ تھا، کیوں کہ اس وقت اس کا روشن حصہ سورج کی سمت میں ہوتا ہے۔ اس وقت نہایت پیچیدہ SOPHISTICATED اور طاقتور دوربینوں کی مدد سے بھی اسے نہیں دیکھا جا سکتا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ﴾ (یونس: ٥)

وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس کی (چال کے لیے) منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں: چاند کی ان منازل سے اور رفتار سے ہی مہینے اور سال بنتے ہیں جس سے تمہیں ہر چیز کے حساب کرنے میں آسانی رہتی ہے، علاوہ ازیں دنیوی منافع اور کاروبار بھی ان منازل قمر سے وابستہ ہیں۔ دینی منافع بھی اس سے حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح ہلال سے حیض ونفاس، صیام رمضان، اشھر حرم اور دیگر عبادات کی تعیین ہوتی ہے، جن کا اہتمام ایک مومن کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾

اور چاند کے لیے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی۔ (یٰس:۳۹)

یعنی چاند کی 28 منزلیں ہیں۔ روزانہ ایک منزل طے کرتا ہے، پھر دو راتیں غائب رہ کر تیسری رات کو نکل آتا ہے۔ جب یہ چاند آخری منزل پر پہنچتا ہے تو بالکل باریک اور چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی ہو، جو سوکھ کر ٹیڑھی ہو جاتی ہے، چاند کی انہیں گردشوں سے سکان ارض اپنے دنوں مہینوں اور سالوں کا حساب اور اپنے اوقات عبادات کا تعین کرتے ہیں۔

## (ب)۔احادیث نبوی سے استدلال

① حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَاتَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَ لَا تُفْطِرُوْ حَتّٰى تَرَوْهُ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِى وَ فِى لَفْظِ له فَأَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ۔]

یعنی جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ چھوڑو اور اگر بادل کی وجہ سے چاند نہ دیکھ سکو تو اس کا اندازہ لگا لو۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: تیس 30 دن کی گنتی پوری کرلو۔ ابن منظور نے غَمَّ الهلالُ غمًّا کا معنی یہ بیان کیا ہے: [سَتَرَهُ الغَيْمُ وغيرُه فَلَمْ يُرَ] یعنی چاند نظر نہ آنے کا سبب مطلع کا ابر آلود ہونا ہی نہیں، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی اور سبب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے۔

② حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
[اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَ لَا نَحْسِبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعًا وَّ عِشْرِيْنَ وَ مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ.]
بے شک ہم ان پڑھ امت ہیں، نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ اتنا اور اتنا ہے۔
یعنی کبھی 29 دن کا ہوتا ہے اور کبھی 30 دن کا۔

③ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
[صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ] و فی روایة لمسلم [فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا۔]
(رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اگر تم پر بادل چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے 30 دنوں کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری ومسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔
اور مسلم کی روایت ہے کہ اگر تم پر بادل چھا جائے تو 30 دنوں کے روزے رکھو۔

④ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: [الْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْاَضْحٰى يَوْمَ يُضَحِّي النَّاسُ] عید الفطر اس روز ہے جب لوگ روزے مکمل کرتے ہیں اور عید الاضحیٰ اس روز ہے جب لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔

⑤ حضرت کریب سے مروی ہے کہ حضرت ام الفضل نے انہیں ملک شام حضرت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



امیر معاویہ کے پاس بھیجا۔ میں ملک شام پہنچا اور ان کی حاجت پوری کی۔ ابھی میں وہیں تھا کہ رمضان کا چاند نظر آ گیا، میں نے چاند کو جمعہ کی رات میں دیکھا اور مہینہ کے آخر میں مدینہ منورہ آیا حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا: تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جمعہ کی رات۔ پھر انھوں نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں میرے علاوہ اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی چاند دیکھا اور روزہ رکھا۔ پھر انھوں نے فرمایا: ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے، پس ہم 30 دن پورا کریں گے۔ یا ہم اس کو دیکھ لیں، میں نے عرض کیا: کیا معاویہؓ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ فرمایا: نہیں، نبی کریم ? نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔

## (ج) صحابہ کرام اور تابعین عظامؒ کا تعامل:

صحابۂ کرام میں حضرت عمر بن الخطاب و ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنھم نے رؤیت ہلال کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس پر ابن عابدین نے احکام ہلال رمضان ابن السبکی نے العلم المنشور فی اثبات الشھور اور دوسرے مسلم ماہرین فلکیات نے رسالے لکھے ہیں۔ شیخ بخیت نے ارشاد اہل الملۃ الی اثبات الأھلۃ، شیخ طنطاوی جوہری نے الھلال نامی کتاب تصنیف کی ہے۔

① دور خلافت عمرؓ: اختلافِ مطالع کا اعتبار حضرت عمرؓ کے دور میں بھی تھا۔ بعض صحابہ کرامؓ اپنی رؤیت کے حساب سے نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں پہنچ گئے، مگر مکہ مکرمہ کی رؤیت کے حساب سے وہ دسواں دن تھا (یوم النحر) اور وقوفِ عرفہ ختم ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ قربانی دے کر واپس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لوٹ جائیں، اگلے سال پھر حج کے لیے آئیں۔

۲) خلفاء راشدین کے دور میں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ دار الخلافہ میں چاند نظر آنے پر مملکت کے دور دراز علاقوں میں قاصدین کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہو اور وہاں کے لوگوں کو رمضان کے آغاز یا اختتام کا حکم دیا گیا ہو۔ حالانکہ اس زمانہ میں تیز رفتار خبر رسانی کا ذریعہ برید موجود تھا۔ اس کے باوجود اس کا نظم نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شرعاً مطلوب نہیں ہے۔

۳) روی عن عکرمة انه قال لِکُلِّ اَھْلِ بَلَدٍ رُؤْیَتُھُمْ لِمَا رَوٰی کُرَیْبٌ۔ یعنی حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث کریب کی روشنی میں کہا کہ ہر شہر والوں کے لئے ان کی اپنی رؤیت ہوگی۔

۴) ایک شہر کی رؤیت کو دوسرے تمام شہر والوں کے لیے لازم قرار دینا درست ہوتا تو حضرت عمرؓ اور دیگر خلفائے اسلام اپنے یہاں چاند دیکھنے کے بعد تمام شہر والوں کو اس کی تعمیل کا حکم دیتے اور اس کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرتے اور لوگوں کو لکھ کر اس سے آگاہ کرتے، اس لیے کہ دینی امور سے ان کا لگاؤ اور ان کی دلچسپی کسی سے مخفی نہیں۔

۵) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے : ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ صحابہ کرام و تابعین عظام کے زمانے میں ہمیشہ بعض اسلامی شہروں میں چاند پہلے اور بعض شہروں میں اس کے بعد دکھائی دیتا تھا اور یہ روزمرہ کی ان باتوں میں سے ہے، جن میں کسی تبدیلی کا سوال نہیں۔ اس پس منظر میں اس طرح کی صورتِ حال پیدا ہوئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوسکتا کہ ان تک بعض دوسرے علاقوں کی خبر مہینہ کے اندر کسی وقت پہنچے اور اگر ان کے لیے قضا کرنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضروری ہوتی تو وہ اس کا پتہ لگانے میں حد درجہ اہتمام سے کام لیتے کہ تمام عالم اسلام میں چاند کی رؤیت کہاں کس وقت ہوئی؟ جیسا کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں اس کے دیکھنے کا اہتمام کرتے تھے پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اکثر رمضانوں میں انہیں اپنے چھوٹے ہوے روزوں کی قضا رکھنی پڑتی اور اگر ایسا ہوتا تو یہ چیز ہم تک نقل ہو کر ضرور پہنچتی، لیکن اس طرح کی کوئی بھی بات جب ہم تک نہیں پہنچی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے اور سرے سے اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے۔

شیخ الاسلام نے یہ بات اس ضمن میں تحریر فرمائی ہے کہ اگر کسی شہر میں رؤیت نہ ہوئی ہو اور رؤیت والے شہر سے خبر بھی نہ پہنچ سکی ہو جس کی وجہ سے ان کا ایک روزہ چھوٹ گیا ہو تو ایسی صورت میں ان پر روزہ کی قضا واجب نہیں ہے۔ البتہ صحابہ و تابعین کے اس تعامل سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لیے لازم نہیں ہے۔

## (د) محدثین عظام کا نقطۂ نظر:

محدثین عظام اختلافِ مطالع کی بنیاد پر ہر شہر اور ہر علاقہ کے لئے اپنی رؤیت ہی کو تسلیم کرتے تھے۔ کبھی بھی ان لوگوں نے اُم القریٰ کی رؤیت کو سارے عالم کے لئے لازم کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کی مساعیء جمیلہ یہی تھیں کہ ہر علاقے کے لوگ اپنے اپنے علاقے میں رؤیت ہلال کی بنیاد پر روزہ رکھیں اور عید منائیں۔ ذیل میں محدثین کرام کے نقطہ نظر کی وضاحت پیش کی جا رہی ہے۔

1۔ امام نوویؒ نے صحیح مسلم میں یہ باب باندھا ہے: [بابُ بیانِ أنَّ لکلِ بلدٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رؤیتھم وأنھم إِذَا رأوا الھلالَ ببلدٍلا یثبتُ حکمُه لما بَعُدَ عَنْھُمْ] یعنی اس چیز کا بیان کہ ہر علاقہ کے لیے وہاں کے لوگوں کی رویت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر کسی علاقہ کے لوگ چاند دیکھ لیں تو اس کا حکم دور کے لوگوں کے لیے ثابت نہیں ہوگا۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں:[لٰكِنَّ ظَاهِرُ حَدِيثِهِ أَنَّهُ لَمْ يَرُدَّهُ لِهٰذَا وَإِنَّمَا رَدَّهُ لِأَنَّ الرُّؤْيَةَ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهَا فِي حَقِّ الْبَعِيدِ]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مسافت بعیدہ اور اختلاف مطالع کی وجہ سے کریب کی خبر کو رد کر دیا نہ کہ خبر واحد ہونے کی وجہ سے۔ امام نوویؒ نے دوسری جگہ لکھا ہے :جب ایک شہر والوں نے چاند دیکھا ہے اور دوسرے شہر والوں نے نہیں دیکھا تو اس صورت میں اگر دونوں شہر قریب قریب ہوں تو ان دونوں کا حکم اختلاف کے بغیر ایک ہی ہوگا اور اگر دونوں شہر دور دور ہوں تو دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(1) دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا ضروری نہیں ہوگا۔ (2) ضروری ہوگا کہ روزہ رکھیں۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت ہی مناسب معلوم ہوتی ہے۔

2۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اس طرح باب باندھا ہے باب اذا رؤی الھلال فی بلدٍ قبلَ الآخرین بلیلةٍ

باب اس بیان میں کہ جب چاند کسی شہر میں دوسروں سے ایک دن قبل نظر آ جائے تو کیا کیا جائے؟

اس حدیث کی شرح میں صاحب عون المعبودؒ فرماتے ہیں :ابن عباسؓ کے قول ھکذا امرنا رسول اللہ سے احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ افطار کے سلسلہ میں خبر واحد کو قبول نہ کریں۔ دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ ہم اپنی ہی رؤیت کا اعتبار کریں گے۔ محدث کے باب سے دوسرے معنی کی طرف رجحان ظاہر ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



3۔ امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں یہ باب باندھا ہے [باب لكل أهل بلد رؤيتهم] حدیث کریب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

العملُ عَلَى هَذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ

یعنی اہل علم کے مابین اس حدیث کے مطابق عمل ہے کہ ہر علاقے کی رویت کا اعتبار ہوگا۔

شارح ترمذی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے لکھا ہے: جن شہروں کے مطالع میں اختلاف نہیں ہے ان میں سے ایک کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے لازما تسلیم کی جائے گی۔ایک روایت میں یہی قول اہل عراق کا بتایا گیا ہے۔

4۔ امام نسائیؒ نے: باب اختلاف أهل الآفاق في الرؤية (باب اس حکم کے بیان میں کہ جب مختلف ممالک کے باشندے رؤیت ہلال کے سلسلے میں مختلف ہوں) کے تحت حدیث کریب (2113) نقل کی ہے۔امام سندیؒ نے سنن نسائی کے حاشیہ میں لکھا ہے:

اِنَّ الْمُرَادَ بِهِ أَن لَّا تُقْبَلَ شَهَادَةُ الْوَاحِدِ فِي حَقِّ الْاِفْطَارِ أَوْ أَمَرَنَا أَنْ نَعْتَمِدَ عَلَى رُؤْيَةِ أَهْلِ بَلَدِنَا وَلَا نَعْتَمِدَ عَلَى رُؤْيَةِ غَيْرِهِمْ وَاِلَى الْمَعْنَى الثَّانِي تَمِيْلُ تَرْجَمَةُ الْمُصَنِّفِ وَغَيْرُهُ لٰكِنَّ الْمَعْنَى الْاَوَّلَ مُحْتَمَلٌ فَلَا يَسْتَقِيْمُ الْاِسْتِدْلَالُ اِذِ الْاِحْتِمَالُ يُفْسِدُ الْاِسْتِدْلَالَ كَاَنَّهُمْ رَأَوْا اَنَّ الْمُتَبَادِرَ هُوَ الثَّانِيْ فَبَنَوْا عَلَيْهِ الْاِسْتِدْلَالَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہم افطار کے سلسلہ میں خبر واحد کو قبول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہ کریں یا ہم اپنے شہر کی رؤیت پر ہی اعتماد کریں اور دوسرے شہر کی رؤیت کو تسلیم نہ کریں۔ دوسرے معنی کی طرف ہی محدث اور دوسروں کا میلان ورجحان ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن پہلا مطلب بھی محتمل ہے، لہٰذا احتمال ہونے کی وجہ سے استدلال درست نہیں ہوگا۔ گویا انہوں نے متبادر مفہوم کو دیکھا اور اسی پر استدلال قائم کرلیا۔ واللہ اعلم

5۔ امام ابن خزیمہؒ نے یہ باب قائم کیا ہے: [اَلدَّلِیْلُ عَلیٰ اَنَّ الْوَاجِبَ عَلیٰ اَھْلِ کُلِّ بَلْدَةٍ صِیَامُ رَمْضَانَ لِرُؤْیَتِھِمْ لَا رُؤْیَةِ غَیْرِھِمْ] یعنی اس بات پر دلیل کہ ہر علاقہ والے کے لیے اپنی ہی رؤیت پر رمضان کے روزے کا آغاز کرنا ضروری ہے اور اس کے تحت حدیث کریب کو نقل کیا ہے اور اپنے موقف کی دلیل کے لئے اسی سے استدلال بھی کیا ہے۔

6۔ ابن ابی شیبہؒ نے اپنی کتاب مصنف میں اس طرح تبویب کی ہے: [وَفِی الْقَوْمِ یَرُوْنَ الْھِلَالَ وَلَا یَرَاهُ الْآخَرُوْنَ] یعنی قوم کے کچھ لوگ دیکھیں اور کچھ لوگ چاند نہ دیکھیں تو کیا حکم ہے؟ ایک اور حدیث جس کی روایت ابن ادریس نے عبداللہ بن سعید سے کی ہے کہ مدینہ میں لوگوں نے رؤیت ہلال کا ذکر کیا اور کہا کہ اہل استارہ نے چاند دیکھا تو سالم اور قاسم نے کہا کہ مَالَنَا وَلِأَھْلِ اِسْتَارَة یہ رؤیت اہل استارہ کے لئے ہے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

7۔ امام بغویؒ نے فرمایا ہے: جب چاند کسی علاقہ میں دیکھا گیا ہو اور دوسرے علاقہ والوں نے ایک دن بعد دیکھا ہو تو اہل علم کا اس میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک بڑی جماعت کا موقف یہ ہے: [اِنَّ لِکُلِّ اَھْلِ بَلَدٍ رُؤْیَتُھُمْ] یعنی ہر علاقہ کے لیے وہاں کے لوگوں کی رویت کا اعتبار ہوگا۔ تابعین میں سے قاسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عکرمہ اور محدثین میں سے اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے حدیث کریب سے ہی استدلال کیا ہے۔ حدیث کریب کی روایت بیہقی نے اپنی السنن الکبری (باب الھلال یری فی بلد ولا یری فی آخر) اور دارقطنی نے اپنی سنن (باب الشہادۃ علی رؤیۃ الھلال) میں کی ہے۔

8۔ محدث العصر ناصر السنۃ علامہ محمد ناصر الدین البانی نے اس سلسلے میں یہ نصیحت کی ہے: جب تک تمام ممالک اسلامیہ کسی نقطۂ اتحادِ رؤیت پر متفق نہ ہو جائیں اس وقت تک ہر ملک کے باشندوں کو میری رائے میں اپنے ملک اور اپنی حکومت کے ساتھ روزہ رکھنا چاہئے۔ اختلاف کرکے الگ الگ نہ بٹ جائیں کہ کوئی اپنے ملک کی رؤیت پر اور کوئی دوسرے ملک کی رؤیت پر عمل کرنے لگے۔ اپنے ملک کی رؤیت پر روزہ رکھنا چاہیے، خواہ دو ایک دن آگے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے سے ایک ہی ملک والوں کے درمیان اختلاف وانتشار کے وسیع ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ بدقسمتی سے بعض عرب ممالک میں ہورہا ہے۔ واللہ المستعان

## فقہاء کرام کی آراء:

1۔ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب مختارات النوازل میں ان الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے: ایک شہر والوں نے رؤیت ہلال کے بعد 29 روزہ رکھے اور دوسرے شہر والوں نے چاند کی رؤیت کی بنا پر تیس روزے رکھے تو اگر ان دونوں شہروں میں مطلع کا اختلاف نہ ہو تو 29 روزے رکھنے والوں کو ایک دن کی قضا کرنی ہوگی اور اگر دونوں شہروں کا مطلع جداگانہ ہو تو قضا کی ضرورت نہیں۔

2۔ قدوری میں ہے کہ اگر دو شہروں کے درمیان ایسا تفاوت ہو کہ مطلع تبدیل نہ ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہو تو اس صورت میں رؤیت لازم ہوگی۔

3۔ علامہ عبدالحیؒ لکھنوی کا فیصلہ اس طرح ہے: عقل ونقل ہر دو اعتبار سے سب سے صحیح مسلک یہی ہے کہ ایسے دو شہر، جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کے مطالع بدل جائیں، جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے، اس میں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے معتبر نہیں ہونی چاہیے اور قریبی شہروں میں جن کے مابین ایک ماہ سے کم کی مسافت ہو، ان میں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے لازم وضروری ہوگی۔

4۔ علامہ ابن رشدؒ نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ کے مدنی شاگردوں نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر ایک شہر میں رؤیت ہو جائے تو دوسرے تمام شہر والوں پر یہ رؤیت لازم نہ ہوگی، الّا یہ کہ حاکم وقت اس کو لازم قرار دے تو اس کی بات مانی جائیگی اور یہی بات ابن ماجشون اور امام مالک کے اصحاب میں سے مغیرہ نے کہی ہے۔

5۔ علامہ ابن قدامہؒ (متوفی 620ھ) فرماتے ہیں: جب ایک شہر والے چاند دیکھ لیں تو سارے شہر والوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ یہ لیث بن سعد اور بعض شوافع کا قول ہے اس میں سے بعض نے کہا کہ اگر دو شہروں کے مابین اتنی قریبی مسافت ہو جس کی وجہ سے مطالع کا اختلاف لازم نہ آتا ہو جیسے بغداد اور بصرہ۔ ان دونوں شہر والوں پر روزہ رکھنا لازم ہے، کسی ایک جگہ کی رؤیت کی وجہ سے۔ اگر دونوں شہروں کے مابین دوری ہے جیسے عراق وحجاز اور شام، تو ہر شہر والوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت ہی معتبر ہوگی۔

6۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث کریب سے استدلال کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے فرمایا: ہر شہر والوں کے لئے ان کی اپنی رؤیت ہوگی یہی قاسم، سالم اور اسحاق بن راھویہ رحمھم اللہ کا مذہب ہے۔

7۔ علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا: امام شافعیؒ کے مذہب میں یہ مشہور ہے کہ جب کسی شہر والوں نے چاند دیکھا تو ان پر اور ان لوگوں پر جن کا مطلع ان کے ساتھ متحد ہے، روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر مطلع کا اختلاف ہو تو وجوب کا حکم عام نہیں ہوگا

## جمہور علماء کی رائے اور ان کی مساعی جمیلہ:

1۔ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: علماء امت کا اجماع ہے کہ رؤیت ہلال کے سلسلے میں بہت زیادہ مسافت کی دوریاں رکھنے والے دو ملکوں کے مابین ایک دوسرے کی رؤیت کا اعتبار نہ ہوگا، جیسے اندلس جو خراسان سے دور ہے ان دونوں کی رؤیت کا باہمی اعتبار نہ ہوگا، الا یہ کہ ملک اگر بڑا ہو تو ایسے ملک جن کے علاقے کی سرحدیں مسلمانوں کے شہر سے قریب ہیں تو وہاں کی رؤیت باہم معتبر ہوگی۔

ڈاکٹر رواس قلعجی رقم طراز ہیں: حدیث کریب کی روشنی میں دو مسئلے ایسے ہیں جن میں عبداللہ بن عباسؓ کی رائے کا بیان کرنا ازحد ضروری ہے:

(1) ممالک کے مختلف ہونے سے مہینہ کی ابتدا اور انتہا کا مختلف ہونا۔

حضرت ابن عباسؓ کی رائے یہ تھی کہ کسی ملک میں مہینہ کا آغاز دوسرے ملک کے آغاز سے مختلف ہوسکتا ہے، لہٰذا جس دن اہل شام رؤیت ہلال کی بنا پر روزہ رکھیں گے اس دن اہل حجاز روزہ رکھنے کے مجاز نہ ہوں گے اس لئے کہ ان کے یہاں چاند نظر نہیں آیا۔

(2) مہینہ کا آغاز رؤیت ہلال سے ہوگا، نہ کہ چاند کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے۔ لہٰذا اگر چاند نظر نہ آئے تو نئے مہینہ کے آغاز کے لئے تیس دن پورے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ابوالبختری سعید بن فیروز فرماتے ہیں کہ ہم عمرہ کے لیے نکلے۔ جب ہم وادی نخلہ پہنچے تو ہمیں چاند نظر آیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تیسری رات کا چاند ہے، بعض نے کہا کہ دوسری رات کا چاند ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہماری ملاقات ابن عباسؓ سے ہوئی میں نے کہا: ہم نے چاند دیکھا، بعض نے اسے تیسری رات کا بتایا تو بعض نے دوسری رات کا شمار کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے چاند کس رات دیکھا تھا، ہم نے کہا: فلاں رات کو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ؟ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کو رؤیت کے لیے دراز کر دیا۔ وہ اسی رات کا ہے جس رات کو تم نے دیکھا ہے۔

3۔ صاحب سبل السلام فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا یہ مخصوص لوگوں سے خطاب ہے۔ اس مسئلہ میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔ ان اقوال میں زیادہ قریب یہی ہے کہ کسی شہر والوں کے لئے اور اس سے متصل علاقوں کے لیے اس جگہ کی رؤیت کو لازم قرار دیا جائے۔

اِذَا رَأَيْتُمُوْهُ خطاب لأناس مخصوصين به وفي المسئلة أقوال و الأقرب لزوم اهل بلد الرؤيةوما يتصل بها من الجهات التي على سمتها

مزید یہ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی رؤیت اہل حجاز کے لئے قابل قبول نہیں ہوگی۔ حضرت کریبؒ نے 31واں روزہ (شام کے حساب سے) رکھا۔ اس لیے کہ اہل مدینہ کے حساب سے وہ تیسواں روزہ تھا۔

4۔ جناب شمس پیرزادہ رقم طراز ہیں: ہندوستان کا مطلع ایک ہی ہے، لہٰذا ہندوستان میں عام طور پر تاریخیں یکساں رہتی ہیں، البتہ رمضان اور شوال کے چاند کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سلسلہ میں ایک حصہ اور دوسرے حصے کے درمیان اختلاف رہتا ہے لیکن چونکہ عام طور سے یکسانیت پائی جاتی ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ پورے ملک کے لیے ایک مطلع کا حکم نہ لگایا جائے۔ مجلس تحقیقات شرعیہ لکھنو نے واضح طور سے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ایک ملک کے جس گوشے میں بھی چاند دیکھا جائے وہ پورے ملک کے لئے معتبر ہوگا۔ ہندوپاک کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہی ہے۔ علمائے ہندوپاک کا عمل ہمیشہ اس پر رہا ہے۔ اور غالباً تجربہ سے بھی یہی بات ثابت ہے۔

5۔ حافظ صلاح الدین یوسف نے لکھا ہے ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقے کے لئے معتبر ہوگی یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے اور دونوں گروہوں کے استدلال کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ صُومُوا لِرُؤيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤيَتِهِ (بخاری ومسلم) ایک تیسرا گروہ ہے جس کا موقف یہ ہے کہ جو علاقے مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، یعنی ان کے طلوع وغروب میں زیادہ فرق نہیں ہے ان میں ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لئے کافی ہے۔ پاکستان میں تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام نے تقریباً یہی موقف اختیار کیا ہے، جس کا اظہار مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کی صورت میں مسلسل کئی سالوں سے ہورہا ہے۔ پاکستان میں کسی ایک جگہ رؤیت ہلال کا اگر شرعی شہادتوں کی روشنی میں اثبات ہوجاتا ہے تو یہ کمیٹی اسے پورے ملک کے لئے کافی سمجھتی ہے۔ بہرحال یہ ایک معتدل موقف ہے جس پر عمل کی گنجائش ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ہر ملک کی اپنی ہی رویت ہے!

## رویت ہلال پر حدیث کریب کا ایک مطالعہ

بھارت کے **مولانا مقبول احمد سلفی** صحیح مسلم کی حدیث کریب کی تشریح میں بعض اشکالات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''رفتار زمانہ کے حساب سے مسائل واحکام میں بھی بسا اوقات تبدیلی واقع ہوتی ہے، آج کے گلوبلائزیشن کے دور میں بعض کے نزدیک وحدت رویت کا مطالبہ وقت کی ضرورت اور حالات کا تقاضہ ہے۔ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے متقدمین میں سے بھی بعض علماء نے وحدت رویت پہ روشنی ڈال کر اسے اپنے موقف کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ جہاں تک مسئلہ امت کا ہیوہ سب کے سامنے ہے، ہمیشہ سے امت کا تعامل وحدت رویت کے خلاف رہا ہے۔ اپنے اپنے علاقہ کی رویت پہ انحصار کر کے روزہ رکھنے اور عید منانے کا دستور رہا ہے۔

رمضان کے موقع سے رویت کے متعلق عوام میں شدید اختلاف کے باعث بعض علماء وحدت رویت پہ امت کو اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں ایسے علماء کا اس وقت تک حامی نہیں ہوں جب تک امت کا وحدت رویت پر واضح اور قابل عمل اتفاق نہ ہو جائے خواہ عالمی سیمینار کر کے یا ملکی پیمانے پر اپنے اپنے علماء کے اتفاق رائے سے۔

مختصر الفاظ میں اپنے موقف کو بیان کرنے کے بعد یہاں رویت ہلال کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سلسلے میں بہت ہی مشہور اور اہم دلیل حدیث کریب کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ حالات کے تقاضہ سے ہٹ کر ہمیں رویت ہلال سے متعلق فہم سلف کی روشنی میں اسلام کا موقف معلوم ہو سکے کیونکہ کتاب وسنت کو ہمیں فہم سلف کی روشنی میں سمجھنا ہے۔ اگر فہم قرآن وحدیث سے فہم سلف کو نکال دیا جائے تو پھر کوئی بھی نص کے مفہوم کو اپنے مسلک کی تائید میں موڑ سکتا ہے۔ قرآن وحدیث میں فہم سلف کا درجہ ویسے ہی ہے جیسے حدیث میں سند کا۔ آیئے حدیث کریب کا ایک مطالعہ کرتے ہیں۔

أنَّ أمَّ الفضلِ بنتَ الحارثِ بعثَتْه إلى معاويةَ بالشامِ. قال: فقدمتُ الشامَ فقضيتُ حاجتَها واستهلَّ عليَّ رمضانُ وأنا بالشامِ فرأيتُ الهلالَ ليلةَ الجمعةِ ثم قدمتُ المدينةَ في آخرِ الشهرِ فسألني عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ رضي اللهُ عنهما ثم ذكر الهلالَ فقال متى رأيتُم الهلالَ فقلتُ رأيناه ليلةَ الجمعةِ فقال أنت رأيتَه ؟ فقلتُ نعم ورآه الناسُ وصاموا وصام معاويةُ فقال لكنا رأيناه ليلةَ السَّبتِ فلا تزال نصومُ حتى نكمل ثلاثينَ أو نراه فقلتُ أو لا تكتفي برؤيةِ معاويةَ وصيامِه؟ فقال لا هكذا أمرَنا رسولُ اللهِ ﷺ (صحيح مسلم: 1087)

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا حضرت کریب رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک کام کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام میں بھیجتی ہیں۔ حضرت کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں ہم نے رمضان شریف کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا میں اپنا کام کر کے واپس لوٹا یہاں میری باتیں عبد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہو رہی تھیں۔

آپ نے مجھ سے ملک شام کے چاند کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے کہا کہ وہاں چاند جمعہ کی رات کو دیکھا گیا ہے، آپ نے فرمایا تم نے خود دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں نے بھی دیکھا۔ اور سب لوگوں نے دیکھا، سب نے بالاتفاق روزہ رکھا۔ خود جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے، اور ہفتہ سے روزہ شروع کیا ہے، اب چاند ہو جانے تک ہم تو تیس روزے پورے کریں گے۔ یا یہ کہ چاند نظر آ جائے میں نے کہا سبحان اللہ! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام نے چاند دیکھا۔ کیا آپ کو کافی نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

تخریج: (صحیح مسلم: 1087، سنن أبي داود: 2332، سنن النسائی: 2111، سنن الترمذی: 693، صحیح ابن خزیمہ: 1916، السنن الکبری للبیہقی: 8007، مسند أحمد: 2785، سنن الدارقطنی 2185\21:)

یہ حدیث مختلف کتب احادیث میں مروی ہے، یہ حدیث جن محدثین کے توسط سے ہم تک منقول ہوئی ہے انہوں نے اپنے اساتذہ سے کیا سمجھا ہے یہ جاننے کی اہم بات ہے۔ اس سے حدیث کا معنی ومفہوم متعین کرنے میں آسانی ہوگی کیونکہ حدیث اپنے معانی ومفاہیم کے ساتھ منتقل ہوتی آ رہی ہے اس لئے ہمارے واسطے حدیث کی فہم وفراست میں سلف کی فہم ہی معیار ہے۔

**حدیث کریب پہ محدثین کے قائم کئے گئے ابواب:**

محدثین نے احادیث کو کتاب اور ابواب کے اعتبار سے جمع کیا ہے اس طرح محدثین نے حدیث سے کیا سمجھا ہے اس کا معنی متعین کرنے میں ہمارے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آسانی ہوگئی ہے۔

① مسلم شریف میں اس حدیث پر یوں باب باندھا گیا ہے:

بابُ بیانِ أنَّ لکلِ بلدٍ رؤیتُھم وأنھم اِذا رأوا الھلالَ ببلدٍ لا یثبتُ حکمُہ لما بَعُدَ عَنھُم

اس چیز کا بیان کہ ہر علاقہ کے لیے وہاں کے لوگوں کی رویت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر کسی علاقہ کے لوگ چاند دیکھ لیں تو اس کا حکم دور کے لوگوں کے لیے ثابت نہیں ہوگا۔

② امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں مذکورہ حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے:

[باب اذا رؤی الھلال فی بلدٍ قبلَ الآخرین بلیلۃٍ]

باب اس بیان میں کہ جب چاند کسی شہر میں دوسروں سے ایک دن قبل نظر آ جائے تو کیا کیا جائے؟۔

③ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس طرح باب قائم کیا ہے باب لکل أھل بلد رؤیتھم۔ باب اس چیز کے بیان میں کہ ہر علاقہ والوں کے لئے اپنی اپنی رویت کا اعتبار رہوگا۔ اور پھر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

[العملُ عَلَی ھَذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ أَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ رُؤْیَتُھُمْ]

اہل علم کے مابین اس حدیث کے مطابق عمل ہے کہ ہر علاقے کی رویت کا اعتبار رہوگا۔

④ امام نسائی نے کچھ اس طرح باب باندھا ہے:

باب اخْتِلَافِ أَھْلِ الآفَاقِ فِی الرُّؤْیَۃِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



باب اس حکم کے بیان میں کہ جب مختلف مما لک کے باشندے رؤیت ہلال کے سلسلے میں مختلف ہوں۔

۵ امام ابن خزیمہ نے یہ باب قائم کیا ہے:

باب الدليل على أن الواجب على أهل كل بلدة صيام رمضان لرؤيتهم لا رؤية غيرهم

یعنی اس بات پر دلیل کہ ہر علاقہ والے کے لیے اپنی ہی رؤیت پر رمضان کے روزے کا آغاز کرنا ضروری ہے۔

۶ حدیث کریب کی روایت کو بیہقی نے اپنی السنن الکبری میں اس باب سے بیان کیا ہے:

باب الهلال يرى فى بلد ولا يرى فى آخر

چاند کے بارے میں باب جسے ایک شہر والے نے دیکھا اور دوسرے شہر والے نے نہیں دیکھا۔

۷ دارقطنی نے اپنی سنن:

باب الشهادة على رؤية الهلال

(چاند دیکھنے کے سلسلے میں گواہی کا باب) کے نام سے باب باندھا ہے۔

اوپر میں نے ذکر کیا ہے کہ کتاب وسنت کو فہم سلف صالحین کی روشنی میں سمجھنا ہے۔ اگر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے فہم سلف نکال دیا جائے تو نص کو جو چاہے گا اپنے مقصد وہدف کی طرف پھیر لے گا۔ یہ حدیث جن کتب احادیث میں آئی ہے ان کی تدوین وترتیب کرنے والوں نے اپنے اساتذہ سیرویت ہلال کا یہی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مذکورہ معنی معلوم کیا ہے اور انہوں نے اپنے اپنے شاگردوں کو بھی اسی معنی و مفہوم کی تعلیم دی ہوگی۔ ان سارے شیوخ و تلامذہ کی تعداد دیکھی جائے تو ہزاروں میں ممکن ہے۔ ان کے علاوہ اسلاف کی ایک بڑی جماعت سے رویت ہلال میں مطلع کے فرق کا اعتبار کرنا منقول ہے جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا ہے اور آخر اسی پر چودہ صدیوں سے امت کا تعامل بھی رہا ہے جیسا کہ امام ترمذی بحدیث کریب پہ لکھا ہے کہ اہل علم کے درمیان اسی حدیث پر عمل ہے کہ ہر علاقہ کی رویت کا اعتبار ہوگا اور امام بغوی نے بھی لکھا ہے کہ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ رحمۃ اللہ علیہ ان لکل اھل بلد رؤیتھم رحمۃ اللہ علیہ۔ البتہ بعض اہل علم نے وحدت رویت ہلال کا ذکر کیا ہے وہ بہت تھوڑے ہیں انہیں شمار کر سکتے ہیں۔

## حدیث کی شرح اور اس کا مفہوم:

اس حدیث میں مذکور ہے کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کریب رضی اللہ عنہ کو شعبان کے اخیر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام سے بھیجا تو وہاں انہوں نے اور اہل شام نے جمعہ کی رات رمضان کا چاند دیکھا اور سبھوں نے روزہ رکھا۔ جب کریب کام مکمل کر کے دوران رمضان ہی مدینہ لوٹ آئے۔ ابن عباس سے کریب کی رویت ہلال پہ گفتگو ہوئی تو کریب نے کہا کہ ہم لوگوں نے جمعہ کی شب چاند دیکھا ہے، تاکیداً ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے بھی دیکھا اور اہل شام نے بھی دیکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے اور اسی دن سے روزہ شروع کیا ہے لہذا ہم روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ ہم چاند دیکھ لیں تو عید منائیں گے یا چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے مکمل کریں گے۔ گویا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اہل شام کی رویت کا اعتبار نہیں کیا۔ کریب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے اس بات پہ تعجب کا اظہار کیا کہ کیا امیر معاویہ کی رویت آپ کے لئے کافی نہیں ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ نہیں ہمارے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت کافی نہیں ہے کیونکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس حدیث میں تین باتیں اہم ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ شام اور مدینہ کے درمیان کتنی مسافت ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت کا اعتبار کیوں نہیں کیا؟

تیسری بات یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میپ زوم ڈاٹ کام کے اعتبار سے طریق (راستہ) کا اعتبار کرکے 1267 کیلومیٹر ہے اور خط مستقیم کا اعتبار کرکے 1045 کیلومیٹر ہے۔ صاحب سبل السلام تحریر فرما ہیں کہ اہل شام کی رویت کا اعتبار اہل حجاز کے لئے نہیں ہوگا اور کریب نے اکتیسواں روزہ رکھا جو کہ اہل مدینہ کے حساب سے وہ تیسواں ہی تھا۔ (سبل السلام: ص156)

کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ اگر شام و مدینہ کے درمیان 1045 یا 1267 کیلومیٹر کا فرق ہے تو ہندوستان میں پندرہ کیلومیٹر یا دوسری جگہ اس سے کم اور زیادہ کا اعتبار کیوں ہوتا ہے؟ کرہ ارض کے نشیب و فراز سے مطلع کے فرق میں بعض مقامات کا بعض دوسرے مقامات سے فرق ہوسکتا ہے اس لئے اصلا مطلع کا فرق دیکھا جائے گا نہ کہ کیلومیٹر کا۔ اس کا عمومی طریقہ یہ ہے کہ عموما جن علاقوں میں ایک ساتھ رویت ہوتی ہے ان تمام علاقوں کا مطلع ایک مانا جائے گا خواہ مسافت جو بھی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسرے سوال کا جواب صحیح مسلم کی مشہور زمانہ شرح (شرح نووی) کی روشنی میں دو معانی کا امکان ہے۔ پہلا معنی تو یہ ہوسکتا ہے کہ کریب کی خبر، خبر واحد تھی اور یہاں شہادت کا معاملہ تھا جس کے لئے خبر واحد کافی نہیں ہوتی۔ حدیث کا یہ معنی متعین کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ خود امام نووی نے کہا کہ یہ بات ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کریب کی خبر اس لئے رد کردی کیونکہ رویت دور والوں کے حق میں ثابت نہیں ہوتی۔ حدیث کے ظاہر سے یہی دوسرا معنی صحیح ہے۔

تیسری بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ اسی طرح ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اس سے مراد ابوداؤد کی عمدہ شرح عون المعبود میں حدیث کریب کی شرح میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیز یاد کر رکھی تھی کہ ایک بلد کا دوسرے اہل بلد کی رویت پر عمل لازم نہیں ہے۔

## حدیث کریب پر چند اعتراضات کا جواب:

پہلا اعتراض: اگر حدیث کریب ہی اختلاف مطلع کے اعتبار میں دلیل ہے تو اس حدیث کے حساب سے شام وحجاز کے درمیان جو مسافت ہے اس مسافت کو ہر جگہ دلیل بنائی جائے پھر ہندوستان میں پندرہ سو کلومیٹر یا اس سے زیادہ کی رویت کیوں معتبر ہے؟

جواب: حدیث کی شرح اور اس کا مفہوم کے عنوان سے پہلی بات کے تحت اس کا جواب دیا جاچکا ہے۔ اور ہاں اس کے بہت سارے دلائل ہیں حدیث میں اہل ستارہ کا مسئلہ دیکھیں اور عکرمہ کا قول لکل اھل بلد رؤیتھم بھی دیکھ لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دوسرا اعتراض: ابن عباس کا اہل شام کی رویت نہ تسلیم کرنا صحابی کا اجتہاد تھا جو کہ غلط بھی ہوسکتا ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ صحابی نے خود اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ ہمیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے گویا کہ یہ ان کا اجتہاد نہیں تھا فرمان رسول پر عمل تھا۔

تیسرا اعتراض: افطار کے سلسلے میں خبر واحد کافی نہیں ہے اس وجہ سے سیدنا ابن اعباس رضی اللہ عنہما نے کریب کی خبر رد کردی کیونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم معلوم تھا جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا ہی رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

جواب: اولا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر واحد کی وجہ سے کریب کی بات رد نہیں کی جیسا کہ اوپر میں واضح کرچکا ہوں۔ ثانیا حدیث کیاس ٹکڑے:

أو لا تكتفي برؤيةِ معاويةَ وصيامِه؟ فقال لا هكذا أمرَنا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ

سے جو بعض اہل علم نے خبر واحد کا احتمال ظاہر کیا ہے وہ حدیث کے ظاہر اور اکثر محدثین کی رائے کے خلاف ہے۔ نیز کریب نے یہ نہیں کہا کہ صرف میں نے چاند دیکھا بلکہ کہا میں نے اور اہل شام نے چاند دیکھا ہے۔ اگر ہم یہ مان لیتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر واحد کی وجہ سے کریب کی خبر تسلیم نہیں کی تو آسانی سے اہل شام کے ذریعہ اس خبر کی تصدیق کرسکتے ہیں جبکہ ابن عباس نے ایسی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد کا احتمال ظاہر کرنا بالکل صحیح نہیں ہے۔

چوتھا اعتراض: یہ وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جن سے عاشوراء کے روزہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا نو محرم کا روزہ رکھ لے۔ سائل نے پوچھا کہ کیا اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طرح رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس جواب سے حدیث کریب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام میں کس طرح خطا کا امکان ہوسکتا ہے؟

جواب: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فیصلے کو کچھ لوگوں نے الگ رنگ دینے کی کوشش کی ہے جسے یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہاں مسلم شریف کی حدیث نمبر 2664 میں ذکر عاشوراء کی بات کا جواب دینا ہے۔ یہ حدیث مسلم کے علاوہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے۔ اس حدیث کا شراح حدیث نے مختلف جواب دیا ہے اعتراض کرنے والوں کو سمجھنا چاہئے کہ مسلم شریف کی روایت ہے جس کی سند اور متن دونوں میں کہیں نکارت نہیں ہے۔

عون المعبود میں اس حدیث کے تحت مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح روزہ رکھتے کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر حیات میں نویں محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کیا تھا گویا کہ آپ نے نویں کا روزہ رکھا۔ اور صاحب تحفۃ الاحوذی نے امام شوکانی کے حوالے سے ایک قول ذکر کیا ہے کہ اسی طرح نبی ﷺ روزہ رکھتے تھے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی ﷺ باحیات ہوتے تو اسی طرح روزہ رکھتے۔

کتنی سیدھی بات ہے جسے غلط رنگ دیا جارہا ہے۔ کیا ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع نہیں کیا تاہم ارادہ ظاہر کیا کہ اگر قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتے تو میں بھی تمتع کرتا۔ اس سے علماء نے تمتع کی افضلیت پر استدلال کیا ہے۔

پانچواں اعتراض: حدیث کریب خاص ہے۔

جواب: بالکل خاص نہیں ہے۔ خصوصیت کی دلیل چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حدیث کریب کے چند اہم مستفادات:

حدیث کریب سے ایسے نکتے بھی نکلتے ہیں جن کی بنیاد پر کسی اعتراض کی کوئی وجہ نہیں رہ جاتی مثلاً:

☆ کریب نے شام میں شام کی رویت کا اعتبار کر کے روزہ رکھا اور مدینہ آئے تو اہل مدینہ کے حساب سے روزہ رکھا اور عید منائی جبکہ شام کے حساب سے انہوں نے اکتیس روزے رکھے۔

☆ کوئی صحابی اپنی جانب سے اجتہاد کر کے کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، سارے صحابہ عادل ہیں۔

☆ رویت ہلال بہت ہی اہم معاملہ ہے، اگر ایک جگہ کی رویت ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے معتبر ہوتی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی رسول فورا رویت اپنے لئے بھی معتبر گردانتے۔ بھلا فرمان رسول کے سامنے صحابی اپنا اجتہاد چلائے، گیا گزرا مسلمان بھی ایسی بات نہیں سوچ سکتا۔

☆ رویت کے فرق سے اہل شام اور اہل مدینہ کے شب قدر میں فرق ہو رہا ہے اور رمضان کی اصل پونجی والی رات تو یہی ہے۔ کریب رضی اللہ عنہ کی خبر نہ مان کر اپنے آپ کو اور اہل مدینہ کو شب قدر کی فضیلت سے کیسے محروم کر سکتے ہیں؟

☆ رویت ہلال کا فرق تو بہر کیف زمانے میں موجود ہے، مطلع کا واضح فرق ہے اور اس کا اعتبار کرنا ہی دلائل سے قوی معلوم ہوتا ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں کہ کریب نے مدینہ پہنچ کر وہاں کے حساب سے اپنا روزہ مکمل کیا اور اس طرح اکتیس روزے ہو گئے۔ گویا ہر علاقے کی اپنی اپنی رویت ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر شام میں تیس دن رمضان کے مکمل ہوئے تو مدینہ میں بھی وہاں والوں کی رویت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے اعتبار سے تیس روزے ہوئے۔اس اہم نکتہ سے رویت ہلال میں مطلع کے فرق کا معتبر ہونا معلوم ہوتا ہے۔

☆ وحدت رویت کو ماننے سے حدیث کریب کی روشنی میں اہل مدینہ کا ایک روزہ چھوٹ گیا جس کی قضا کرنی تھی، اگر اس کی قضا کرلی جاتی تو اہل مدینہ کا روزہ کریب کی طرح اکتیس کا ہوجاتا جبکہ مہینہ اکتیس کا ہوتا ہی نہیں ہے۔اہم سوال قضا کا ہے۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک روزہ قضا نہ کرنا اور اہل مدینہ کو قضا کا حکم نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ دور والوں کی رویت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

☆ کریب کی خبر سے جس طرح اہل شام اور اہل مدینہ کے روزہ میں فرق واقع ہورہا ہے اور شب قدر میں فرق ہوا، اسی طرح عید میں بھی فرق ہورہا ہے جبکہ وحدت رویت والے کہتے ہیں عید اس دن ہے جس دن سب منائیں۔یہاں اس کی مخالفت ہورہی ہے۔

☆ کریب کی خبر کی تصدیق وتسلیم نہ کرنا اس کا بین ثبوت ہے کہ ہر علاقہ والے اپنے حساب سے رویت کا اعتبار کرتے تھے ورنہ اولا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی خبریں وصول کی جاتیں اور خلفاء وامراء کا باقاعدہ رویت ہلال کمیٹی کے ساتھ ایلچی کے ذریعہ کسی جگہ رویت ہوجائے تو دوسرے تمام علاقوں میں خبر دی جاتی جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کام نہ عہد رسول میں ہوا اور نہ ہی عہد خلافت میں جو سراسر رویت وحدت کے خلاف ہے۔

☆ رویت ہلال کو ہم رمضان کے ساتھ ہی خاص سمجھتے ہیں جبکہ یہ پورے سال کے ساتھ خاص ہے، ہر ماہ ایام بیض کے روزے تیرہ، چودہ اور پندرہ کو رکھنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امت کی آسانی اسی میں ہے کہ اپنے علاقہ کی رویت کا اعتبار کریں۔قریب وبعید کے علاقوں میں نہ صرف گھنٹوں اوقات کا فرق پایا جاتا ہے بلکہ رات ودن کا بھی فرق ہے جو کہ قدرتی نظام ہے اس میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ مجھے تو اس میں وحدت نظر نہیں آتی کہ ایک مسلمان ایک جگہ عید منائے اور دوسری جگہ رات ہونے کے سبب ہمارے دوسرے مسلمان بھائی سو رہے ہوں۔

☆ اللہ تعالی جس طرح سورج کو ایک وقت میں نکالتا اور ڈبوتا ہے اسی طرح چاند کو بھی ایک وقت میں اگاتا اور ڈباتا ہے اور ان دونوں (شمس وقمر) کے طلوع وغروب، صبح صادق اور اوقات زوال بلکہ پنج وقتہ نمازوں کے اوقات مختلف ہیں حتی کے سارے مسلمانوں کا قبلہ ایک جہت میں نہیں ہے۔ جس طرح ہم نمازوں کے اوقات کے فرق کو امت کے اختلاف سے تعبیر نہیں کرتے اسی طرح علاقائی رویت کے حساب سے روزہ اور عید منانے کو امت کا اختلاف نہیں کہیں گے۔

## ہر بلد والے کے لئے اپنی اپنی رویت پر اجماع:

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہوگیا ہے کہ جو ایک شہر ایک دوسرے سے دور واقع ہو اس کی رویت کا اعتبار نہیں ہوگا جیسے کہ خراسان اندلس سے دور ہے اس لئے کہ ہر شہر کے لئے ایک خاص حکم ہےجو اس شہر کے ساتھ ہی مخصوص ہےجیسا کہ حدیث میں آیا ہےچنانچہ جو شہر آپس میں قریب ہوں ان کی رویت ایک دوسرے لئے معتبر ہوگی۔ خبر خواہ حکومت کی جانب سے ہو یا دو عادل گواہوں کی طرف سے یا جماعت مستفیضہ کی طرف سے بہر حال قریبی شہر والوں کو شامل ہوگی اور جو شہر زیادہ دور واقع ہو اس کو شامل نہیں ہوگی۔ ابن عرفہ نے اسی کو پسند کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(التمہید لابن عبدالبر)

## وحدت رویت ہلال کا موقف اور آخری بات:

### علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے اچھی بات کہی ہے کہ

''اگر وحدت رویت میسر ہو سکے تو یہ احسن وافضل ہے ورنہ ہر بلد کی رویت ہی تمام اہل علم کے نزدیک راجح ہے۔''

### اور علامہ ناصر الدین البانی نے لکھا ہے:

''جب تک تمام ممالک اسلامیہ وحدت رویت پر متفق نہ ہو جائیں اس وقت تک ہر ملک کے باشندوں کو اپنے ملک اور حکومت کے ساتھ روزہ رکھنا چاہیے۔ اختلاف کر کے الگ الگ نہ ہو جائیں کہ کوئی اپنے ملک کے حساب سے اور کوئی دوسرے ملک کے حساب سے عمل کرنے لگے بلکہ اپنے ملک کی رویت پر روزہ رکھنا چاہیے خواہ ایک دو دن آگے پیچھے ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ایک ہی ملک میں وسیع پیمانے پر اختلاف پھیلنے کا خطرہ ہے اور ایسا بعض عرب ممالک میں ہو بھی رہا ہے۔''

ان دونوں موقف کو سامنے رکھتے ہوئے میں بھی یہ کہتا ہوں کہ اگر وحدت رویت پہ امت اسلامیہ کا اتحاد ہو جائے اور اتحاد کا نقطہ نظر بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے واضح اور قابل عمل ہو تو مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے صرف اس وجہ سے کہ رویت ہلال پہ امت مزید ٹکڑوں اور گروہوں میں تقسیم ہو کر اپنی طاقت ختم نہ کرے اور غیروں کو جگ ہنسائی کا موقع نہ دے۔ وحدت رویت کے کسی واضح اور قابل عمل نقطہ اتحاد پر جب تک امت اسلامیہ کا اجماع نہ ہو جائے اس وقت تک مسلمانوں کو اپنے

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے علاقہ کی رویت کا اعتبار کرنا چاہیے اور اسی حساب سے روزہ رکھنا چاہیے اور عید منانا چاہیے۔"

المکتبۃ الرحمانیۃ
99-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.........

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

# ناموسِ رسالت ﷺ کا قانون

# اور اظہارِ رائے کی آزادی

رانا محمد شفیق خان پسروری

(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

ملنے کے پتے

- 106 راوی روڈ، لاہور۔
- مکتبہ **اسلامیہ**، اردو بازار لاہور۔
- مکتبہ **اہلحدیث** پسرور، ضلع سیالکوٹ۔

فکس ڈاٹ پرنٹرز اینڈ پبلشر

کتب، رسالہ جات کی معیاری طباعت کا مرکز

سٹی ٹاور، رائل پارک لاہور

fixdotprinter@gmail.com | 0300-4240426